تربیت اولاد

آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعودؑ

اور

خلفائے سلسلہ کے ارشادات

نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اپنی اولاد کی بابت اِک دلی آرزو

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا (الروم:31) یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اس آیت کی مختصر مگر جامع تفسیر آنحضرت ﷺ کے اس قول میں موجود ہے مَامِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ (صحیح بخاری کِتَابُ الجَنَائِز) ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے آگے یہ ماں باپ ہیں کہ جو اپنی تربیت اور ماحول کے ذریعہ اس کو چاہیں تو یہودی بنادیں، چاہیں تو عیسائی بنادیں اور چاہیں تو مجوسی بنادیں۔

رسول کریم ﷺ نے اس حقیقت کو خوب کھول دیا کہ ماں باپ کی تربیت بچوں کی آئندہ زندگی میں نہایت غیر معمولی اور بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

قرآن شریف ایک ایسی ماں کا ذکر کرتا ہے جس کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ میرا ہونے والا بچہ خدا کی راہ میں زندگی وقف کرے لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی شکل میں اس کو ایک بچی عطاء کی اور ساتھ ہی تسلی دی کہ تمہاری دعا سن لی گئی ہے۔ حضرت مریمؑ کی والدہ کی دعاؤں اور حضرت زکریاؑ کی نیک تربیت کا جو نتیجہ نکلا اس کی ایک جھلک قرآن شریف یوں بیان کرتا ہے کہ حضرت مریمؑ کی عمر چند برس تھی کہ ان کے پاس کھانے پینے کا کچھ سامان دیکھ کر حضرت زکریاؑ نے پوچھا اَنّٰی لَکِ ھٰذَا (ال عمران: 38) کہ یہ سب کہاں سے آیا؟ حضرت مریمؑ نے جواب میں عرض کیا ھُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰہِ (ال عمران: 38) یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ایک ننھی بچی کے منہ سے خدا کی محبت میں ڈوبا ہوا یہ جواب اسکی نیک تربیت کے نتیجے میں سامنے آیا۔ اس ننھی بچی کو بھی اس بات کا ادراک تھا کہ خدا تعالیٰ ہی ہر چیز کا رازق ہے۔

تربیت اولاد کا ایک اور غیر معمولی نظارہ قرآن شریف نے ایک عظیم باپ اور ایک عظیم بیٹے کی صورت میں پیش فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ایک خواب کو مدنظر رکھتے

ہوئے اپنے سات آٹھ سال کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے دریافت فرمایا اِنِّـــیْ اَرٰی فِـــی الْـمَـنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَریٰ (الصفات:103) یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس ننھے بچے کا جواب قرآن شریف نے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا تا آئندہ آنے والی نسلیں قیامت تک اس سے سبق حاصل کرتی رہیں آپ نے عرض کیا یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (الصفات: 103) اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

حضرت اسماعیلؑ کا کم سنی میں یہ جواب حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں اور غیر معمولی تربیت کا نتیجہ تھا حضرت اسماعیلؑ جیسا بیٹا اور حضرت مریمؑ جیسی بیٹی دنیا کے ہر ماں باپ کی انتہائی دلی آرزو ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی طرح اپنی اولاد کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتاب ’’تربیتِ اولاد‘‘ میں قرآن شریف کی آیات ،احادیث مبارکہ، حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات اور ملفوظات اکٹھے کئے گئے ہیں یہ سب ہمارے لئے مشعل راہ ہیں جنہیں پڑھ کر اور جن پر عمل کر کے ہم تربیت اولاد کا فریضہ بخوبی سرانجام دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ

انڈیکس

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر

آیات قرآنیہ

احادیث مبارکہ

حضرت مسیح موعودؑ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نوراللہ مرقدہٗ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہٗ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

تربیت اولاد

آیات قرآنیہ

حصول اولاد کی دعا

(1) وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء 90-91)

ترجمہ:۔اور زکریاؑ (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا اور اسے یحییٰ عطا کیا اور ہم نے اس کی بیوی کو اس کی خاطر تندرست کر دیا۔ یقیناً وہ نیکیوں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور ہمیں چاہت اور خوف سے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی سے جھکنے والے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 444)

ازواج اور اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کی دعا

(2) وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ۝

(سورۃ الفرقان: 75)

ترجمہ:۔اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ان (اولاد) کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کالحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو بہت ہی تھوڑے ہوں گے۔ جو ایسا کرتے ہوں اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے......غرض اولاد کے لئے صرف یہ خواہش کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں رحم اور تقویٰ مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہمّ وغم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 599-600)

آئندہ نسل کی تربیت حیات آخرت کے لئے زادراہ ہے

(3) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

(سورۃ الحشر:19)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

پس آئندہ نسلوں کے اعتبار سے دیکھیں تو يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ

مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ہر جان کو خدا متنبہ کر رہا ہے کہ تم نے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے......کن اولادوں کو آگے بھیجو گے اور کیا وہ خدا کی عبادت گذار نسلیں ہوں گی یا عبادت سے غافل نسلیں ہوں گی......اپنے بچوں کی جب آپ نے تربیت کرنی ہے تو......آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی اور ذاتی تعلق رکھنا پڑے گا، ذاتی قابلیتوں کو استعمال کرنا پڑے گا......تب جا کر آئندہ آنے والی نسلیں آپ کی سچی نمازی بن سکیں گی۔

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 893-894)

بچوں کی تربیت بطور حق ہے نہ کہ احسان

(4) وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ. وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا. لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ. فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا. وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوْا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ. وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ○

(سورۃ البقرہ:234)

ترجمہ:۔اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں اس (مرد) کی خاطر جو رضاعت (کی مدت) کو مکمل کرنا چاہتا ہے۔اور جس (مرد) کا بچہ ہے اس کے ذمہ ایسی عورتوں کا نان نفقہ اور اوڑھنا بچھونا معروف کے مطابق ہے۔کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی جاتی۔ماں کو اس کے بچے کے تعلق میں تکلیف نہ دی جائے اور نہ ہی باپ کو اس کے بچے کے تعلق میں۔اور وارث پر بھی ایسے ہی حکم کا اطلاق ہوگا۔پس اگر وہ دونوں باہم رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانے کا فیصلہ کر لیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔اور اگر تم اپنی اولاد کو (کسی اور سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ جو کچھ معروف کے مطابق تم نے (انہیں) دینا تھا (ان کے) سپرد کر چکے ہو۔اور اللہ کا

تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ کا عطف وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر ہے......یعنی اس کا پرورش کرنا احسان کے طور پر نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک حق کے طور پر ہوگا جو اللہ کی طرف سے اس پر واجب کیا گیا ہے......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمدن کی ایک نئی بنیاد رکھی ہے۔ کہ کمزور بچوں کی تربیت بطور حق ورثاء پر ڈال دی ہے......اوران کا فرض ہوگا کہ وہ بچہ کے کھانے اور لباس کے اخراجات کے علاوہ اس کے تعلیمی اخراجات بھی بالغ ہونے تک پورے کریں اور اس کی اعلیٰ درجہ کی تربیت مدنظر رکھیں تا کہ وہ قوم کا ایک مفید وجود بن سکے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ صفحہ 526)

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ میں بتایا کہ بچوں کو دوسروں سے دودھ پلوانا حقوق پدری کے خلاف نہیں نہ حقوق مادری کے خلاف...... بچے کے حقوق بطور حق کے ہیں اور ان میں کمی کرنا موجب گناہ ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ صفحہ 527)

اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنانے کی دعا

(5) رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ (سورۃ ابراھیم:41)

ترجمہ:۔اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ

ضروری امر نماز باجماعت ہے۔بچوں کونماز باجماعت ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے......میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر اولاد کا کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے...... بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جا سکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 162-164)

اپنے اہل کو نماز کا حکم دو

(6)وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا○

(سورۃ مریم:56)

ترجمہ:۔اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتا تھا اور اپنے ربّ کے حضور بہت ہی پسندیدہ تھا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

قرآن کریم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایک بڑی خوبی یہ بیان فرمائی ہے کہ كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ(مریم :56) یعنی وہ اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو نماز اور زکوۃ کی تاکید کیا کرتے تھے......اور یہی ہر مومن کا کام ہے اور اس کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنی اولاد کی نیک تربیت سے کبھی غافل نہ ہو وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرتا رہے اور خود ان کا معلم بنے اور انہیں اس قابل بنائے کہ وہ ہمیشہ اسلام کا جھنڈا اونچا رکھیں۔اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام بلند کرتے رہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 596)

خود کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ

(7)یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓااَنفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًاوَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآاَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ○

(سورۃ التحریم:7)

ترجمہ:۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔اُس پر بہت سخت گیر قوی فرشتے (مسلط) ہیں۔وہ اللہ کی، اُس بارہ میں جو وہ انہیں حکم دے، نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو وہ حکم دیئے جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُوْٓااَنفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا یعنی اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ دنیا میں کون آدمی شریف کہلا سکتا ہے کہ جو مقدرت کے باوجود اپنی اولاد کو تعلیم نہ دلائے۔ان کی صحت کی حفاظت کے سامان نہ کرے۔پھر وہ انسان کس طرح شریف کہلا سکتا ہے جس کی اولاد کو دین سے مس نہ ہو۔یاد رکھنا چاہئے کہ عبادات میں اعلیٰ نیکی نماز ہے۔یہ ایک فرقان و امتیاز ہے......تو تربیت میں سب سے پہلی چیز نماز ہے اور دوسری ان کو دین سے واقف کرنا۔تعلیم کے بعض حصے استادوں سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ اولاد کو ان سے آگاہ کرنا والدین کا فرض ہوتا ہے۔مثلاً انہیں یہ بتانا کہ تمہارا پیدا کرنے والا کون ہے۔رسولؐ کون ہے، امام کون ہے۔پھر نظام سلسلہ سے انہیں آگاہ کرتے رہنا۔اگر یہ باتیں آہستہ آہستہ بچوں کے کان میں ڈالی جائیں تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ایسی اولاد بگڑ بھی جائے تو نظام سلسلہ سے ڈرتی رہتی ہے......لیکن جن بچوں کو والدین سلسلہ کے نظام سے واقف نہیں کرتے وہ برملا کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے ......اس لئے تربیت کے لئے بچوں کو ایسی باتیں بتاتے رہنا نہایت ضروری ہے۔اسی طرح نماز بھی تربیت کے لئے بہت ضروری چیز ہے......اس لئے ہر شخص......اس بات کو اپنے فرائض میں داخل کر لے کہ اولاد کو نماز کی تعلیم دینی ہے، بلکہ بچوں کو نماز میں ساتھ لائے اور اگر معذور ہے تو بھیجے۔بلکہ جو معذور ہے اسے چاہئے کہ زیادہ زور اور تاکید کے ساتھ کہتا رہے تا اس کے بچے یہ خیال نہ کر لیں کہ وہ

نمازوں میں سست ہے۔ اسے چاہئے کہ بار بار انہیں سمجھاتا رہے...... اور پھر اس بات کی نگرانی کرے کہ وہ جاتے ہیں یا نہیں۔ مگر بہت سے لوگ ہیں جو اس کی پرواہ نہیں کرتے...... بچہ جب ذرا بڑا ہو جائے تو اسے تہجد کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ میرے نزدیک تہجد کی عادت اسی عمر میں پڑ سکتی ہے۔ بعد میں بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں تہجد کی عادت ڈالیں اور ذکر کرنا سکھائیں۔ اس سے طبیعت کا لا اُبالی پن دور ہو کر رِقّت قلب پیدا ہوگی۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 643-644)

پیدائش سے قبل وقف اولاد

(8) اِذْ قَالَتِ امْرَأَةُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّيْ وَضَعْتُهَآ أُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى ۚ وَإِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا ۔ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○

(سورۃ ال عمران 36-39)

ترجمہ:۔ جب عمران کی ایک عورت نے کہا اے میرے ربّ! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ میں نے تیری نذر کر دیا (دنیا کے جھمیلوں سے) آزاد کرتے ہوئے۔ پس تُو مجھ سے قبول کر لے۔ یقیناً تُو ہی بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔ پس جب اُس نے اُسے جنم دیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! میں نے تو بچی کو جنم دیا ہے۔ جبکہ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس چیز کو جنم دیا تھا۔ اور نر مادہ کی طرح نہیں ہوتا۔ اور (اس عمران کی عورت نے کہا) یقیناً میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے، اور میں اسے اور اس کی نسل کو راندۂ درگاہ شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پس

اس کے ربّ نے اُسے ایک حسین قبولیت کے ساتھ قبول کرلیا اوراس کی اَحسن رنگ میں نشو ونما کی اور زکریا کو اس کا کفیل ٹھہرایا۔ جب کبھی بھی زکریا اس کے پاس محراب میں داخل ہوا تو اس نے اس کے پاس کوئی رزق پایا۔ اس نے کہا اے مریم! تیرے پاس یہ کہاں سے آتا ہے؟ اس نے (جواباً) کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یقیناً اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔ اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج اس مسیح موعود کو ماننے والی ماؤں اور باپوں نے خلیفۂ وقت کی تحریک پر انبیاء اور ابرار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسیح موعود کی فوج میں داخل کرنے کے لئے اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے پیش کیا اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ: جیسے حضرت مریمؑ کی والدہ نے یہ التجا کی خدا سے رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ . اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ کہ اے میرے رب! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے میں تیرے لئے پیش کر رہی ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کیا چیز ہے۔ لڑکی ہے کہ لڑکا ہے۔ اچھا ہے یا برا ہے۔ مگر جو کچھ ہے میں تمہیں دے رہی ہوں۔ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ مجھ سے قبول فرما اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تو بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔...... یہ دعا خدا تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کرلیا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاء کی دعائیں اپنی اولاد کے متعلق، یہ ساری قرآن کریم میں محفوظ ہیں۔ بعض جگہ آپ کو ظاہر طور پر وقف کا مضمون نظر آئے گا اور بعض جگہ نہیں آئے گا جیسا کہ یہاں آیا مُحَرَّرًا اے خدا! میں تیری پناہ میں اس بچے کو وقف کرتی ہوں۔ لیکن بسا اوقات آپ کو یہ دعا نظر آئے گی کہ اے خدا! جو نعمت تو نے مجھے دی ہے، وہ میری اولاد کو بھی دے اور ان میں بھی انعام جاری فرما...... پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چلہ کشی کی تھی وہ بھی اسی مضمون کے تحت آتی ہے۔ آپ چالیس دن یہ گریہ وزاری کرتے رہے دن رات کہ اے خدا! مجھے اولاد دے اور وہ دے جو تیری غلام ہو جائے، میری طرف سے ایک تحفہ ہو تیرے حضور۔ تو یہ ہے سنت انبیاء، سنت

ابرار۔اوراس زمانہ میں اسی سنت پرعمل کرتے ہوئے یہ ہے احمدی ماؤں اور باپوں کا عمل،خوبصورت عمل، جواپنے بچوں کوقربان کرنے کے لئے پیش کررہے ہیں، جہاد میں حصہ لے رہے ہیں لیکن علمی اور قلمی جہاد میں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل ہوکر۔اورانشاءاللہ تعالیٰ یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے۔

(مشعل راہ جلد5 حصہ اول صفحہ 18-19)

حضرت لقمانؑ کی بیٹے کو نصائح

(9)وَاِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یَا بُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ . اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ٥وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ. حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ . اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ٥وَاِنْ جَاھَدَاکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ. ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥یَابُنَیَّ اِنَّھَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمَاوَاتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ. اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ٥یَا بُنَیَّ اَقِمِ الصَّلَاۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآاَصَابَکَ.اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ٥وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا . اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ٥وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِکَ.اِنَّ اَنکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ٥

(سورۃ لقمان14 تا20)

ترجمہ:۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب وہ اسے نصیحت کر رہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا۔ یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حق میں تاکیدی نصیحت کی۔ اُس کی ماں نے اُسے کمزوری پر کمزوری میں اٹھائے رکھا۔ اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں (مکمل) ہوا۔ (اُسے ہم نے یہ تاکیدی نصیحت کی) کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں (بھی) تجھ سے جھگڑا کریں کہ تُو میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر۔ اور اُن دونوں کے ساتھ دنیا میں دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھ اور اس کے رستے کی اِتّباع کر جو میری طرف جھکا۔ پھر میری طرف ہی تمہارا لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں اُس سے آگاہ کروں گا جو تم کرتے رہے ہو۔ اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہو پس وہ کسی چٹان میں (دبی ہوئی) ہو یا آسمانوں یا زمین میں کہیں بھی ہو، اللہ اسے ضرور لے آئے گا۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) باخبر ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر اور اُس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔ یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔ اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ(لقمان : 14) اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ بچے کو بچپن کی عمر میں ہی اسلامی تعلیم کی بنیادی باتیں سکھانا شروع کر دینا چاہئے جیسا کہ حضرت لقمان علیہ السلام کا بچے کو وعظ کے رنگ میں ان حقائق اور صداقتوں کی طرف متوجہ کرنا جو قرآن کریم کی صداقتیں اس زمانہ کے لوگوں کو دی گئی ہیں۔ اس طرح حضرت مریم علیہ السلام کا واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور اسی قسم کے دوسرے واقعات ہیں جن میں اسلام کی بنیادی تعلیم کو بیان کیا گیا ہے۔ ان سب واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بچے کو بچہ کہہ کر اس کی تعلیم اور تربیت سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 790)

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے شرک سے بچنے کی دعا اور وقف اولاد کا مقصد

(10) وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِناً وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○

(سورۃ ابراہیم۔36)

ترجمہ:۔اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

(11) رَبَّنَآ اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ○

(سورۃ ابراہیم۔38)

ترجمہ:۔اے ہمارے ربّ! یقیناً میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں تیرے معزز گھر کے پاس آباد کر دیا ہے۔اے ہمارے ربّ! تا کہ وہ نماز قائم کریں۔پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں میں سے رزق عطا کرتا کہ وہ شکر کریں۔

(12) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا. فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلاً خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ. فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اٰتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتَاهُمَا. فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ أَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○

(الاعراف:190 تا 192)

ترجمہ:۔وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ

اس کی طرف تسکین کی خاطر مائل ہو۔ پھر جب اس نے اسے ڈھانپ لیا تو اس نے ایک ہلکا سا بوجھ اٹھالیا پھر وہ اسے اٹھائے ہوئے چلنے لگی۔ پس جب وہ بوجھل ہوگئی تو ان دونوں نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اگر تُو ہمیں ایک صحت مند (بیٹا) عطا کرے تو یقیناً ہم شکر ادا کرنے والوں میں سے ہوں گے۔ پس جب ان دونوں کو اس (یعنی اللہ) نے ایک صحتمند (بیٹا) عطا کیا تو جو اس نے انہیں عطا کیا اُس (عطا) میں وہ اُس کے شریک ٹھہرانے لگے۔ پس اللہ اس سے بہت بلند ہے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودقرآن کریم کی آیت **هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ...... فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ** کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اولاد اپنے ماں باپ کے اثر کو قبول کر کے وہ کافر ہوں تو کافر مشرک ہوں تو مشرک اور موٴحد ہوں تو موٴحد ہو جاتی ہے پس شادی کرتے ہوئے انسان کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے اور اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھنا چاہئے تا یہ نہ ہو کہ ماں باپ کی غلطیاں اولاد میں پیدا ہو کر ہزاروں لاکھوں انسان گند میں مبتلا ہو جائیں۔

(تفسیر کبیر جلد 1 تفسیر سورۃ البقرہ زیر آیت هُوَالَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ...... صفحہ نمبر 302)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

یہ بات بچے کے ذہن نشین کر دینی چاہئے کہ خدائے واحد و یگانہ کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں۔ وہی ایک واحد و یگانہ ہے جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا۔ عالمین کو پیدا کیا یعنی اس مخلوق کو پیدا کیا جو موجود ہے اور جس تک ہمارا علم یا ہماری نظر یا ہمارا تخیل پہنچا ہے یا نہیں۔ ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ایک ہے۔ کسی غیر کو اس کی ذات اور صفات میں شریک کرنا یہ ظلم عظیم ہے۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 79)

ناپاک اولاد اہل میں شامل نہیں

(13) **وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ○قَالَ يَا نُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ . اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا**

تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۔اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ○

(سورۃ ھود 46-47)

ترجمہ:۔اور نوح نے اپنے ربّ کو پکارا اور کہا اے میرے ربّ! یقیناً میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ ضرور سچا ہے اور تُو فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔اس نے کہا اے نوح! یقیناً وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔بلا شبہ وہ تو سراپا ایک ناپاک عمل تھا۔پس مجھ سے وہ نہ مانگ جس کا تجھے کچھ علم نہیں۔میں تجھے نصیحت کرتا ہوں مبادا تُو جاہلوں میں سے ہو جائے۔

(14)وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ. وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكَافِرِيْنَ○

(سورۃ ھود۔43)

ترجمہ:۔اور وہ اُنہیں لئے ہوئے پہاڑوں جیسی موجوں میں چلتی رہی۔اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جبکہ وہ ایک علیحدہ جگہ میں تھا۔اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اگر بے اختیاری کی حالت میں اولاد ہاتھ سے نکل جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر کسی کو ذمہ دار قرار نہیں دیا مگر فطرت کے دکھ میں اس کو سزا ضرور مل جاتی ہے۔حضرت نوحؑ کی مثال دیکھیں کہ اولاد ناشکری بنی ......ایسا عمل نہیں کیا جسے عمل صالح کہا جا سکتا ہے تو حضرت نوحؑ کے قرب نے اسے بچایا نہیں۔حضرت کو اس وجہ سے سزا نہیں ملی کہ حضرت نوحؑ کی پوری کوششوں کے باوجود وہ اولاد ایسی نکلی......حضرت نوحؑ کو جو دکھ پہنچا ہے بیٹے کو غرق ہوتا ہوا دیکھ کر، وہ ان کے لئے ایک سزا تھی اور اتنی بڑی سزا کہ بول اٹھے کہ اے خدا تو نے وعدہ کیا تھا کہ میری اولاد ضائع نہیں کی جائے گی۔تب خدا نے فرمایا کہ تجھے پتہ نہیں۔یہ تیری اولاد وہ اولاد نہیں ہے جس کے لئے میں نے حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا۔تو غفلت ہوئی، جرم کے طور پر اس کو سزا تو نہیں ملی مگر فطری تقاضوں کے نتیجے میں سزا ضرور مل جاتی ہے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 536-537)

والدین سے احسان کرنے کی نصیحت

(15)وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا. وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا. حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ. إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

(سورۃ الاحقاف16)

ترجمہ:۔اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ کہ میری بیوی بچوں کی اصلاح فرما اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 456-457) پھر آپؑ (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا کہ میرا طریق کیا ہے کہ میں کس طرح دعائیں مانگا کرتا ہوں۔

فرمایا کہ مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ پہلی یہ کہ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت وجلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوسرے پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں (یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والے ہوں)۔ پھر تیسرے فرمایا کہ پھر مَیں اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر چوتھے فرمایا کہ میں اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام دعا کرتا ہوں۔ پھر پانچویں فرمایا پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلے سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 309)

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 463)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے والدین سے احسان کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور شکر گزار بندہ بننے کا ذکر فرمایا۔ فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۔حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۔ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا ۔ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۔إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف: 16)

اور ہم نے انسان کو تاکید کی، نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ 30 مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور 40 سال کا ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی اصلاح کر دے، یقیناً مَیں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یعنی حقیقی فرمانبردار مَیں تبھی بن سکتا ہوں، حقیقی اسلام میرے اندر تبھی داخل ہو سکتا ہے، سلامتی پھیلانے والا میں تبھی کہلا سکتا ہوں جب ان حکموں پر عمل کرتے ہوئے جس میں سے ایک حکم یہ ہے

کہ والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ ان کے احسانوں کو یاد کرکے ان سے احسان کا سلوک کرو۔ ان نعمتوں کے شکر گزار بنو۔ جو انسان یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تُو مجھے ان نعمتوں کا شکر گزار بنا جو تُو نے مجھ پر کی ہیں، جو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کی ہیں میرے والدین پر کی ہیں کہ ان کی اولاد سلامتی پھیلانے والی اور نیک اعمال کرنے والی ہو اور پھر آئندہ نسل کی سلامتی اور نیکیوں پر قائم رہنے کی بھی دعا اے خدا میں تجھ سے مانگتا ہوں۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 225)

عظیم باپ اور فرمانبردار بیٹا

(16) رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ○ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى. قَالَ يَآاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّآاِبْرَاهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلَآءُ الْمُبِيْنُ ○ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○

(سورۃ الصفات 101 تا 108)

ترجمہ:۔ اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔ پس ہم نے اسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔ پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ پس جب وہ دونوں رضامند ہو گئے اور اس نے اُسے پیشانی کے بَل لٹا دیا۔ تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم کے بدلے اُسے بچا لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

وہ لوگ جو اپنی اولاد کے لئے مِنَ الصّٰلِحِیۡن کی دعائیں تو مانگتے ہیں لیکن ہمہ وقت ان کی ایسی تربیت نہیں کرتے جس کے نتیجے میں اولاد کو صالح بننا چاہئے، اولاد کے لئے اور چارہ نہ رہے سوائے اس کے کہ وہ صالح بن جائیں اور پھر اس سارے عرصے میں دعائیں ساتھ جاری رہنی چاہئیں۔

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 616)

بڑھاپے کی عمر میں والدین کو اف تک نہ کہو

(17) وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَاناً . اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُھُمَاۤ اَوۡ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّھُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡھَرۡھُمَا وَقُلۡ لَّھُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ○ وَاخۡفِضۡ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡراً ○

(سورۃ بنی اسرائیل 25.24)

ترجمہ:۔ اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

(18) رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحاً تَرۡضٰہُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ ○

(سورۃ النمل۔20)

ترجمہ:۔ اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

(19) رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِناً وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ . وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا○

(سورۃ نوح۔29)

ترجمہ:۔ اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور اسے بھی جو بحیثیت مومن میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور سب مومن عورتوں کو۔ اور تو ظالموں کو ہلاکت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھانا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ملفوظات میں سے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔فرمایا ''ان کی پرورش''،یعنی بچوں کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے،نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے''رحم کے حوالے سے کرے،اس سے کیا مراد ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہےاِرْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا اے میرے اللہ!میرے ماں باپ پر رحم فرما جس طرح انہوں نے میری تربیت کی تھی بچپن میں ۔تو یہ رحم تربیت کا مرکزی حصہ ہونا چاہئے ۔اگر کوئی شخص اپنے بچوں پر رحم کرے گا تو لازمی اس رحم کے نتیجے میں اسے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کردار سکھائے گا ۔آنحضرت ﷺ نے دنیا کی کمائی اور ورثے کو شمار ہی نہیں فرمایا۔فرمایا اس طرح رحم کرو جیسے تم خدا کے حضور یہ کہہ سکو کہ اے اللہ میرے ماں باپ پر بھی رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا تھا۔اگر انہوں نے دین سے ہٹایا ہوتا تو یہ دعا ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ میرے ماں باپ پر اس طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا تھا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 645)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پہلی بات یہ ہے کہ حکم دیا گیا کہ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرو۔اس بات کی طرف توجہ دلا دی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد تمہیں والدین کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے کیونکہ انہوں نے بھی تمہیں بچپن میں ہر شر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔تمہارے والدین ہی ہیں جو تمہاری صحت وسلامتی کے لئے تکلیفیں

اٹھاتے رہے۔ پس آج بڑے ہو کر تمہارا فرض بنتا ہے کہ ان کے حقوق ادا کرو۔ ایک جگہ فرمایا اگر ان پہ بڑھاپا آ جائے تو انہیں اُف تک نہ کہو، ان کی باتیں مانو۔ ایک جگہ فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل :25) پس یہ دعا بھی اس لئے ہے کہ تمہارے جذبات، تمہارے خیالات ان کے لئے رحم کے رہیں اور پھر یہ دو طرفہ دعائیں ایک دوسرے پر سلامتی برسانے والی ہوں۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 224)

رزق کی تنگی کی وجہ سے قتل اولاد جائز نہیں

(20)قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا. وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ. نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ . وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ .وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ . ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

(سورۃ انعام۔152)

ترجمہ:۔تو کہہ دے آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے ربّ نے تم پر حرام کر دیا ہے (یعنی) یہ کہ کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور (لازم کر دیا ہے کہ) والدین کے ساتھ احسان سے پیش آؤ اور رزق کی تنگی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ اور تم بے حیائیوں کے جو اُن میں ظاہر ہوں اور جو اندر چھپی ہوئی ہوں (دونوں کے) قریب نہ پھٹکو۔ اور کسی جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہو مگر حق کے ساتھ۔ یہی ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تا کہ تم عقل سے کام لو۔

(21)وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ . نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ . اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيْرًا○

(سورۃ بنی اسرائیل۔32)

ترجمہ:۔اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

جناب الٰہی بیان فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ اولاد کو قتل مت کرو۔قتل میں نے بہت طرح سے دیکھا ہے۔بعض......تربیت خوب نہیں کرتے۔بعض اپنی اولاد کے لئے پاک صحبت کا انتظام نہیں کرتے۔یہ نہیں سوچتے کہ ان کے لئے کونسا علم نافع ہوگا اور ان کی اولاد کا میلان طبع کس طرف ہے؟ ہزاروں لاکھوں کتابیں بنی ہوئی ہیں۔ہر ملک کے لوگ اپنے خیال کے مطابق پڑھانے چلے جاتے ہیں۔نہ پڑھنے والے کی دلچسپی کا خیال کرتے،نہ لغو،ناقص اور اہم و مفید میں کوئی فرق کرتے ہیں۔میری سمجھ میں یہ سب قتل اولاد کی قسم میں سے ہے۔

(خطبات نور صفحہ 567)

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ......اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيْرًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ یعنی اس خوف سے کہ اولاد پر روپیہ خرچ ہوگا ان کو ہلاک نہ کرو......اور آیت کے یہ معنے ہیں کہ اس ڈر سے نہ مارو کہ روپیہ خرچ ہوگا......بعض لوگ بخل کی وجہ سے اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتے۔پوری غذا نہیں دیتے یا ایسی غذا نہیں دیتے جو نشو ونما کے لئے ضروری ہو......بچوں کو بخل کیوجہ سے اچھی غذا نہیں دیتے۔لباس مناسب نہیں دیتے حتی کہ بعض دفعہ وہ خوراک کی کمی کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔بعض دفعہ لباس کی کمی کی وجہ سے نمونیہ وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔اس قسم کے لوگ دنیا میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ملتے ہیں اور ہر ملک میں ملتے ہیں۔اسی طرح قتل سے مراد اخلاقی روحانی قتل بھی ہو سکتا ہے کہ روپیہ کے خرچ کے ڈر سے اچھی تعلیم نہیں دلاتے اور گویا بچہ کی اخلاقی یا روحانی موت کا موجب ہو جاتے ہیں......قتل کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ اولاد کو قتل کرنے سے انسان فطرتاً تنفر کرتا ہے پس اس لفظ کے استعمال سے اس کی توجہ اس طرف پھرائی ہے کہ تم کسی صورت میں بھی اولاد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے پر تیار نہیں ہوتے

لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ایک اور قسم کے قتل کے تم مرتکب ہو رہے ہو۔یعنی اولاد کی خوراک اور لباس کا خیال نہیں رکھتے اور ان کی صحتوں کو برباد کر دیتے ہو۔یا ان کی تربیت کا خیال نہیں رکھتے اور ان کے اخلاق کو برباد کر دیتے ہو......غرض لَاتَقْتُلُوْا کے الفاظ استعمال کرنے کے بعد خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ کی شرط لگا کر قرآن کریم نے اولاد کی تربیت اس کی پرورش ماں کی پرورش اور اس کی زندگی کی قیمت کے متعلق ایک وسیع مضمون بیان کیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 4 زیر آیت وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُم صفحہ 326-327)

اموال اور اولاد بھی آزمائش ہیں

(22) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ○

(سورۃ الانفال۔29)

ترجمہ:۔اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہیں اور یہ (بھی) کہ اللہ کے پاس ایک بہت بڑا اجر ہے۔

(23) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ○

(سورۃ التغابن 15-16)

ترجمہ:۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً تمہارے ازواج میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔پس ان سے بچ کر رہو۔اور اگر تم عفو سے کام لو اور درگزر کرو اور معاف کر دو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔۔تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہیں۔اور وہ اللہ ہی ہے جس کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی

محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔ مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے۔ ان سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 371)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اولاد کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے **اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ وَ اَوۡلَادِکُمۡ عَدُوًّا لَّکُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ** (التغابن : 16) **اِنَّمَا اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَةٌ** (التغابن:16) کہ مال اور اولاد تمہاری دشمن ہیں۔ ان سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اگر زندہ رہے تو ممکن ہے کہ نافرمان ہو۔ مرتد ہو جاوے۔ بدکار رہو، چور یا ڈاکو بن جاوے۔ مر جاوے تو پھر ویسے ابتلا آ جاتا ہے۔ پس ہر حالت میں موجب فتنہ اور ابتلاء ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ اگر یہ بچہ مر گیا ہے تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے۔ **مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا** (البقرۃ : 107) دیکھو آنحضرت ﷺ کے ۱۲ بچے فوت ہوئے۔ ایمان تو وہ ہوتا ہے جس میں لغزش نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ ہاں اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعویٰ کر سکے۔ اور وہ کیوں ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم نہیں جان سکتے کہ ہماری اولادیں کیسی ہوں گی۔ صالح ہوں گی یا بدمعاش۔ اور نہ اُن کے ہم پر کوئی احسان ہیں اور خدا کے تو ہم پر لاکھوں لاکھ احسان ہیں۔ پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کی طرف تعلق لگاتا ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ مخلوق کے حقوق کا بھی خیال رکھو۔ اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پھر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہیے کہ:

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

(ملفوظات جلد4 صفحہ 190)

نجات خدا کے فضل پر موقوف ہے نہ کہ اموال اور اولاد پر

(24)وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰئِکَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ O

(سورۃ السبا۔38)

ترجمہ:۔اور تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں جو تمہیں ہمارے نزدیک مرتبۂ قرب تک لے آئیں۔سوائے اس کے جو ایمان لایا اور نیک اعمال بجالایا۔پس یہی وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے تھے،دُہری جزا دی جائے گی اور وہ بالاخانوں میں امن کے ساتھ رہنے والے ہیں۔

(25)لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ. یَوْمَ الْقِیَامَةِ. یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ. وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ O

(سورۃ الممتحنہ 4)

ترجمہ:۔تمہارے رِحمی رشتہ دار اور اولاد قیامت کے دن ہرگز تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔وہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور جو تم کرتے ہو اللہ اُس پر ہمیشہ نظر رکھتا ہے۔

(26)اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا . وَاُولٰٓئِکَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِO

(سورۃ آل عمران۔11)

ترجمہ:۔وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اموال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابل پر اُن کے کسی کام نہیں آئیں گے اور یہی وہ لوگ ہیں جو آگ کا ایندھن ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ان (اولاد) کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا(الفرقان: 75) کا لحاظ ہو کہ اولاد دین کی خادم ہو لیکن کتنے ہیں جو

اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو بہت ہی تھوڑے ہوں گے۔ جو ایسا کرتے ہوں اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوشش کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے......غرض اولاد کے لئے صرف یہ خواہش کہ وہ دین کی خادم ہو۔اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے۔اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں رحم اور تقویٰ مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہمّ وغم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 599-600)

تربیت اولاد

احادیث مبارکہ

اولاد کے لئے دعا شادی کے پہلے دن سے کی جائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا إِنَّ أَحَدَکُمْ إِذَا أَتَی أَھْلَہُ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَرُزِقَا وَلَدًا لَمْ یَضُرَّہُ الشَّیْطَانُ

(صحیح بخاری کِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ صِفَةِ إِبْلِیسَ وَجُنُودِہِ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور پڑھے: اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ ہمیں شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس سے بھی دور رکھ جو تو ہمیں عطا کرے، تو وہ ایسی اولاد عطا کئے جائیں گے جسے شیطان کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

قتل اولاد کی مناہی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَیُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ؟ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَھُوَ خَلَقَکَ قُلْتُ إِنَّ ذٰلِکَ لَعَظِیمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَیٌّ؟ قَالَ وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ تَخَافُ أَنْ یَطْعَمَ مَعَکَ

(صحیح بخاری کِتَابُ تَفْسِیرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِہِ تَعَالَی(فَلاَ تَجْعَلُوا لِلّٰہِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ)

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (یہ بات) کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے جبکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا پھر کونسا گناہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تیرے ساتھ کھائے پیئے گی۔

بچہ کا نام رکھنا اور گھٹی دینا

عَنْ أَبِی مُوسَی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ :وُلِدَ لِی غُلاَمٌ فَأَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِیمَ، فَحَنَّکَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَکَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَیَّ

(صحیح بخاری کِتَابُ العَقِیقَةِ بَابُ تَسْمِیَةِ المَوْلُودِ غَدَاةَ یُولَدُ، لِمَنْ لَمْ یَعُقَّ عَنْهُ، وَتَحْنِیکِهِ)

حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گیا تو آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، پھر اسے کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اور بچہ کو مجھے لوٹا دیا۔

بچوں سے پیار اور شفقت سے پیش آنا

أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِیمِیُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِی عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِمَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَیْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لاَ یَرْحَمُ لاَ یُرْحَمُ

(صحیح بخاری کِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ رَحْمَةِ الوَلَدِ وَتَقْبِیلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ کا بوسہ لیا اس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس التمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔اقرع نے کہا میرے دس بچے ہیں مگر میں نے (آج تک) ان میں سے کسی ایک کو بھی (پیار سے) نہیں چوما۔رسول کریمؐ نے ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

ہر مولود،فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے

إِنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَانَ یُحَدِّثُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا یُولَدُ عَلَی الفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهِ، أَوْ

یُنَصِّرَانِهِ ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ

(صحیح بخاری كِتَابُ الجَنَائِزِ بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا اسے نصرانی بناتے ہیں یا اسے مجوسی بناتے ہیں۔

اولاد آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بن سکتی ہے

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلاَثَةٌ مِنَ الوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الحِنْثَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الجَنَّةَ

(صحیح بخاری كِتَابُ الجَنَائِزِ بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلاَدِ المُسْلِمِينَ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے تین بچے بلوغت کی عمر کو پہنچنے سے قبل فوت ہو جائیں تو یہ (اولاد) اس شخص اور (جہنم) کی آگ کے درمیان روک بن جائے گی یا ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا۔

بچوں سے محبت کا سلوک

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ

(صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ رَحْمَةِ الوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ لوگ بچوں کا (محبت کی وجہ سے) بوسہ لیتے ہیں؟ جبکہ ہم تو ان کا بوسہ نہیں لیتے اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرے دل سے خدا تعالیٰ نے محبت نکال دی ہے ہےتو میں کیا کرسکتا ہوں۔

بچوں کو سلام کرنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ

(صحیح بخاری كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ)

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

بچوں کے لئے برکت کی دعا کروانا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِیَ بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

(صحیح بخاری كِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ الدُّعَاءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ، وَمَسْحِ رُءُوسِهِمْ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب بچوں کو لایا جاتا تو آپ ﷺ ان کے لئے دعا فرماتے۔ایک بچہ آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس (بچہ) نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور پانی پیشاب پر بہایا اور آپ ﷺ نے (کپڑے) کو دھویا نہیں۔

بچپن سے تعلیم و تربیت

مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِی فِيهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ أَمَا

شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ

(صحیح بخاری كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ)

محمد بن زیادؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ حسن بن علیؓ نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھائی اور اسے منہ میں ڈال لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تھوتھو تا کہ وہ اس کھجور کو پھینک دیں اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم (اہل بیت) صدقہ نہیں کھاتے۔

اولاد ذریعہ نجات ہوسکتی ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ

(صحیح بخاری كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں جس مسلمان کے تین ایسے بچے مر جائیں جو ابھی سن تمیز کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ اسے ضرور ہی اپنی اس رحمت کے طفیل جنت میں داخل کرے گا جو اسے ان کے ساتھ ہے۔

اولاد کے درمیان عدل

عَنْ عَامِرٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا؟ قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ

(صحیح بخاری كِتَابُ الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَابَابُ الاشهاد فی الهبة)

حضرت عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نعمان بن بشیرؓ کو سنا جبکہ وہ منبر پر یہ کہہ رہے تھے کہ میرے والد نے مجھے تحفہ دیا تو عمرہ بنت رواحہؓ نے کہا کہ میں اس بات پر ہرگز راضی نہیں ہوسکتی جب تک رسول اللہ ﷺ (اس امر پر) گواہی نہ دیں۔ پس (میرے والد) رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنے ایک بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہؓ سے ہے ایک تحفہ دیا ہے لیکن میری (اس) بیوی نے مجھے تاکید کی ہے کہ میں اس امر پر آپ ﷺ کو گواہ ٹھہراؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اس جیسا تحفہ دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ جب (انکے والد) واپس لوٹے تو اپنا تحفہ واپس لے لیا۔

بچہ کو برکت کے لئے بزرگ سے گھٹی دلوانا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری کتاب فضائل أصحاب النبیؐ بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ اسلام کے زمانہ میں پہلا بچہ جو پیدا ہوا وہ حضرت زبیرؓ کا بیٹا عبداللہؓ تھا (انکے والدین) انہیں رسول کریم ﷺ کے پاس لائے پھر آپ ﷺ نے ایک کھجور کو چبا کر اسے (اس) بچہ کے منہ میں ڈالا۔ پس پہلی چیز جو عبداللہ بن زبیرؓ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول کریم ﷺ کا لعاب دہن تھا۔

بوقت شام بچوں کی نگہداشت

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ أَوْ قَالَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ

(صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کا اندھیرا شروع ہونے پر یا رات کے چھا جانے پر اپنے بچوں کو (گھر میں) روک رکھو کیونکہ شیاطین اسی وقت پھیلتے ہیں پھر جب عشاء کے وقت میں سے ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو۔

تین عمل موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ، وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ، وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ.

(صحیح مسلم کتاب الوصية،باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین کے،صدقہ جاریہ،نفع رساں علم اور ایسا صالح بیٹا جو اس کے لئے دعا کرے۔

بیٹے کا والد کے دوستوں سے اچھا سلوک

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بن عُمَرَ ......إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ

(مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ صِلَةِ أَصْدِقَاءِ الْأَبِ وَالْأُمِّ، وَنَحْوِهِمَا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بڑی نیکی یہ ہے کہ لڑکا اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔

قتل اولاد کی ممانعت شرط بیعت تھی

عَنْ عُبَادَةَ بنِ الصَامِت قَالَ......أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .....أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا، وَلَا يَعْضَهَ بَعْضُنَا بَعْضًا

(مسلم كِتَابُ الْحُدُودِبَابٌ الْحُدُودُ كَفَّارَاتٌ لِأَهْلِهَا)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس بات پر ہماری بیعت لی کہ ہم کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے، اور نہ چوری کریں گے، اور نہ زنا کریں گے، اور نہ اپنی اولادوں کو قتل کریں گے، اور نہ ہمارے بعض بعض کے ساتھ قطع تعلق کریں گے۔

اولاد کے لئے بددعا نہ کرو

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدُاللّٰهِ......قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ

(مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ بابُ قِصَّة أَبِي الْيَسَرِ وَ حَدِيثِ جَابِرِ الْطَوِيْل)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے نفسوں کے لئے بددعا نہ کرو، اور اپنی اولاد کے لئے بددعا نہ کرو، اور نہ ہی اپنے اموال کے لئے بددعا کرو مبادا تم اللہ سے اس گھڑی میں موافقت کر بیٹھو جس میں اللہ سے عطاء مانگی جاتی ہے اور وہ تمہاری دعا قبول کرلے۔

بچوں کی بودِی (لٹ) رکھنا منع ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ قَالَ قُلْتُ

لِنَافِعٍ وَمَا الْقَزَعُ قَالَ يُحلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُترَكُ بَعْضٌ

(مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ كَرَاهَةِ الْقَزَعِ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بودی (چٹیا) رکھنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نافعؒ سے پوچھا ''قزع'' (بودی رکھنے سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا بچہ کے سر (کے بالوں) کو بعض جگہوں سے مونڈ نا اور بعض جگہوں سے چھوڑ دینا۔

رسول کریم ﷺ کا بچوں سے حسن سلوک

قَالَ أَنَسٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَذْهَبُ وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمُرَّ عَلَى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا أُنَيْسُ أَذَهَبْتَ حَيْثُ أَمَرْتُكَ؟ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

(مسلم کتاب الْفَضَائِلِ حُسْنُ خُلُقِهِ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اخلاق کے مالک تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک دن کسی کام سے بھیجا میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہ جاؤں گا (شاید لڑکپن کی وجہ سے ایسا کہا) لیکن میرے دل میں تھا کہ میں اس کام کے لئے جاؤں گا جس کا آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے۔ میں (گھر) سے نکلا یہاں تک کہ بازار میں بچوں کے پاس سے میرا گزر ہوا جو کھیل رہے تھے، اچانک رسول کریم ﷺ نے پیچھے سے میری گردن (پیار سے) پکڑ لی۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اے اُنیس (اسم تصغیر ہے یعنی پیار سے نام لیا) کیا تم وہاں گئے جہاں میں نے تمہیں جانے کا کہا تھا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جی میں جاتا ہوں۔

نیک اور بد صحبت

عَنْ أَبِی مُوسَی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِیسِ السَّوْءِ ، کَحَامِلِ الْمِسْکِ، وَنَافِخِ الْکِیرِ، فَحَامِلُ الْمِسْکِ إِمَّا أَنْ یُحْذِیَکَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیحًا طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیرِ إِمَّا أَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَکَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِیحًا خَبِیثَةً

(مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ اسْتِحْبَابِ مُجَالَسَةِ الصَّالِحِینَ، وَمُجَانَبَةِ قُرَنَاءِ السُّوءِ)

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی سی ہے۔خوشبو والا یا تو تجھے خوشبو دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا کم از کم تجھے اس سے اچھی خوشبو تو آجائے گی۔اور بھٹی جھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے اس سے بد بو آئے گی۔

بیٹے کو ادب سکھانا صدقہ سے بہتر ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَأَنْ یُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَیْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ یَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِی أَدَبِ الْوَلَدِ)

حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا اس بات سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع صدقہ کرے۔

والد کی بیٹے کے لئے دعا

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ

الوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ

(جامع ترمذی ،ابو اب الدعوات باب ما ذکر فی دعوۃ المسافر)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دعائیں ایسی ہیں جن کے مقبول ہونے میں کوئی شک نہیں ،مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا اور والد کی اپنے بیٹے کے خلاف دعا یا (والد کی اپنے بیٹے کے حق میں دعا۔)

بچہ کے کان میں (نداء) دینا

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِى رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِى أُذُنِ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ الْأَذَانِ فِى أُذُنِ الْمَوْلُودِ)

حضرت عبیداللہ بن ابی رافعؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہؓ کے ہاں حضرت حسنؓ کی پیدائش ہوئی تو آپؐ نے حسن بن علیؓ کے کان میں نماز والی (نداء) دی۔

بچہ کو نماز سکھانا

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرَةَ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلَاةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَا جَاءَ مَتَى يُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلَاةِ)

حضرت عبدالملک بن ربیع بن سبرہؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز سکھاؤ اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو (نماز میں سستی کرنے پر) اسے قدرے سرزنش کرو۔

باپ کا بیٹے کے لئے بہترین تحفہ

عَنْ أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الوَلَدِ)

روایت ہے حضرت ایوب بن موسیٰؒ سے انہوں نے روایت کی اپنے باپ سے اور انہوں نے ایوبؒ کے دادا سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو اس سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دے سکتا کہ وہ اسے بہترین ادب سکھائے۔

صالح اولاد کے لئے دعا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي، وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحَةً، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالوَلَدِ، غَيْرِ الضَّالِّ وَلاَ الْمُضِلِّ

(جامع ترمذی أبوابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احَادِيثُ شَتّٰى مِنْ أبْوابِ الدعوَات)

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے (دعا) سکھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو کہہ اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنا، اور میرے ظاہر کو مناسب حال بنا، اے اللہ میں ان نعمتوں میں سے صالح چیز مانگتا ہوں جو تو لوگوں کو مال اور اہل اور اولاد کی صورت میں عطا کرتا ہے جو نہ گمراہ ہونے والی ہو اور نہ گمراہ کرنے والی۔

جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں

عَنْ أَنَسَ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبْطَأَ

الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ)

حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی رسول کریم ﷺ سے ملنے کے لئے آیا مگر لوگوں نے اسے راستہ دینے میں دیر کی اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا۔

اولاد میں امتیاز نہ کیا جائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا...... أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ

(سنن ابو داؤ کِتابُ الادَبِ بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتَامٰى)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کے جس کے ہاں لڑکی ہو اور پھر وہ اسے (زندہ) درگور نہ کرے اور نہ اس کی تذلیل کرے اور نہ ہی اس (لڑکی) پر اپنے بیٹے کو فوقیت دے تو اللہ اس (شخص) کو جنت میں داخل کرے گا۔

اولاد کو نماز کا حکم دو

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ

(سنن ابو داؤد كِتَاب الصَّلَاةِ بَاب مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ)

حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور انہیں اس بات (یعنی نماز) کے لئے مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں نیز ان کے بستر بھی علیحدہ کر دو۔

اولاد کے درمیان عدل کرو

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ

(سنن ابوداؤد كِتَاب الْبُيُوعِ بَاب فِي الرَّجُلِ يُفَضِّلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي النُّحْلِ)

نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو۔

بچوں کے لئے بزرگان سے دعا کروانا

عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُءُوسَهُمْ قَالَ فَجِيءَ بِي إِلَيْهِ وَأَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِي مِنْ أَجْلِ الْخَلُوقِ

(سنن ابو داؤد كِتَاب التَّرَجُّلِ بَابٌ فِي الْخَلُوقِ لِلرِّجَالِ)

حضرت ولید بن عقبہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہونے لگے آپ ﷺ ان (بچوں) کے لئے برکت کی دعا فرماتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے جاتے۔ حضرت ولید بن عقبہؓ کہتے ہیں کہ جب مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو میں خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگائے ہوئے تھا اس لئے آپ ﷺ نے مجھے نہیں چھوا۔

لڑکے کی نماز کی عمر

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ الْجُهَنِيُّ قَالَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ مَتَى يُصَلِّي الصَّبِيُّ فَقَالَتْ كَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ

مِنْ شِمَالِهِ فَمُرُوْهُ بِالصَّلَاةِ

(سنن ابو داؤد کِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ)

حضرت ھشام بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ہم معاذ بن عبداللہؓ کے پاس گئے انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ لڑکا کب نماز پڑھے (یعنی اس پر نماز کس عمر میں فرض ہوگی؟) تو انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی شخص بیان کرتا تھا کہ رسول کریم ﷺ سے اس بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب (بچہ) اپنے دائیں اور بائیں میں تمیز کرنے لگے تو اسے نماز کا حکم دو۔

بودی (لٹ) رکھنے کی مناہی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ احْلِقُوهُ كُلَّهُ، أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ

(سنن ابو داؤد کِتَاب التَّرَجُّلِ بَابٌ الصَّبِيُّ لَهُ ذُؤَابَةٌ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچہ دیکھا جسکے (سر کے) کچھ بال مونڈھے گئے تھے اور کچھ بال (ویسے ہی) چھوڑ دیئے گئے تھے آپ ﷺ نے اس چیز سے منع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ یا تو اس کا مکمل حلق رأس کرو یا پھر سارے بال ہی رہنے دو (یعنی بودی رکھنے سے منع فرمایا)۔

اکرام اولاد

عَنْ أَنَسِ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْرِمُوْا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوْا أَدَبَهُمْ

(سنن ابن ماجه كِتَاب الْأَدَبِ بَاب بِرِّ الْوَالِدِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کی تکریم کرو اور انہیں بہتر آداب سکھاؤ۔

صالح اولاد اپنے پیچھے چھوڑو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِی قَتَادَةَ عَنْ أَبِیهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ مَا یُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهِ ثَلَاثٌ وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُو لَهُ، وَصَدَقَةٌ تَجْرِی یَبْلُغُهُ أَجْرُهَا، وَعِلْمٌ یُعْمَلُ بِهِ مِنْ بَعْدِهِ

(سنن ابن ماجه کتابُ السُّنَّةِ بَابُ ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ)

حضرت عبداللہ بن قتادہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی جو (چیزیں) اپنے بعد (اس دنیا میں) چھوڑ جاتا ہے ان میں سے تین چیزیں بہترین ہیں صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے، صدقہ جاریہ جس کا اجر اس (شخص) کو پہنچتا رہے گا، (اس شخص کی طرف سے) ایسا علم جس پر اس (شخص) کے بعد بھی عمل کیا جائے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَکَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَیْتًا لِابْنِ السَّبِیلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِی صِحَّتِهِ وَحَیَاتِهِ، یَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ

(سنن ابن ماجه کتابُ السُّنَّةِ بَابُ ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یقیناً ان اعمال اور نیکیوں میں سے جن کا ثواب مومن کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے ایک تو وہ علم ہے جو اس نے سکھایا اور پھیلایا، اور وہ صالح اولاد جو اس نے (دنیا میں) چھوڑی، پھر قرآن ہے جو وہ میراث میں چھوڑ جائے، یا (بیت الذکر) یا مسافرخانہ جو اس نے بنایا ہو یا کوئی نہر جو اس نے جاری کی ہو یا ایسا صدقہ جو اس نے اپنے مال میں سے اپنی زندگی اور حالت صحت میں نکالا ہو۔ (ان سب چیزوں کا ثواب) اس کی موت کے بعد اسے پہنچتا رہے گا۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقِنْطَارُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ

أُوقِيَّةٍ كُـلُّ أُوقِيَّةٍ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ إِنَّ الـرَّجُـلَ لَتُـرْفَـعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَنَّى هَذَا؟ فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ

(سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے، ہر اوقیہ بہتر ہے اس سے جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور آپﷺ نے فرمایا آدمی کا جنت میں ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرا یہ درجہ کس طرح بلند ہوا؟ پھر کہا جاتا ہے تیرے لئے تیری اولاد کے استغفار کی وجہ سے۔

اولاد ذریعہ نجات ہوسکتی ہے

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْـوَلَـدِ لَـمْ يَبْـلُغُوا الْحِنْثَ كَانُوا لَـهُ حِصْـنًـا حَـصِيْـنًـا مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ قَـدَّمْتُ اثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا

(سنن ابن ماجه كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أُصِيبَ بِوَلَدِهِ)

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے تین کم سن بچے بلوغت کی عمر کو پہنچنے سے قبل وفات پا جائیں تو وہ (بچے) اس شخص کے لئے آگ سے بچاؤ کے لئے مضبوط قلعے ہوں گئے۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا میرے دو بچے وفات پا چکے ہیں تو آپﷺ نے فرمایا دو ہی سہی۔ سید القرّاء حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا میرا ایک بچہ وفات پا چکا ہے۔ آپﷺ نے فرمایا ایک ہی سہی۔

بہت چھوٹے بچوں کو بیوت الذکر میں نہ لائیں

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ، وَمَجَانِيْنَكُمْ، وَشِرَاءَ كُمْ، وَبَيْعَكُمْ، وَخُصُومَاتِكُمْ، وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ، وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ، وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ، وَاتَّخِذُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ، وَجَمِّرُوْهَا فِي الْجُمَعِ

(سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الْمَسَاجِدِ)

حضرت واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اپنی بیوت الذکر کو اپنے چھوٹے بچوں اور دیوانوں اور اپنے خرید وفروخت کرنیوالوں، اور اپنے جھگڑوں اور بلند آوازوں (شوروغل)، اور حدیں قائم کرنے سے اور تلواریں سونتنے سے بچاؤ اور (بیوت الذکر) کے دروازوں پر طہارت کے واسطے جگہیں بناؤ اور بروز جمعہ ان (جگہوں) کو خوشبو کی دھونی دیا کرو۔

تربیت اولاد

ارشادات

حضرت مسیح موعودؑ

دینی علوم کے حصول کے لئے بچپن بہترین زمانہ ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں، لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں۔ اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دل نشین ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔ غرض یہ ایک طویل امر ہے۔ مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہئے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو۔ اور میری ابتدا سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے۔ دیکھو تمہاری ہمسایہ قوموں یعنی آریوں نے کس قدر حیثیت تعلیم کے لئے بنائی کئی لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا۔ کالج کی عالیشان عمارت اور سامان بھی پیدا کیا۔ اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی طرف توجہ نہ کریں گے، تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 44-45)

باپ کا اثر اس کی اولاد پر پڑتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

صالح آدمی کا اثر اس کی ذرّیت پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اس سے فائدہ اُٹھاتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ درحقیقت وہ مرتا ہی نہیں مرنے پر بھی اس کو ایک نئی زندگی دی جاتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا ہے کہ مَیں بچہ تھا، بوڑھا ہوا۔ مَیں نے کسی خدا پرست کو ذلیل حالت میں نہیں دیکھا اور نہ اُس کے لڑکوں کو دیکھا کہ وہ ٹکڑے مانگتے ہوں، گویا متقی کی اولاد کا بھی خدا تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے، لیکن حدیث میں آیا ہے۔ ظالم اپنے اہل وعیال پر بھی ظلم کرتا ہے، کیونکہ ان پر اس کا بدا اثر پڑتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 117-118)

دعا سزا سے بہتر ہے

ایک مرتبہ ایک دوست نے اپنے بچے کو مارا۔ آپؑ اس سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں بلا کر بڑی دردانگیز تقریر فرمائی اور فرمایا:

میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو، تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقتِ مناسب پر کسی حد تک بچے کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے، کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرا لیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 308-309)

حضرت مسیح موعودؑ کی بچوں کے حق میں دعائیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل: اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرّۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ سوم: پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدّام بنیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309)

تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں۔ اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے۔ آپؑ نے قطعی طور پر فرمایا اور لکھ کر بھی ارشاد کیا کہ ہمارے مدرسے میں جو استاد مارنے کی عادت رکھتا اور اپنے اس ناسزا فعل سے باز نہ آتا ہو، اسے یکلخت موقوف کر دو۔ فرمایا: ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا۔ وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309)

بیوی بچوں کی محبت میں اعتدال ہو ورنہ اولاد فتنہ بن جاتی ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔ مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے۔ ان سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 371)

حصول اولاد کا ایک گر استغفار ہے

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میرے لیے دُعا کریں کہ میرے اولاد ہو جائے۔ آپؑ نے فرمایا: استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو

یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے۔
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 444)

اولاد کی خواہش سے پہلے انسان خود اپنی اصلاح کرے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

انسان کو سوچنا چاہئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟......خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰریٰت: 57) اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرماں بردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیّئات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا۔ جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں، تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنا دے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی ہی نامور اور مشہور ہو۔ اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 560-561)

اولاد کی خواہش کے ساتھ انہیں صالح اور خادم دین بنانے کی سعی بھی کریں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اولاد کی خواہش تو بڑی لوگ کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے، مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں، نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں، تو ان کو تنبیہہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے جرائم کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اس آخری وقت میں اس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں۔ جب اس کی ماں آئی تو اس نے ماں کے پاس جا کر اسے کہا کہ میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں۔ جب اس نے زبان نکالی تو اسے کاٹ کھایا۔ دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے، کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتی۔ تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں۔ مگر نہ اس لئے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے...... اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے **رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا** (الفرقان: 75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 562-563)

والدین کی بدکاریاں بچوں پر بھی بعض اوقات آفات لاتی ہیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

حدیث شریف اور قرآن مجید سے ثابت ہے اور ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے کہ والدین کی بدکاریاں بچوں پر بھی بعض وقت آفت لاتی ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا (الشّمس:16) جو لوگ لا اُبالی زندگی بسر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ دیکھو دنیا میں جو اپنے آقا کو چندروز سلام نہ کرے تو اس کی نظر بگڑ جاتی ہے۔ تو جو خدا سے قطع کرے پھر خدا اس کی پرواہ کیوں کرے گا۔ اسی پر وہ فرماتا ہے کہ وہ اُن کو ہلاک کر کے اُن کی اولاد کی بھی پروانہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو متقی صالح مر جاوے اس کی اولاد کی پروا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے۔ وَکَانَ اَبُوْ ھُمَا صَالِحًا ۔(الکہف:83) اس باپ کی نیکی اور صلاحیت کے لیے خضر اور موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو مزدور بنا دیا کہ وہ ان کی دیوار درست کر دیں۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا۔ پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کا مضمون آیا ہے۔ کہ سات پشت تک رعایت رکھتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی متقی کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا۔ غرض نشاط خدا کا رزق ہے جو غیر کو نہیں ملتا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 256-257)

مخالف اسلام باپ کے مقابل پر اولاد نمونہ بنے اور دعا کرے

حضرت مسیح موعودؑ نے بٹالہ کے سفر کے دوران حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو ان کے والد کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

ان کے حق میں دعا کیا کرو ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیّز شخص ہوتا ہے شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں

اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرماں برداری کرنی چاہئے دل و جان سے ان کی خدمت بجالاؤ۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 492)

حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

توجہ سے دعا کرو باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے اگر آپ بھی توجہ سے دعا کریں تو اس وقت ہماری دعا کا بھی اثر ہوگا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 502)

خواہش اولاد تقوی کی بناء پر ہو

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان:75) پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریاؑ کی طرح اولاد دیدے مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور ملک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اسکو نہ لے جائے مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تو مر گیا تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائداد کی وارث ہو ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے برخلاف اس کے مومن اگر مکان بناتا ہے تو اس میں بھی اس کی نیت دین ہی کی ہوتی ہے لباس، خوراک، اس کا پھرنا غرض ہر کام دین ہی کے واسطے ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 579)

جانشین کے خیال سے اولاد کی خواہش کرنا گناہ ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ان (اولاد) کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ **وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا** (الفرقان: 75) کا لحاظ ہو کہ اولاد دین کی خادم ہو لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو بہت ہی تھوڑے ہوں گے۔ جو ایسا کرتے ہوں اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے.....غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں رحم اور تقویٰ مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 599-600)

اولاد کی وفات تعلق باللہ پر اثر انداز نہ ہو

ایک شخص کی طرف سے رقعہ پیش کیا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہیں اور ان کا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ ان کو ہستی باری تعالیٰ پر شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ اپنی اصلاح کی تدبیر دریافت کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ان کی بے قراری کو اللہ تعالیٰ دور کرے......پھر اولاد کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے **اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ** (التغابن: 15) **اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ** (التغابن: 16) کہ مال اور اولاد تمہاری دشمن ہیں۔ ان سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اگر زندہ رہے تو ممکن ہے کہ نافرمان ہو۔ مرتد ہو جاوے۔ بدکار

ہو، چور یا ڈاکو بن جاوے۔ مر جاوے تو پھر ویسے ابتلا آ جاتا ہے۔ پس ہر حالت میں موجب فتنہ اور ابتلاء ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ اگر یہ بچہ مر گیا ہے تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا (البقرہ : 107) دیکھو آنحضرت ﷺ کے 12 بچے فوت ہوئے۔ ایمان تو وہ ہوتا ہے جس میں لغزش نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ ہاں اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعویٰ کر سکے۔ اور وہ کیوں ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم نہیں جان سکتے کہ ہماری اولاد یں کیسی ہوں گی۔ صالح ہوں گی یا بدمعاش۔ اور نہ اُن کے ہم پر کوئی احسان ہیں اور خدا کے تو ہم پر لاکھوں لاکھ احسان ہیں۔ پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کی طرف تعلق لگاتا ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ مخلوق کے حقوق کا بھی خیال رکھو۔ اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پھر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہئے کہ:

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 190)

بچوں کی وفات پر صبر کی تلقین

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں کہ عاجز راقم کی لڑکی سعیدہ بیگم بعمر تین سال آٹھ ماہ بعارضہ اُمّ الصبیان فوت ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بمعہ جماعت باغ میں جنازہ پڑھا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

اولاد جو پہلے مرتی ہے وہ فرط ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی تھی کہ جس کی کوئی اولاد نہیں مرتی وہ کیا کرے گا؟ فرمایا میں اپنی اُمت کا فرط ہوں۔ فرمایا: آپ صبر کریں۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس کے عوض میں لڑکا دے گا۔ صبر تو خواہ مخواہ ہی کرنا پڑتا ہے۔ لڑکیوں کے معاملات بھی مشکل ہوتے ہیں۔ اَلْخَيْرُ فِيْ مَاوَقَعَ.

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 291-292)

صالح اور مقبول دعا کرنے والی اولاد آخرت میں بھی فائدہ دیتی ہے

قاضی غلام حسین صاحب وٹرنری اسسٹنٹ حصار حاضر خدمت ہوئے۔ چند روز ہوئے قاضی صاحب کا لڑکا چند روز کی عمر پا کر فوت ہو چکا ہے۔اس پر فرمایا:

جو بچہ مر جاتا ہے وہ فرط ہے۔انسان کو عاقبت کے لیے بھی کچھ ذخیرہ چاہئے۔ میں لوگوں کی خواہش اولاد پر تعجب کیا کرتا ہوں۔کون جانتا ہے اولاد کیسی ہوگی۔اگر صالح ہو تو انسان کو دنیا میں کچھ فائدہ دے سکتی ہے اور پھر مستجاب الدعوات ہو تو عاقبت میں بھی فائدہ دے سکتی ہے۔اکثر لوگ تو سوچتے ہی نہیں کہ اُن کو اولاد کی خواہش کیوں ہے اور جو سوچتے ہیں وہ اپنی خواہش کو یہاں تک محدود رکھتے ہیں کہ ہمارے مال و دولت کا وارث ہو اور دنیا میں بڑا آدمی بن جائے۔اولاد کی خواہش صرف اس نیت سے درست ہو سکتی ہے کہ کوئی ولد صالح پیدا ہو جو بندگانِ خدا میں سے ہو لیکن جو لوگ آپ ہی دنیا میں غرق ہوں وہ ایسی نیت کہاں سے پیدا کر سکتے ہیں۔انسان کو چاہئے کہ خدا سے فضل مانگتا رہے تو اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔نیت صحیح پیدا کرنی چاہئے؛ ورنہ اولاد ہی عبث ہے۔دنیا میں ایک بے معنی رسم چلی آتی ہے کہ لوگ اولاد مانگتے ہیں اور پھر اولاد سے دُکھ اُٹھاتے ہیں۔دیکھو حضرت نوحؑ کا لڑکا تھا۔کس کام آیا۔اصل بات یہ ہے کہ انسان جو اس قدر مرادیں مدنظر رکھتا ہے اگر اس کی حالت اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو تو خدا اس کی مرادوں کو خود پوری کر دیتا ہے اور جو کام مرضی الٰہی کے مطابق نہ ہوں ان میں انسان کو چاہئے کہ خود خدا کے ساتھ موافقت کرے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 295)

اولاد کی آرزو کے لئے حضرت زکریاؑ کی دعا اسوہ ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

کاش لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آجاتی کہ جس شخص کا تمام ہمّ و غم دین کے لیے ہوتا ہے۔اس کے دنیا کے ہم و غم کا اللہ تعالیٰ متکفل و متولی ہو جاتا ہے فرمایا: میں نے کبھی نہیں سنا اور نہ کوئی کتاب گواہی دیتی ہے کہ کبھی کوئی نبی بھوکا مرا ہو یا اس کی اولاد دروازوں پر بھیک مانگتی پھرتی ہو۔ہاں دنیا کے ملوک

اور امراء اور اغنیاء کا یہ برا حال اکثر سنا گیا ہے کہ اُن کی اولاد نے دربدر ٹکڑے مانگے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی سنتِ مستمرہ ہے کہ کبھی کوئی کامل مومن بسترِ نرم سے خاکستر گرم پر نہیں بیٹھا اور نہ اس کی اولاد کو روزِ بد دیکھنا نصیب ہوا۔ اگر لوگ ان باتوں پر پختہ ایمان لے آئیں اور سچا اور پاک بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کر لیں تو ہر قسم کی روحانی خودکشی اور دلی جلن سے رہائی پا جائیں...... اولاد کی آرزو کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام کا سا دل درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں اس کا ذکر کرنا اس لئے ہے کہ حضرت زکریاؑ کی دعا ولدِ صالح کے لئے مومنوں کے لئے اسوہ ٹھہر جائے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 304-305)

جس کا تعلق صافی اللہ سے ہو تو اللہ اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جس کا تعلق صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگا کر ضدیں جمع کرتے ہیں۔ ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو طاقت دے دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 320)

اولاد کی صلاحیت کی فکر کرنی چاہئے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لیے کچھ مال چھوڑنا چاہئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے۔ مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو طالح نہ ہو۔ مگر یہ وہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پروا کی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لیے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہیں کرتے۔ وہ اپنی زندگی ہی میں اولاد

کے ہاتھ سے نالاں ہوتے ہیں اور اس کی بداطواریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لیے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے۔ اولاد کا ابتلاء بھی بہت بڑا ابتلاء ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 443-444)

اللہ صالح اولاد کا متولی ہو جاتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ (الاعراف: 197) یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لیے چھوڑ جاؤ۔ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لیے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لیے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفل کرے گا۔ اور اگر بدچلن ہے تو جائے جہنم میں۔ اس کی پروا تک نہ کرے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا۔ جوان ہوا۔ اب بوڑھا ہو گیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 444)

اولاد کے لئے خود نیک نمونہ بنو

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لیے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار

بنانے کے لیے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لیے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔ خوب یاد رکھو کہ جبتک خدا تعالیٰ سے رشتہ نہ ہو اور سچا تعلق اس کے ساتھ نہ ہو جاوے۔ کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی۔ یہودیوں کو دیکھو کہ کیا وہ پیغمبروں کی اولاد نہیں؟ یہی وہ قوم ہے جو اس پر ناز کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (المائدة : 19) ہم اللہ تعالیٰ کے فرزند اور اس کے محبوب ہیں مگر جب انہوں نے خدا تعالیٰ سے رشتہ توڑ دیا اور دنیا ہی دنیا کو مقدم کر لیا تو کیا نتیجہ ہوا؟ خدا تعالیٰ نے اسے سؤر اور بندر کہا۔ اور اب جو حالت ان کی مال و دولت ہوتے ہوئے بھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پس وہ کام کرو جو اولاد کے لیے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے۔ اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں خضرؑ اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا۔ ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لیے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاویں۔ پھر کیا؟ اس قسم کے امور اکثر لوگوں کو پیش آ جاتے ہیں۔ بد دیانتی خواہ تجارت کے ذریعہ ہو یا رشوت کے ذریعہ یا زراعت کے ذریعہ جس میں حقوقِ شرکاء کو تلف کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اولاد کے لیے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحب جائداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائداد کی وارث ہوتا کہ غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون۔ سب ہی تیرے لیے تو غیر ہیں۔ اولاد کے لیے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 444-445)

اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کروتا اولاد بابرکت ہو

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو پیار کرتا ہے اور انہیں کی اولاد بابرکت ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرتا ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا سچا فرماں بردار ہو وہ یا اس کی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے۔ دنیا ان لوگوں ہی کی برباد ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور دنیا پر جھکتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہر امر کی طناب اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بغیر کوئی مقدمہ فتح نہیں ہوسکتا۔ کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی اور کسی قسم کی آسائش اور راحت میسر نہیں آسکتی دولت ہوسکتی ہے مگر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد یہ بیوی یا بچوں کے ضرور کام آئے گی۔ ان باتوں پر غور کرو اور اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرو۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 595)

اولاد کے موجب فتنہ ہونے پر بھی مومن اپنا قدم آگے بڑھاتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اولاد کا فتنہ بھی بہت سخت ہوتا ہے۔ اکثر لوگ مجھے گھبرا کر خط لکھتے رہتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ میری اولاد ہو۔ اولاد کا فتنہ ایسا سخت ہے کہ بعض نادان اولاد کے مرجانے کے سبب دہریہ ہو جاتے ہیں۔ بعض جگہ اولاد انسان کو ایسی عزیز ہوتی ہے کہ وہ اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا شریک بن جاتی ہے۔ بعض لوگ اولاد کے سبب سے دہریہ، ملحد اور بے ایمان بن جاتے ہیں۔ بعضوں کے بیٹے عیسائی بن جاتے ہیں تو وہ بھی اولاد کی خاطر عیسائی ہو جاتے ہیں۔ بعض بچے چھوٹی عمر میں مرجاتے ہیں تو وہ ماں باپ کے واسطے سلب ایمان کا موجب ہو جاتے ہیں...... خدا تعالیٰ رحیم، غفور اور ستار ہے۔ وہ انسان کو اس واسطے تکلیف نہیں پہنچاتا کہ وہ تکلیف اٹھا کر دین سے الگ ہو جائے بلکہ تکالیف اس واسطے آتی ہے کہ انسان آگے قدم بڑھائے۔ صوفیاء کا قول ہے کہ ابتلاء کے وقت فاسق آدمی قدم پیچھے ہٹاتا ہے لیکن صالح آدمی اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 415-416)

خدا کی محبت اولاد کی محبت پر فائق ہونی چاہئے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دیکھو انسان باوجود ہزاروں کمزوریوں کے اپنے سچے دوست کے ساتھ وفاداری کرتا ہے تو کیا خدا جو رحمان اور رحیم ہے وہ تمہارے ساتھ وفاداری نہ کرے گا۔ خدا تعالیٰ سے ایسا پیار کرو کہ اگر ہزار بچہ ایک طرف ہو اور خدا ایک طرف تو خدا کی طرف اختیار کرو اور بچوں کی پرواہ نہ کرو۔ مصائب تمام انبیاء پر وارد ہوتے رہے ہیں۔ کوئی ان سے خالی نہیں رہا۔ اسی واسطے مصائب کے برداشت کرنیوالے کے لئے بڑے بڑے اجر ہیں۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 417)

اولاد بھی امانتِ خداوندی ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہر ایک کو چاہئے کہ خدا سے دعا اور استغفار میں مصروف رہے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ اپنی رضا کو ملائے۔ جو شخص پہلے سے فیصلہ کر لیتا ہے ٹھوکر نہیں کھاتا، مال، اولاد، بیوی، بھائیوں سے پہلے ہی سمجھ لے کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ سب امانتِ خداوندی ہیں۔ جب تک ہیں ان کی قدر، عزت، خاطر خدمت کرو۔ جب خدا اپنی امانت کو واپس لے لے تو پھر رنج نہ کرو...... اگر اولاد زندہ بھی رہے تو بغیر خدا کے فضل کے وہ بھی موجب ابتلاء ہو جاتی ہے...... اولاد کو مہمان سمجھنا چاہئے اسکی خاطر داری کرنی چ چاہئے، اسکی دلجوئی کرنی چاہئے مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہئے۔ اولاد کیا بنا سکتی ہے خدا تعالیٰ کی رضا ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 419)

اولاد کے واسطے باعث رحمت بن جاؤ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

فنا فی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا

پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی، بچوں، خویش واقارب اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقعہ ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456)

اولاد کے واسطے دعا کرتے رہو

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ (الاحقاف: 16) میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456)

بچوں کی پرورش اور خبر گیری

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں:

آپؑ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر نہیں۔ مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔ آپ کی پلوٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ اس کے علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیا دار دنیا کی عرف واصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مرگئی، آپ یوں الگ ہو گئے کہ کوئی چیز تھی ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔

(مشعل راہ جلد 4 صفحہ 21)

بڑوں کا ادب کرنے کی تعلیم دیتے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے اس حجرہ میں کھڑے تھے جو عزیزم میاں شریف احمد صاحب کے مکان کے ساتھ ملحق ہے۔ والدہ صاحبہ بھی غالباً پاس تھیں۔ میں نے کوئی بات کرتے ہوئے مرزا نظام الدین صاحب کا نام لیا تو صرف نظام الدین کہا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے، اس طرح نام نہیں لیا کرتے۔

(مشعل راہ جلد 4 صفحہ 24)

حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب بیان فرماتے ہیں:

ایک روز حضرت اقدسؑ سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ابھی تھوڑا سا دن چڑھا تھا۔ سردی کا موسم تھا۔ پندرہ سولہ احباب ساتھ تھے۔ پھر پیچھے سے اور بہت سے آملے۔ حضرت خلیفہ ثانی مدفیضہ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی آگئے اور ایک دو لڑکے اور بھی ان کے ساتھ تھے۔ چھوٹی عمر تھی ننگے پاؤں اور ننگے سر میاں بشیر احمد صاحب تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تبسم فرما کر فرمایا کہ میاں بشیر احمد! جوتی ٹوپی کہاں ہے؟ کہاں پھینک آئے۔

میاں بشیر احمد صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور ہنس کر بچوں سے کھیلتے کھیلتے آگے بڑھ گئے اور کچھ فاصلہ پر دوڑ گئے......آپ نے فرمایا بچوں کی بھی عجیب حالت ہوتی ہے۔ جب جوتا نہ ہو تو روتے ہیں کہ جوتا لا کے دو اور جب جوتا منگوا کر دیا جاوے تو پھر اس کی پرواہ نہیں کرتے اور نہیں پہنتے یونہی سوکھ سوکھ کر خراب ہو جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے۔ کچھ بچوں کی جبلّت ہی ایسی ہوتی ہے کہ کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی عجیب بےفکری کی عمر ہوتی ہے اور اکثر اپنے آپ کو پابرہنہ رکھنا ہی پسند کرتے ہیں۔ ابھی دو چار دن کا ذکر ہے کہ جوتا کا تقاضا تھا جب منگوا کر دیا تو اس کی پرواہ نہیں۔ میں نے کہا در طفلی پستی و در جوانی مستی و در پیری سستی خدارا کے پرستی۔ یہ سن کر ہنسے تو پھر میں نے عرض کیا کہ حافظ حامد علی کو بھیج دیا جاوے۔ وہ جوتا ٹوپی لے آئیں گے۔ فرمایا! جانے دو خدا جانے کہاں ہوں گے۔

(مشعل راہ جلد 4 صفحہ 25-26)

بچوں کی باتوں سے اکتاتے نہ تھے

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں:

محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کوئی تین برس کا ہوگا۔آپ لدھیانہ میں تھے۔میں بھی وہیں تھا۔گرمی کا موسم تھا۔مردانہ اورزنانہ میں ایک دیوار حائل تھی۔آدھی رات کا وقت ہوگا۔جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے ادھر ادھر باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔حضرت اسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔آخر آپ نے کہا دیکھو محمود وہ کیسا تارا ہے۔بچہ نے نئے مشغلہ کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہوا۔پھر وہی رونا اور چلانا اور یہ کہنا شروع کر دیا ابا! تارے جانا کیا مجھے مزا آیا اور پیارا معلوم ہوا آپ کا اپنے ساتھ یوں گفتگو کرنا یہ اچھا ہوا ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکالی۔آخر بچہ روتا روتا خود ہی جب تھک گیا، چپ ہوگیا۔مگر اس سارے عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔

(مشعل راہ جلد 4 صفحہ 27)

دینی معاملات میں بچوں کے سوال کو اہمیت دینی چاہئے

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں:

جب حضرت مسیح موعودؑ نے لدھیانہ میں دعویٰ مسیحیت شائع کیا تو میں ان دنوں چھوٹا بچہ تھا اور شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا۔مجھے اس دعویٰ سے کچھ اطلاع نہیں تھی۔ایک دن میں مدرسہ گیا تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا کہ وہ جو قادیان کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں۔انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہوگئے ہیں اور یہ کہ آنے والے مسیح وہ خود ہیں۔ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ میں نے ان کی تردید کی کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔حضرت عیسیٰؑ تو زندہ ہیں اور آسمان سے نازل ہونگے۔خیر جب میں گھر آیا تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔میں نے آپ سے مخاطب ہوکر کہا کہ میں نے سنا ہے۔آپ کہتے ہیں کہ آپ مسیح ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ میرا سوال سنکر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ اٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک نسخہ فتح اسلام (جو آپ کی

جدید تصنیف تھی) لاکر مجھے دے دیا اور فرمایا اسے پڑھو۔ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچے کے معمولی سوال پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی۔ورنہ یونہی کوئی بات کہہ کر ٹال دیتے۔

(مشعل راہ جلد4 صفحہ 30-29)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

ایک دفعہ ہم گھر کے بچے مل کر حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو چھیڑنے لگ گئے کہ ابا کو تم سے محبت نہیں ہے اور ہم سے ہے۔میاں شریف بہت چڑتے تھے۔حضرت صاحب نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔آخر میاں شریف رونے لگ گئے اور ان کی عادت تھی کہ جب وہ روتے تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔حضرت صاحب اٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں تا کہ ان کا شک دور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہہ رہا تھا پرے پرے کھچتے تھے۔حضرت صاحب سمجھتے تھے کہ شاید اسے تکلیف ہے اس لئے دور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے، اس لئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔

(مشعل راہ جلد4 صفحہ 31)

بچوں کی تربیت کہانیوں کے ذریعہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اچھی کہانی سنا دینی چاہئے اس سے بچوں کو عقل اور علم آتا ہے۔

(مشعل راہ جلد4 صفحہ 35)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ کی شفقت اور لطف اپنی اولاد کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ عام طور پر تمام بچوں کے ساتھ تھا جماعت کے کسی فرد کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو آپ بہت خوش ہوتے اور اکثر ان کے نام آپ خود تجویز فرمایا کرتے۔باہر سے بھی لوگ بچوں کے نام کے متعلق استفسار کرتے اور حضور نام

تجویز فرماتے خاکسا عرفانی کے دوسرے بیٹے ابراہیم علی تیسرے لڑکے محمد داؤد کے نام اور محمودہ۔حمیدہ۔حامدہ لڑکیوں کے نام حضور نے ہی رکھے تھے۔

(مشعل راہ جلد 4 صفحہ 36)

آپؑ بچوں کو گود میں اٹھایا کرتے تھے

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب فرماتے ہیں:

آپؑ بچوں کو گود میں اٹھائے ہوئے باہر نکل آیا کرتے تھے اور سیر میں بھی اٹھالیا کرتے۔اس میں کبھی آپ کو تامل نہ ہوتا تھا۔اگر چہ خدام جو ساتھ ہوتے وہ خود اٹھانا اپنی سعادت سمجھتے۔مگر حضرت بچوں کی خواہش کا احساس یا ان کے اصرار کو دیکھ کر آپ اٹھا لیتے اور ان کی خوشی پوری کر دیتے۔پھر کچھ دور جا کر کسی خادم کو دے دیتے۔صاحبزادی امتہ النصیر کی وفات پر ان کا جنازہ بھی حضور نے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا تھا اور چھوٹے بازار سے باہر نکلنے تک یعنی اڈا خانہ تک حضور ہی اٹھائے ہوئے لے گئے تھے۔یہ تمام واقعات حضور کی کمال شفقت اور محبت پر دلالت کرتے ہیں۔غرض حضرت مسیح موعودؑ کا نمونہ بہ حیثیت باپ کے اپنی اولاد کے ساتھ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ کے ماتحت حضرت نبی کریم ﷺ کا سا اسوہ حسنہ تھا اور عام طور پر بچوں کے ساتھ آپ اسی خلقِ عظیم کے مظہر تھے۔

(مشعل راہ جلد 4 صفحہ 38-39)

تربیت اولاد

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہٗ

والدین کے حق میں بچوں کی دعا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول آیت وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 25) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انکی پرورش دنیاداروں کے لحاظوں سے نہیں بلکہ دلی محبت و پیار سے اس طرح کرنا جس طرح پرندے اپنے بچوں کو پروں میں پرورش کے لئے لیتے ہیں۔اور خدا سے یوں دعائیں مانگنا اے میرے ربّ! ان سے اس طرح رحم کا سلوک کر۔جس طرح انہوں نے میرے لڑکپن میں پرورش فرمائی۔غرض جیسے والدین تیرے لڑکپن میں ہمدرد تھے ایسا ہی تو ان کے لئے ہو۔

(حقائق الفرقان جلد2 تفسیر سورۃ بنی اسرائیل زیر آیت وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا صفحہ 530)

اطاعت والدین کی حد

حضرت خلیفۃ المسیح الاول آیت رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 26) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ بعض والدین باوجود خدمت کے پھر بھی اولاد کی شکایت کرتے ہیں یا ان کو بے وجہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔فرمایا۔خدا تمہاری نیتوں سے خوب واقف ہے۔ دوسرے موقعہ پر فرمادیا۔ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (لقمان:16) گویا اطاعت والدین کی حد بتادی ہے۔

(حقائق الفرقان جلد2 تفسیر سورۃ بنی اسرائیل زیر آیت رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ صفحہ 530)

اوقات شام میں بچوں کی نگہداشت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول آیت أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءً وَّأَمْوَاتًا (سورۃ المرسلٰت آیات 26-27) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیا نہ بنایا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی زندوں کو اور مردوں کو۔کفاتاً کے معنے سمیٹنے والی اپنی طرف کھینچنے والی۔ایک حدیث میں یہ لفظ اس طرح آیا ہے۔ اَكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ اِنْتِشَارِ الظَّلَامِ

فَاِنَّ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ لِلشَّیْطٰنِ خَطْفَۃٌ یعنی سمیٹ لو اپنے بچوں کو شام کے اندھیرے کے وقت۔ کیونکہ اس وقت شیطان جھپٹا مار لیا کرتا ہے۔ یوں بھی دیکھا گیا ہے کہ شام کے اندھیرے کے وقت اکثر مویشی وغیرہ بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ چراگاہوں سے دوڑتے ہوئے مکانوں کی طرف آتے ہیں۔ ایسے وقت میں بچوں کا درمیان آپڑنا ضرر اٹھانے کا باعث ہوتا ہے۔ والدین یا سرپرستوں کو ہدایت فرمائی کہ ایسے وقت میں بچوں کو اپنی طرف کھینچ لو۔ باہر نہ نکلنے دو۔

(حقائق الفرقان جلد 4 تفسیر سورۃ المرسلٰت زیر آیت اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًا اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا صفحہ 306)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول سورۃ الفلق کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی حکم دیا ہے...... جب اندھیرے کی ابتداء ہو۔ اور بچوں کو ایسے اوقات میں باہر نہ جانے دو کیونکہ وہ وقت شیاطین کے زور کا ہوتا ہے۔

(حقائق الفرقان جلد 4 تفسیر سورۃ الفلق صفحہ 566)

والد اور ولد کا بہترین نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول آیت وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ سورۃ البلد آیت 4 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بہتر نمونہ والد اور ولد کا حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد 4 تفسیر سورۃ البلد زیر آیت وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ صفحہ 390)

بچوں کو مارنے کی ممانعت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول سورۃ الکوثر کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لڑکوں کو بھی مارنے اور سزا دینے کا میں سخت مخالف ہوں۔ حضرت صاحب بھی لڑکوں کو مارنے سے بہت منع کیا کرتے ہیں۔ میں تو انگریزی پڑھا نہیں۔ سنا ہے کہ یونیورسٹی کی بھی یہی ہدایت ہے۔ کہ استاد طلبہ کو نہ مارا کریں۔ باوجود ان تاکیدوں کے لوگ بچوں کو مارنے سے باز نہیں آئے اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو ہمارا فرض منصبی ہے وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ بہت لوگ ہیں کہ وعظ کرنا تو

سیکھ لیتے ہیں مگر خود عملدر آمد نہیں سیکھتے۔

(حقائق الفرقان جلد 4 تفسیر سورۃ الکوثر صفحہ 508)

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی اوران کی جزا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

ابراہیمؑ بہت بوڑھے اور ضعیف تھے۔خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اولاد صالح عنایت کی۔اسماعیلؑ جیسی اولاد دی۔جب جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی میں دے دو۔ابراہیمؑ کی قربانی دیکھو، بڑھاپے کا زمانہ دیکھو، مگر ابراہیم نے اپنی ساری طاقتیں، ساری امیدیں، تمام ارادے یوں قربان کر دیئے کہ ایک طرف حکم ہوا اور معاً بیٹے کے قربان کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔پھر بیٹا بھی ایسا بیٹا تھا کہ جب ابراہیمؑ نے فرمایا بیٹا! اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ (الصافات: 103) تو وہ خدا کی راہ میں جان دینے کو تیار ہو گیا۔غرض باپ بیٹے نے ایسی فرمانبرداری دکھائی کہ کوئی عزت، کوئی آرام کوئی دولت اور، کوئی امید باقی نہ رکھی۔یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ نے بھی کیسی جزاء دی۔اولاد میں ہزاروں ہزار بادشاہ اور انبیاء بلکہ خاتم الانبیاء بھی اسی کی اولاد میں پیدا کیا۔یہ وہ زمانہ ملا جس کی انتہا نہیں۔خلفاء ہوں تو وہ بھی ملت ابراہیمی میں۔سارے نواب اور خلفاء الٰہی دین کے، قیامت تک اسی گھرانے میں ہوئے اور ہونے والے ہیں۔

(خطبات نور صفحہ 26)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

اولاد پر نمونے دکھاؤ جیسے اسماعیلؑ نے دکھایا۔پس نئے انسان بنو پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے طفیل تم کو کس طرح کی کوثر دیتا ہے اور تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔

(خطبات نور صفحہ 27)

اولاد کو دین دار بناؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

اولاد کے لئے ایسی تربیت کی کوشش کرو کہ ان میں باہم اخوت ،اتحاد ،جرأت ،شجاعت ، خودداری،شریفانہ آزادی پیدا ہو۔ایک طرف انسان بناؤ دوسری طرف مسلمان۔

(خطبات نور صفحہ 75)

تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ متقی ذریت طیبہ بھی پالیتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

پھر فرمایا۔خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (النساء: 2) اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک جی سے بنایا اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پیدا کیں۔قرآن شریف سے عمدہ اور نیک اولاد کا پیدا ہونا،اللہ تعالیٰ کی رضا کا منطوق معلوم ہوتا ہے۔ابراہیمؑ کی دعا کو دیکھو کہ خدا نے اسے کیسا برومند کیا،جس میں صدہا نبی اور رسول آئے،حتیٰ کہ خاتم الرسل بھی اسی میں ہوئے۔مگر یہ طیب اور مبارک اولاد کس طرح سے حاصل ہو؟ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تقویٰ ہے۔تقویٰ کے حصول کا یہ ذریعہ ہے کہ انسان اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرے اور اس امر کو ہمیشہ مدنظر رکھے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء: 2) جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دور پھینک دیتی ،بچ سکو گے۔دیکھو کسی عظیم الشان انسان کے سامنے انسان بدی کے ارتکاب کا حوصلہ نہیں کرسکتا۔ہر ایک بدی کرنے والا اپنی اس بدی کو مخفی رکھنا چاہتا ہے۔پھر جب خدا تعالیٰ کو رقیب اور بصیر مانے گا اور اس پر سچا ایمان لائے گا تو ایسے ارتکاب سے بچ جائے گا۔غرض تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ متقی ذریت طیبہ بھی پالیتا ہے۔

(خطبات نور صفحہ 108)

قتل اولاد کے مختلف معانی

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

جناب الٰہی بیان فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں کہ **وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ** اولاد کو قتل مت کرو۔ قتل میں نے بہت طرح سے دیکھا ہے۔ بعض......تربیت خوب نہیں کرتے۔ بعض اپنی اولاد کے لئے پاک صحبت کا انتظام نہیں کرتے۔ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے لئے کونسا علم نافع ہوگا اور ان کی اولاد کا میلان طبع کس طرف ہے؟ ہزاروں لاکھوں کتابیں بنی ہوئی ہیں۔ ہر ملک کے لوگ اپنے خیال کے مطابق پڑھانے چلے جاتے ہیں۔ نہ پڑھنے والے کی دلچسپی کا خیال کرتے، نہ لغو، ناقص اور اہم ومفید میں کوئی فرق کرتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ سب قتل اولاد کی قسم میں سے ہے۔

(خطبات نور صفحہ 567)

تربیت اولاد

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ

مال اور اولاد پر کلیتہً بھروسہ نہ کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اولاد اور مال پر بعض دفعہ ایک انسان اتنا بھروسہ کر لیتا ہے یا اتنی محبت پیدا کر لیتا ہے کہ وہ شرک کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ پس ایسے شرک سے بچنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 9)

اپنی اولاد کو دین کی طرف لگاؤ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اگر تم اپنے ایمانوں کو چھپاؤ یا غفلت سے اپنی اولاد کو...... غیر احمدیوں میں شامل ہونے دو تو تم گویا قتل اولاد کے مرتکب ہوتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں جن کے باپوں کو حضرت اقدس سے بڑا اخلاص تھا اور بڑا تعلق تھا۔ اب ان کے بعض بیٹوں میں وہ شوق نہیں۔ اپنی اولاد کا فکر کرو انہیں دین کی طرف لگاؤ۔ کیا تمہارا بیٹا تمہارے سامنے زہر کھانے لگے یا کنویں میں چھلانگ مارنے لگے تو تم اسے اجازت دے دو گے؟ ہرگز نہیں۔ پس خدا کی نافرمانی چھوٹی سی بات ہے جس سے تم منع نہیں کرتے اور کیا جب تمہارا کوئی بچہ کنویں میں گرنے لگے تو ایک بار منع کر کے چپ ہو جاؤ گے؟ ہرگز نہیں تو کیا وجہ ہے کہ گناہ سے جو زہر سے بڑھ کر ہلاک کرنے والی چیز ہے صرف ایک دو بار کہہ کر چپ ہو جاؤ۔ چاہئے کہ بار بار منع کرو اور اپنی اولاد کو نماز قائم کرنے اور شعائر اللہ کی تعظیم کی تاکید کرو۔ اور تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت کرو اور خود بھی تقویٰ کو مدار نجات سمجھو۔

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 385-386)

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی اولاد سے حسن سلوک

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

حضرت مرزا صاحبؑ کا سلوک اپنی اولاد سے ایسا اعلیٰ درجہ کا تھا کہ قطعاً خیال نہیں کیا جا سکتا تھا کہ آپؑ کبھی ناراض بھی ہو سکتے ہیں۔ ہم جب چھوٹے ہوتے تھے تو یہ سمجھا کرتے تھے کہ حضرت صاحبؑ

کبھی غصہ ہوتے ہی نہیں۔ میرے بچپن کے زمانے کا ایک واقعہ ہے مولوی عبدالکریم صاحب جو اسی جگہ کے ایک عالم تھے اور جنہیں پرانے لوگ جانتے ہوں گے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجھے کہا میری پسلی میں درد ہے۔ جہاں ٹکور کی گئی لیکن آرام نہ ہوا۔ آخر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپؑ کی جیب میں اینٹ کا ایک روڑا پڑا تھا۔ جسکی وجہ سے پسلی میں درد ہو گیا پوچھا گیا کہ حضورؑ یہ کس طرح آپ کی جیب میں پڑ گیا۔ فرمایا محمود نے مجھے یہ اینٹ کا ٹکڑا دیا تھا کہ سنبھال کر رکھنا میں نے جیب میں ڈال لیا کہ جب مانگے گا نکال دوں گا۔ مولوی صاحب نے کہا حضور مجھے دے دیجئے میں رکھ چھوڑوں۔ فرمایا نہیں میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تو آپ کو اولاد سے ایسی محبت تھی۔ آپؑ ہم سب سے ہی بہت پیار اور محبت کرتے تھے لیکن خاص کر ہمارے سب سے چھوٹے بھائی سے آپؑ کو ایسی محبت تھی کہ ہم سمجھتے تھے سب سے زیادہ اسی سے محبت کرتے ہیں۔

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 114)

چھوٹی عمر میں تربیت ہو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں کی چھوٹی عمر میں ہی تربیت کرو ورنہ بعد میں ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

(انوار العلوم 7 جلد صفحہ 41)

اولاد کی بچپن سے تربیت کی جائے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میاں بیوی کے تعلقات کے بعد اولاد پیدا ہوتی ہے جو تمدن کی گویا دوسری اینٹ ہیں اولاد کے متعلق اسلام نے یہ حکم دیا کہ انکی عمدگی سے پرورش کی جائے۔ والدین پر ان کا پالنا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا فرض ہے ان کو خرچ کی تنگی کی وجہ سے مار دینا جیسا کہ وحشی قبائل میں رواج تھا، بصورت لڑکیوں کے بوجہ تکبر کے مار دینا جیسا کہ کئی جنگی قوموں میں دستور تھا منع ہے...... بچوں کو علم اور اخلاق سکھلائے جائیں اور بچپن سے ان کی تربیت کی جائے تا کہ وہ بڑے ہو کر مفید بن

سکیں۔اولاد کے درمیان بھی یکساں سلوک کرنے کا حکم دیا۔بچپن میں ان کی خواہشات اور ضروریات کے مطابق سلوک تو خیر اور بات ہے مگر جب وہ بڑے ہو جائیں تو حکم دیا کہ جو تحفہ دے وہ سب کو دے ورنہ کسی کو نہ دے۔اولاد کو تربیت کی خاطر اگر مارنا پڑے تو حکم دیا کہ منہ پر نہ مارے کہ تمام آلات حواس اس میں جمع ہیں اور ان کے نقصان سے بچہ کی آئندہ زندگی پر اثر پڑتا ہے۔لڑکیوں کی تربیت کے متعلق خاص حکم ہے۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کے گھر میں لڑکی پیدا ہو اور وہ اسکی اچھی تربیت کرے تو اس کا یہ کام اس کو آگ سے بچانے والا ہوگا۔(بخاری) یعنی لڑکیوں کی اچھی تربیت کرنی اور ان سے حسن سلوک کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس سے اچھا معاملہ کرے گا۔

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 276-277)

تربیت کا آغاز بچپن سے ہو جانا چاہئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچہ کی تربیت کا زمانہ رسول کریم ﷺ نے وہ قرار دیا ہے جبکہ بچہ ابھی پیدا ہی ہوا ہوتا ہے۔میرا خیال ہے اگر ہو سکتا تو رسول کریم ﷺ یہ فرماتے کہ جب بچہ رحم میں ہو اسی وقت سے اس کی تربیت کا وقت شروع ہو جانا چاہئے۔مگر یہ چونکہ ہو نہیں سکتا تھا اس لئے پیدائش کے وقت سے تربیت قرار دی اور وہ اس طرح کہ فرمادیا کہ جب بچہ پیدا ہو اسی وقت اس کے کان میں (نداء) کہی جائے، (نداء) کے الفاظ ٹونے یا جادو کے طور پر بچہ کے کان میں نہیں ڈالے جاتے، بلکہ اس وقت بچہ کے کان میں (نداء) دینے کا حکم دینے سے ماں باپ کو یہ امر سمجھانا مطلوب ہے کہ بچہ کی تربیت کا وقت ابھی سے شروع ہو گیا ہے۔

(نداء) کے علاوہ بھی رسول کریم ﷺ نے بچوں کو بچپن ہی سے ادب سکھانے کا حکم دیا ہے۔اور اپنے عزیزوں کو بھی بچپن میں ادب سکھا کر عملی ثبوت دیا ہے۔حدیثوں میں آتا ہے۔امام حسنؓ جب چھوٹے تھے تو ایک دن کھانا کھاتے وقت آپؐ نے ان کو فرمایا:۔ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔حضرت امام حسنؓ کی عمر اس وقت اڑھائی سال کے قریب ہوگی۔ہمارے ملک میں اگر بچہ سارے کھانے میں ہاتھ ڈالتا اور سارا منہ بھر لیتا ہے

بلکہ اردگرد بیٹھنے والوں کے کپڑے بھی خراب کرتا ہے تو ماں باپ بیٹھے ہنستے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے ۔ یا یونہی معمولی سی بات کہہ دیتے ہیں جس سے ان کا مقصد بچہ کو سمجھانا نہیں بلکہ دوسروں کو دکھانا ہوتا ہے۔حدیث میں ایک اور واقعہ بھی آتا ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں امام حسنؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی تو رسول کریم ﷺ نے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر نکال لی ۔جس کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا کام خود کام کر کے کھانا ہے نہ کہ دوسروں کے لئے بوجھ بننا۔غرض بچپن کی تربیت ہی ہوتی ہے جو انسان کو وہ کچھ بناتی ہے جو آئندہ زندگی میں وہ بنتا ہے چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایامَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ کہ بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے آگے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں اس طرح یہ بھی سچ ہے کہ ماں باپ ہی اسے مسلمان یا ہندو بناتے ہیں اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو ماں باپ اسے گرجا میں لے جا کر عیسائی بناتے ہیں بلکہ یہ ہے کہ بچہ ماں باپ کے اعمال کی نقل کر کے اور ان کی باتیں سن کر وہی بنتا ہے جو اس کے ماں باپ ہوتے ہیں بات یہ ہے کہ بچہ میں نقل کی عادت ہوتی ہے اگر ماں باپ اسے اچھی باتیں نہ سکھائیں گے تو وہ دوسروں کے افعال کی نقل کرے گا بعض لوگ کہتے ہیں بچوں کو آزاد چھوڑ دینا چاہئے خود بڑے ہو کر احمدی ہو جائیں گے میں کہتا ہوں اگر بچے کے کان میں کسی اور کی آواز نہیں پڑتی تب تو ہو سکتا ہے کہ جب وہ بڑا ہو کر احمدیت کے متعلق سنے تو احمدی ہو جائے لیکن جب اور آوازیں اس کے کان میں اب بھی پڑ رہی ہیں اور بچہ ساتھ کے ساتھ سیکھ رہا ہے تو وہ وہی بنے گا جو دیکھے گا اور سنے گا اگر فرشتے اسے اپنی بات نہیں سنائیں گے تو شیطان اس کا ساتھی بن جائے گا اگر نیک باتیں اس کے کان میں نہ پڑیں گی تو بد پڑیں گی اور وہ بد ہو جائے گا پس اگر آپ لوگ گناہ کا سلسلہ روکنا چاہتے ہیں تو جس طرح سگریشن کیمپ ہوتا ہے اس طرح بناؤ اور آئندہ اولاد سے گناہ کی بیماری دور کر دو تا کہ آئندہ نسلیں محفوظ رہیں۔

اولاد کی تربیت کے طریق

1۔ بچہ کے پیدا ہونے پر سب سے پہلی تربیت (نداء) ہے۔

2۔ یہ کہ بچہ کو صاف رکھا جائے پیشاب پاخانہ فوراً صاف کر دیا جائے شاید بعض لوگ یہ کہیں یہ کام

تو عورتوں کا ہے یہ صحیح ہے مگر پہلے مردوں میں یہ خیال پیدا ہوگا تو پھر عورتوں میں ہوگا۔ پس مردوں کا کام ہے کہ عورتوں کو یہ باتیں سمجھائیں کہ جو بچہ صاف نہ رہے اس میں صاف خیالات کہاں سے آئیں گے۔ مگر دیکھا گیا ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ مجلس میں اگر بچہ کو پاخانہ آئے تو کپڑے پر پھرا کر عورتیں کپڑا بغل میں دبالیتی ہیں اور قادیان کے ارد گرد کی دیہاتی عورتوں کو تو دیکھا ہے، جوتی میں پاخانہ پھرا کر ادھر ادھر پھینک دیتی ہیں۔ جب بچہ کی ظاہری صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا تو باطنی صفائی کس طرح ہوگی؟ لیکن اگر بچہ ظاہر میں صاف ہو تو اس کا اثر اس کے باطن پر پڑے گا اور اس کا باطن بھی پاک ہوگا۔ کیونکہ غلاظت کی وجہ سے جو گناہ پیدا ہوتے ہیں ان سے بچا رہے گا یہ بات طب کی رو سے ثابت ہوگئی ہے کہ بچہ میں گناہ غلاظت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جب بچہ کا اندام نہانی صاف نہ ہو تو بچہ اسے کھجلاتا ہے۔ اس سے وہ مزا محسوس کرتا اور اس طرح اسے شہوانی قوت کا احساس ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ کو صاف رکھا جائے اور جوں جوں وہ بڑا ہو اسے بتایا جائے کہ ان مقامات کو صفائی کے لئے دھونا ضروری ہوتا ہے تو وہ شہوانی برائیوں سے بہت حد تک محفوظ رہ سکتا ہے یہ تربیت بھی پہلے دن سے شروع ہونی چاہیئے۔

3۔ غذا بچہ کو وقت مقررہ پر دینی چاہیئے اس سے بچے میں یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خواہشات کو دبا سکتا ہے اور اس طرح بہت سے گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ چوری، لوٹ کھسوٹ وغیرہ بہت سی برائیاں خواہشات کو نہ دبانے کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہیں کیونکہ ایسے انسان میں جذبات پر قابو رکھنے کی طاقت نہیں ہوتی اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب بچہ رویا ماں نے اسی وقت دودھ دے دیا۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مقررہ وقت پر دودھ دینا چاہیئے اور بڑی عمر کے بچوں میں یہ عادت ڈالنی چاہیئے کہ وقت پر کھانا دیا جائے۔ اس سے یہ صفات پیدا ہوتی ہیں

(1)۔ پابندی وقت کا احساس (2)۔ خواہش کو دبانا۔ (3)۔ صحت (4)۔ مل کر کام کرنے کی عادت ہوتی ہے کیونکہ ایسے بچوں میں خودغرضی اور نفسانیت نہ ہوگی جبکہ وہ سب کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے (5)۔ اسراف کی عادت نہ ہوگی۔ جو بچہ ہر وقت کھانے کی چیزیں لیتا رہتا ہے وہ ان میں سے کچھ ضائع کرے گا کچھ کھائے گا لیکن اگر مقررہ وقت پر مقررہ مقدار میں اسے کھانے کی چیز دی جائے گی تو وہ اس میں سے کچھ ضائع نہیں کرے گا۔ پس اس طرح بچہ میں تھوڑی چیز استعمال

کرنے اوراسی سے خواہش کے پورا کرنے کی عادت ہوگی (6)۔لالچ کا مقابلہ کرنے کی عادت ہوگی۔مثلاً بازار میں چلتے ہوئے بچہ ایک چیز دیکھ کر کہتا ہے یہ لینی ہے۔اگر اس وقت اسے نہ لے کر دی جائے تو وہ اپنی خواہش کو دبالے گا اور پھر بڑا ہونے پر کئی دفعہ دل میں پیدا شدہ لالچ کا مقابلہ کرنے کی اس کو عادت ہوجائے گی۔اس طرح گھر میں چیز پڑی ہواور بچہ مانگے تو کہہ دینا چاہئے کہ کھانے کے وقت پر ملے گی اس سے بھی اس میں یہ قوت پیدا ہوجائے گی کہ نفس کو دبا سکے۔

4۔بچہ کو مقررہ وقت پر پاخانہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔یہ اس کی صحت کے لئے بھی مفید ہے۔لیکن اس سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی اعضاء میں وقت کی پابندی کی حِس پیدا ہوجاتی ہے۔وقت مقررہ پر پاخانہ پھرنے سے انتڑیوں کو عادت ہوجاتی ہے اور پھر مقررہ وقت ہی پاخانہ آتا ہے۔یورپ میں تو بعض لوگ حاجت سے وقت بتا دیتے ہیں کہ اب یہ وقت ہوگا کیونکہ مقررہ وقت پر انہیں پاخانہ کی حاجت محسوس ہوتی ہے۔تو بچہ کے لئے یہ بہت ضروری بات ہے۔وقت پر کام کرنے والے بچے میں نماز،روزہ کی پختہ عادت پیدا ہوجاتی ہے اور قومی کاموں کو پیچھے ڈالنے کی عادت نہیں پیدا ہوتی۔علاوہ ازیں بے جا جوش دب جاتے ہیں کیونکہ بے جا جوش کا ایک بڑا سبب بے وقت کام کرنے کی عادت ہے۔خصوصاً بے وقت کھانا کھانا۔مثلاً بچہ کھیل کود میں مشغول ہوا۔وقت پر ماں نے کھانا کھانے کے لئے بلایا مگر نہ آیا۔پھر جب آیا تو ماں نے کہا ٹھہرو کھانا گرم کردوں۔چونکہ اسے اس وقت بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے اس لئے وہ روتا چلاتا اور بے جا جوش ظاہر کرتا ہے۔کیونکہ وہ اسی وقت کھانے کے لئے آتا ہے جب اس سے بھوک دبائی نہیں جاتی اور اس وجہ سے نہایت شور کرتا ہے۔

5۔اسی طرح غذا اندازہ کے مطابق دی جائے اس سے قناعت پیدا ہوتی اور حرص دور ہوتی ہے۔

6۔قسم قسم کی خوراک دی جائے۔گوشت،ترکاریاں اور پھل دیئے جائیں کیونکہ غذاؤں سے بھی مختلف اقسام کے اخلاق پید ہوتے ہیں۔پس مختلف اخلاق کے لئے مختلف غذاؤں کا دیا جانا ضروری ہے۔ہاں بچپن میں گوشت کم اور ترکاریاں زیادہ ہونی چاہئیں کیونکہ گوشت ہیجان پیدا کرتا ہے اور بچپن کے زمانے میں ہیجان کم ہونا چاہئے۔

7۔جب بچہ ذرا بڑا ہو تو کھیل کود کے طور پر اس سے کام لینا چاہئے۔مثلاً یہ کہ فلاں برتن اٹھا

لاؤ۔ یہ چیز وہاں رکھ آؤ۔ یہ چیز فلاں کو دے آؤ اسی قسم کے اور کام کرانے چاہئیں ہاں ایک وقت تک اسے اپنے طور پر کھیلنے کی بھی اجازت دینی چاہئے۔

8۔ بچہ کو عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ اپنے نفس پر اعتبار پیدا کرے۔ مثلاً چیز سامنے ہو اور اسے کہا جائے ابھی نہیں ملے گی، فلاں وقت ملے گی، یہ نہیں کہ چھپا دی جائے، کیونکہ اس نمونہ کو دیکھ کر وہ بھی اس طرح کرے گا اور اس میں چوری کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

9۔ بچہ سے زیادہ پیار بھی نہیں کرنا چاہئے۔ زیادہ چومنے چاٹنے کی عادت سے بہت سی برائیاں بچہ میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس مجلس میں وہ جاتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ پیار کریں اس سے اس میں اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

10۔ ماں باپ کو چاہئے کہ ایثار سے کام لیں۔ مثلاً اگر بچہ بیمار ہے اور کوئی چیز اس نے نہیں کھانی تو وہ بھی نہ کھائیں اور نہ گھر میں لائیں بلکہ اسے کہیں کہ تم نے نہیں کھانی اس لئے ہم بھی نہیں کھاتے اس سے بچہ میں بھی ایثار کی صفت پیدا ہو گی۔

11۔ بیماری میں بچہ کے متعلق بہت احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ بزدلی، خود غرضی، چڑچڑاہٹ جذبات پر قابو نہ ہونا اس قسم کی برائیاں اکثر لمبی بیماری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں کئی لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو بلا بلا کر پاس بٹھاتے ہیں۔ لیکن کئی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ان کے پاس سے گزرے تو کہہ اٹھتے ہیں ارے دیکھتا نہیں، اندھا ہو گیا ہے۔ یہ خرابی لمبی بیماری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ بیماری میں بیمار کو آرام پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اس لئے وہ آرام پانا اپنا حق سمجھ لیتا ہے اور ہر وقت آرام چاہتا ہے۔

12۔ بچوں کو ڈراؤنی کہانیاں نہیں سنانی چاہئیں اس سے ان میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے انسان بڑے ہو کر بہادری کے کام نہیں کر سکتے اگر بچہ میں بزدلی پیدا ہو جائے تو اسے بہادری کی کہانیاں سنانی چاہئیں اور بہادر لڑکوں کے ساتھ کھلانا چاہئے۔

13۔ بچہ کو اپنے دوست خود نہ چننے دیئے جائیں بلکہ ماں باپ چنیں اور دیکھیں کہ کن بچوں کے اخلاق اعلیٰ ہیں اس میں ماں باپ کو بھی یہ فائدہ ہو گا کہ وہ دیکھیں گے کن بچوں کے اخلاق اعلیٰ ہیں دوسرے ایک دوسرے سے تعاون شروع ہو جائے گا کیونکہ جب خود ماں باپ بچہ سے کہیں گے کہ

فلاں بچوں سے کھیلا کرو تو اس طرح ان بچوں کے اخلاق کی نگرانی بھی کریں گے۔

14۔ بچہ کو اس کی عمر کے مطابق بعض ذمہ داری کے کام دیئے جائیں تا کہ اس میں ذمہ داری کا احساس ہو...... بعض کھیلیں نہایت مفید ہیں ۔جیسے کہ فٹ بال وغیرہ۔مگر کھیل میں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کوئی بری عادت نہ پڑے۔عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ اپنے بچے کی تائید کرتے ہیں اور دوسرے کے بچہ کو اپنے بچہ کی بات ماننے کے لئے مجبور کرتے ہیں اس طرح بچہ کو اپنی بات منوانے کی ضد پڑ جاتی ہے۔

15۔ بچہ کے دل میں یہ بات ڈالنی چاہئے کہ وہ نیک ہے اور اچھا ہے رسول کریم ﷺ نے کیا نکتہ فرمایا ہے کہ بچہ کو گالیاں نہ دو کیونکہ گالیاں دینے پر فرشتے کہتے ہیں ایسا ہی ہو جائے اور وہ ہو جاتا ہے۔اس کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے اعمال کے نتائج پیدا کرتے ہیں جب بچہ کو کہا جاتا ہے کہ تو بد ہے تو وہ اپنے ذہن میں یہ نقشہ جما لیتا ہے کہ میں بد ہوں اور پھر وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے۔پس بچہ کو گالیاں نہیں دینی چاہئیں بلکہ اچھے اخلاق سکھانے چاہئیں اور بچہ کی تعریف کرنی چاہئے۔آج صبح میری لڑکی پیسہ مانگنے آئی، جب میں نے پیسہ دیا تو بایاں ہاتھ کیا۔میں نے کہا یہ تو ٹھیک نہیں ۔کہنے لگی ہاں غلطی ہے پھر نہیں کروں گی۔اسے غلطی کا احساس کرانے سے فوراً احساس ہو گیا۔

16۔ بچہ میں ضد کی عادت نہیں پیدا ہونے دینی چاہئے۔اگر بچہ کسی بات پر ضد کرے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کسی اور کام میں اسے لگا دیا جائے اور ضد کی وجہ معلوم کر کے اسے دور کیا جائے۔

17۔ بچہ سے ادب سے کلام کرنا چاہئے۔بچہ نقال ہوتا ہے، اگر تم اسے تُو کہہ کر مخاطب کرو گے تو وہ بھی تُو کہے گا۔

18۔ بچہ کے سامنے جھوٹ، تکبر اور ترش روئی وغیرہ نہ کرنا چاہئے۔کیونکہ وہ بھی یہ باتیں سیکھ لے گا۔عام طور پر ماں باپ بچہ کو جھوٹ بولنا سکھاتے ہیں۔ماں نے بچہ کے سامنے کوئی کام کیا ہوتا ہے مگر جب باپ پوچھتا ہے تو کہہ دیتی ہے میں نے نہیں کیا۔اس سے بچہ میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔میرا یہ مطلب نہیں کہ بچہ کی غیر موجودگی میں ماں باپ یہ کام کریں بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو ہر وقت ان عیبوں سے نہیں بچ سکتے وہ کم سے کم بچوں کے سامنے ایسے فعل نہ کریں تا مرض آگے نسل کو بھی مبتلاء نہ کرے۔

(19) بچہ کو ہر قسم کے نشہ سے بچایا جائے۔ نشوں سے بچہ کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے جھوٹ کی بھی عادت پیدا ہوتی ہے اور نشہ پینے والا اندھا دھند تقلید کا عادی ہو جاتا ہے۔ ایک شخص حضرت خلیفہ اول کا رشتہ دار تھا وہ ایک دفعہ ایک لڑکے کو لے آیا اور کہتا تھا اسے بھی میں اپنے جیسا ہی بنالوں گا۔ وہ نشہ وغیرہ پیتا اور مذہب سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول نے اسے کہا تم تو خراب ہو چکے ہو اسے کیوں خراب کرتے ہو، مگر وہ باز نہ آیا۔ ایک موقع پر آپ نے اس لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور اسے سمجھایا کہ تمہاری عقل کیوں ماری گئی ہے۔ اس کے ساتھ پھرتے ہو، کوئی کام سیکھو۔ آپ کے سمجھانے سے وہ لڑکا اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ مگر کچھ مدت کے بعد وہ ایک اور لڑکا لے آیا۔ اور آ کر حضرت خلیفہ اول سے کہنے لگا۔ اب اسے خراب کرو تو جانوں۔ اس کے نزدیک یہی خراب کرنا تھا کہ اس کے قبضہ سے نکال دیا جائے۔ حضرت خلیفہ اول نے بہتیرا اس لڑکے کو سمجھایا اور کہا کہ مجھ سے روپیہ لے لو اور کوئی کام کرو، مگر اس نے نہ مانا۔ آخر آپ نے اس شخص سے پوچھا اسے تم نے کیا کِیا ہے۔ تو وہ کہنے لگا اس کو میں نشہ پلاتا ہوں اور اس وجہ سے اس میں ہمت ہی نہیں رہی کہ میری تقلید کو چھوڑ سکے۔ غرض نشہ سے اقدام کی قوت ماری جاتی ہے۔ جھوٹ سب سے خطرناک مرض ہے کیونکہ اس کے پیدا ہونے کے ذرائع نہایت باریک ہیں اس مرض سے بچہ کو خاص طور پر بچانا چاہئے۔ بعض ایسے اسباب ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ مرض آپ ہی آپ بچہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ بچہ کا دماغ نہایت بلند پرواز واقع ہوا ہے وہ جو بات سنتا ہے آپ ہی اس کی ایک حقیت بنالیتا ہے۔ ہماری ہمشیرہ بچپن میں روز ایک لمبی خواب سنایا کرتی تھیں۔ ہم حیران ہوتے کہ روز اسے کس طرح خواب آ جاتی ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ سونے کے وقت جو خیال کرتی تھیں وہ اسے خواب سمجھ لیتی تھیں۔ تو بچہ جو کچھ سوچتا ہے اسے واقعہ خیال کرنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ اسے جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے بچہ کو سمجھاتے رہنا چاہئے کہ خیال اور چیز ہے اور واقعہ اور چیز ہے۔ اگر خیال کی حقیقت بچہ کے اچھی طرح ذہن نشین کر دی جائے تو بچہ جھوٹ سے بچ سکتا ہے۔

(20) بچوں کو علیحدہ بیٹھ کر کھیلنے سے روکنا چاہئے۔

(21) ننگا ہونے سے روکنا۔

(22) بچوں کو عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنی غلطی کا اقرار کریں اور اس کے طریق یہ

ہیں (1) ان کے سامنے اپنے قصوروں پر پردہ نہ ڈالا جائے۔(2) اگر بچہ سے غلطی ہو جائے تو اس سے اس طرح ہمدردی کریں کہ بچہ کو یہ محسوس ہو کہ میرا کوئی سخت نقصان ہو گیا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ مجھ سے ہمدردی کر رہے ہیں اور اسے سمجھانا چاہئے کہ دیکھو اس غلطی سے یہ نقصان ہو گیا ہے۔(3) آئندہ غلطی سے بچانے کے لئے بچہ سے اس طرح گفتگو کی جائے کہ بچہ کو محسوس ہو کہ میری غلطی کی وجہ سے ماں باپ کو تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ مثلاً بچہ سے جو نقصان ہوا ہو وہ اس کے سامنے اس کی قیمت وغیرہ ادا کرے اس سے بچہ میں خیال پیدا ہو گا کہ نقصان کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ کفارہ نہایت گندہ عقیدہ ہے مگر میرے نزدیک بچہ کی اس طرح تربیت کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔(4) بچہ کو سرزنش الگ لے جا کر کرنی چاہئے۔

(23) بچہ کو کچھ مال کا مالک بنانا چاہئے۔ اس سے بچہ میں یہ صفات پیدا ہوتی ہیں۔(1) صدقہ دینے کی عادت (2) کفایت شعاری (3) رشتہ داروں کی امداد کرنا مثلاً بچہ کے پاس تین پیسے ہوں تو اسے کہا جائے ایک پیسہ کی کوئی چیز لاؤ اور دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر کھاؤ۔ ایک پیسہ کا کوئی کھلونا خرید لو اور ایک پیسہ صدقہ میں دے دو۔

(24) اسی طرح بچوں کا مشترکہ مال ہو۔ مثلاً کوئی کھلونا دیا جائے تو کہا جائے۔ یہ تم سب بچوں کا ہے، سب اس کے ساتھ کھیلو اور کوئی خراب نہ کرے۔ اس طرح قومی مال کی حفاظت پیدا ہوتی ہے۔

(25) بچہ کو آداب و قواعد تہذیب سکھاتے رہنا چاہئے۔

(26) بچہ کی ورزش کا بھی اور اسے جفاکش بنانے کا بھی خیال رکھنا چاہئے کیونکہ یہ بات دنیوی ترقی اور اصلاح نفس دونوں میں یکساں طور پر مفید ہے۔

اخلاق اور روحانیت کی جو تعریف میں اوپر بیان کر چکا ہوں اس کے مطابق وہی بچہ تربیت یافتہ کہلائے گا جس میں مندرجہ ذیل باتیں ہوں۔

(1) ذاتی طور پر با اخلاق ہو اور اس میں روحانیت ہو (2) دوسروں کو ایسا بنانے کی قابلیت رکھتا ہو (3) قانون سلسلہ کے مطابق چلنے کی قابلیت رکھتا ہو (4) اللہ تعالیٰ سے خالص محبت رکھتا ہو جو سب محبتوں پر غالب ہو۔

پہلے امر کا معیار یہ ہے کہ (1) جب بچہ بڑا ہو تو امور شرعیہ کی لفظاً و عملاً و عقیدتاً پابندی

کرے۔(2)اس کی قوت ارادی مضبوط ہو تا آئندہ فتنہ میں نہ پڑے(3)اس کی اپنی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا اور جان بچانے کی قابلیت رکھنا(4)اپنے اموال وجائیداد بچانے کی قابلیت کا ہونا اور اس کے لئے کوشش کرنا۔

دوسرے امر کا معیار یہ ہے:(1)اخلاق کا اچھا نمونہ پیش کرے۔(2)دوسروں کی تربیت اور (دعوت الی اللہ) میں حصہ لے۔(3)اپنے ذرائع کو ضائع ہونے نہ دے بلکہ انہیں اچھی طرح استعمال کرے جس سے جماعت و دین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔تیسرے امر یعنی قانون سلسلہ کے مطابق چلنے کی طاقت رکھنے کا یہ معیار ہے:۔(1)اپنی صحت کا خیال رکھنے والا ہو۔(2)جماعتی اموال اور حقوق کا محافظ ہو۔(3)کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے دوسروں کے حقوق کو نقصان پہنچے۔(4)قومی جزاء اور سزا کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔

چوتھے امر کا معیار یہ ہے:۔(1)کلام الٰہی کا شوق اور ادب ہو۔(2)خدا تعالیٰ کا نام اسے ہر حالت میں مؤدب اور ساکن بنادے۔(3)دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بکلی الگ ہو۔(4) خدا کی محبت کی علامات اس کے وجود میں پائی جائیں۔

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 200 تا 208)

اولاد کی صحت،غذا اور ورزش کی طرف توجہ کرنی چاہیئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اپنی صحت کے ساتھ اپنی اولاد کی صحت کی طرف خاص طور پر توجہ کرو۔اس کے لئے بہت بڑی ضرورت ہے کہ غذا صحیح وقت پر دی جائے۔نہ تو اتنی کم دی جائے کہ پیٹ نہ بھرے اور نہ اس قدر کہ سوءِ ہضمی ہو......غذا کے بعد دوسرا امر ورزش ہے۔اس کا لحاظ رکھا جاوے تا کہ ان کا نشو ونما صحیح طور پر ہو۔اور پھر سب سے زیادہ خیالات اور افکار کی درستی ہے۔مسلمان بچوں کے اخلاق جلد بگڑ جاتے ہیں۔اس پر غذا کا بھی اثر ہوتا ہے۔بچپن سے بوٹیاں کھلانا شروع کر دیتے ہیں۔اس سے شہوات ترقی کرتی ہیں ذہن ترقی نہیں کرتا۔اس کے لئے ضرورت ہے کہ ان کی غذا میں اس امر کا لحاظ رکھا

جاوے کہ ان کو دودھ اور دودھ بھی گائے کا زیادہ دیا جاوے۔ اور نباتات کا جزو غالب ہو اس سے وسعت خیالات اور باریک بینی پیدا ہوتی ہے۔ گوشت بھی ضروری ہے مگر کم مقدار میں، زیادہ مقدار دودھ اور نباتات کی ہو۔ اس سے افکار کی درستی ہوگی۔

(انوار العلوم جلد 10 صفحہ 20)

تربیت ناراضگی سے نہیں بلکہ نگرانی سے ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اولاد کی تربیت ناراضگی سے نہیں بلکہ نگرانی سے ہوتی ہے۔

(انوار العلوم جلد 10 صفحہ 21)

بچوں کو بہادر بنانا چاہئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

ضروت اس بات کی ہے کہ ہماری اولادیں بہادر اور مضبوط دل کی ہوں۔

(انوار العلوم جلد 11 صفحہ 46)

بچوں کو غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینے دیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ بچوں کو لکھنے پڑھنے کے ساتھ تیرنا، غلیل چلانا وغیرہ بھی سکھائیں۔ زمانہ تو بندوق چلانے کا ہے مگر جب تک بندوق چلانے کے لئے نہ ملے اس وقت تک جو کچھ میسر ہو اسی سے کام لینا چاہئے۔ ہاں اپنے بچوں کو یہ ضرور بتا دینا کہ غلیل وغیرہ کسی انسان پر نہ چلائیں یہ بہت اہم بات ہے۔

(انوار العلوم جلد 12 صفحہ 603)

بچوں کی تربیت کا ملکہ عورت میں ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اصل ذمہ داری عورتوں پر بچوں کی تعلیم وتربیت کی ہے اور یہ ذمہ واری جہاد کی ذمہ واری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو قوم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور قوم ترقی کرتی ہے اگر ان کی تربیت اچھی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے۔ پس کسی قوم کی ترقی اور تباہی کا دارومدار اس قوم کی عورتوں پر ہی ہے۔ اگر آج کل کی مائیں اپنی اولادوں کی تربیت اسی طرح کرتیں جس طرح صحابیات نے کی تو کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ ان کے بچے بھی ویسے ہی قوم کے جاں نثار سپاہی ہوتے جیسے کہ صحابیات کی اولادیں تھیں۔ اگر آج بھی خدانخواستہ جماعتِ احمدیہ میں کوئی خرابی واقع ہوئی تو اس کی عورتیں ہی ذمہ وار ہوں گی۔ الغرض ماؤں کی یہ ذمہ واری اس قدر اہم ہے کہ اگر مخلص مرد چاہیں کہ وہ اپنی اولادوں کی تربیت کریں تو ان میں ایسا کرنے کی طاقت نہ ہوگی کیونکہ بچوں کی تربیت کرنے کی طاقت اور ملکہ عورت میں ہی ہے اس لئے تمہیں چاہئے کہ تم اپنی اس اہم ذمہ داری کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کردو بلکہ پوری توجہ سے اس فریضہ کو ادا کرو۔ تم میں سے کتنی ہیں جو یہ چاہتی ہیں کہ تمہارا بچہ خوبصورت ہو، تندرست ہو۔ اگر وہ بدصورت ہوتا ہے یا کالا ہوتا ہے تو تم سارے جہان کے پوڈر لگا لگا کر اس کو خوبصورت بنا کر دیکھنے کی کوشش کرتی ہو لیکن اگر تم اس کو انسانوں والی شکل دے بھی دو مگر اس کی روح انسانوں والی نہ ہو تو کیا تم اس کو دیکھ کر خوش ہوگی؟ اگر تم اپنے بچوں کی روح کی خوبصورتی کی پرواہ نہ کرو گی تو تم اس کی سخت ترین دشمن ثابت ہوگی کیونکہ تم نے ظاہری شکل تو انسان کی دی مگر اصل میں سانپ اور بچھو سے بدتر بنا دیا۔ تم نے بے شک اس کی ظاہری زیبائش اور آرائش میں کوئی کمی نہ کی مگر اس کے اندر شیطان پیدا ہو گیا۔ پس اگر آج کی عورتیں اپنے بچوں کی تربیت کا خیال چھوڑ دیں گی تو آئندہ نسل انسان نہیں بلکہ سانپ اور بچھو پیدا ہوں گے۔ تو پھر کیا تم اس وقت جب سانپ اور بچھو انسانوں کی شکل میں آجائیں ان کو دیکھ کر خوش ہوگی؟ اگر تمہارے ہی بچے تمہاری تربیت کے نتیجہ میں کسی دن نیک ہوں گے تو وہ تمہارے لئے اور تمہاری روحوں کیلئے دعائیں کریں گے ورنہ وہ تم پر لعنت کے سوا اور کیا بھیجیں گے۔ ایسی کئی مثالیں ہیں کہ

مائیں اپنے بچوں کو چوری اور ڈاکے اور جھوٹ کی عادتیں ڈالتی ہیں۔مثلاً ایک بچہ کو چوری کی عادت تھی وہ باہر سے یا سکول سے چیزیں چُرا چُرا کر گھر لاتا اور ماں اس سے وہ چیزیں لے لیتی۔ایسی ہی باتوں کے نتیجہ میں وہ پکا چور اور قاتل بن گیا۔اسے پھانسی کی سزا ملی جیسا کہ قاعدہ ہے اس لڑکے سے بھی پھانسی دیئے جانے سے قبل پوچھا گیا کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے میری ماں سے ملا دو۔جب اس کی ماں آئی تو اس نے اس کے کان میں بات کہنے کے بہانے پر اس کے کان کو دانتوں سے کاٹ ڈالا۔لڑکے نے اس فعل کی وجہ دریافت کئے جانے پر بتلایا کہ اگر یہ میری ماں نہ ہوتی تو آج میں پھانسی نہ چڑھتا۔اس نے ہی مجھے انسان سے شیطان بنایا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ عملی طور پر ہی بدیاں اور بری باتیں مائیں اپنے بچوں کو سکھائیں بلکہ بے پروائی اور بے توجہی سے جو بدیاں بچے میں پیدا ہو جائیں یا جو بُری عادتیں وہ سیکھ لیتا ہے اس کی ذمہ داری بھی عورتوں پر ہی آتی ہے۔تم میں سے بہت ہیں جو یہ کہیں گی کہ میرا بچہ بے شک کلمہ نہ پڑھے لیکن زندہ رہے لیکن تم میں سے کتنی ہیں جو یہ کہیں کہ میرا بچہ کلمہ پڑھ لے پھر بے شک مر جائے۔ایک عورت اپنے بیمار بچہ کو لیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہنے لگی میرا بچہ عیسائی ہو گیا ہے آپ اس کا علاج کریں لیکن جو بات وہ اصرار کے ساتھ کہتی تھی وہ یہ تھی کہ آپ اس سے ایک دفعہ کلمہ پڑھوا دیں پھر بے شک یہ مر جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کو چونکہ وہ بیمار تھا حضرت خلیفہ اوّل کے پاس بھیجا تا آپ اس کی بیماری کا علاج بھی کریں اور کچھ (دعوت الی اللہ) بھی کریں لیکن وہ لڑکا بھی بڑا پختہ تھا، وہ کلمہ پڑھنے سے بچنے کی خاطر ایک رات بھاگ کر چلا گیا۔رات کو ہی اس کی ماں کو بھی پتہ چل گیا وہ بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑی اور بٹالہ کے نزدیک سے اسے پکڑ کر پھر واپس لائی۔آخر خدا نے اس کی سنی اس کا بیٹا ایمان لے آیا۔بعد میں گو وہ فوت بھی جلد ہو گیا مگر اس عورت نے کہا اَب میرے دل کو ٹھنڈک پڑ گئی ہے موت سے پہلے اس نے کلمہ تو پڑھ لیا ہے۔یہ ہوتی ہے صحیح تربیت اور یہ ہوتی ہے وہ روح جو اسلام عورت میں پھونکنا چاہتا ہے۔اس قسم کی تربیت کرنے والی عورتیں جو اپنے بچوں کو نیک اور تربیت یافتہ دیکھنا پسند کرتی ہیں، وہ اپنے لئے ہی نہیں بلکہ ساری قوم کیلئے فائدہ مند ہوتی ہیں۔وہ ساری قوم کو زندہ کرنے والی ہوتی ہیں۔امام بخاریؒ بہت بڑے آدمی تھے، ان کے بڑے آدمی ہونے میں ان کی ماں کا بہت بڑا حصہ

تھا۔تو کیا تم سمجھتی ہو کہ ایسی ماں سے فائدہ اُٹھانے والے کا ثواب اُن کی ماں کو نہ ملتا تھا؟ نہیں امام بخاریؒ کی نیکیوں کے ثواب میں ان کی ماں بہت حد تک حصہ دار تھیں۔اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہؒ کی والدہ تم نہیں کہہ سکتیں کہ معمولی عورت تھیں۔وہ ہرگز معمولی عورت نہ تھیں۔کیا ابوحنیفہؒ کو بنانے والی معمولی عورت ہو سکتی ہے؟ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی انسان کسی بڑے درجے کو پہنچے گا تو اس کے ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کو اس کے ساتھ رکھا جائے گا اور وہ بھی اس کے ثواب کے مستحق ہوں گے۔مؤمن کے بنانے میں اس کے ماں باپ کا حصہ ہوتا ہے۔ایک ہندو ماں کا یا ایک عیسائی ماں کا بچہ اگر مسلمان ہو جائے گا تو یہ مت خیال کرو کہ اس کی ماں کو ثواب نہ ملا ہو گا۔اگرچہ اس کی ماں پوری طرح نہ بخشی جائے لیکن پھر بھی اس کے گناہوں میں کمی ہوگی۔تم میں سے اکثر جہاد کی خواہش مند ہیں لیکن آؤ میں تمہیں بتلا دوں کہ یہ جہاد ہی ہے اگر تم اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرو گی اور ان کو نیک بناؤ گی۔تم اَور حکومتوں میں تو کہہ سکتی ہو کہ اگر ہم بچوں کی خدمت میں لگی رہیں گی تو ہم تاجر کیسے بنیں گی، اگر ان کی تربیت میں ہی لگی رہیں تو وزیر، وکیل اور جرنیل وغیرہ کیسے بنیں گی اور دنیا میں امن قائم نہیں کر سکتیں لیکن تم اسلام میں رہ کر یہ نہیں کہہ سکتیں۔بے شک تم کو عیسائی قوم اس کا جواب نہیں دے سکتی لیکن اسلام نے تو تمہارا یہ اعتراض دور کر دیا۔اسلام کہتا ہے کہ اگر تمہارا بیٹا جرنیل بنے گا اور وزارت کے کام کر کے دنیا میں امن قائم کرے گا تو اس کا ثواب بھی تم کو ملے گا کیونکہ یہ تم ہی تھیں جس نے ایسا بیٹا بنایا جس نے دنیا میں کارہائے نمایاں کئے۔غرض جس جنت کا تمہارا بیٹا وارث ہوگا اسی جنت کی اسلام نے تم کو حقدار ٹھہرایا ہے۔پس تمہاری تمام تر کامیابی کا انحصار تمہاری اولاد کی تربیت پر ہی ہے۔تم نماز و روزہ اور صدقہ وخیرات کی پابند رہو اگر تم اِن باتوں پر کاربند نہ ہو گی تو تمہاری اولادیں کس طرح احکامِ شریعت کی پابند ہوں گی۔تم اپنے نیک نمونہ سے ہی ایک حد تک اپنی اولاد کی تربیت کر سکتی ہو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ انسان جو نمونہ دکھاتا ہے اردگرد کے لوگ اس کا نمونہ قبول کرتے ہیں اور بچہ میں تو نقل کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔اگر مائیں اپنی اولادوں کیلئے نیک نمونہ نہیں بنتیں تو یقیناً ان کی اولادوں کی تربیت اچھی طرح ہونا ناممکن ہے۔پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے علم کی شرط مرد اور عورت کیلئے برابر رکھی ہے۔وہ تعلیم جو دنیا کی اغراض کیلئے حاصل کی جاتی ہے اس کا ثواب نہیں ملتا۔خدا تعالیٰ ان نیکیوں کا بدلہ دیتا ہے جن کا بدلہ اس دنیا میں نہیں ملتا۔مرد

بے شک اکثر دنیا کے اغراض کیلئے تعلیم حاصل کرتے ہیں مگر ایسی تعلیم کا ان کو کوئی ثواب نہیں ملتا۔ ہاں عورتوں کیلئے تعلیم مکمل کر کے ثواب حاصل کرنے کا زرّیں موقع ہے کیونکہ عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے میں دنیاوی غرض کوئی نہیں بلکہ تعلیم کی غرض محض تعلیم ہی ہے اس لئے عورتیں تعلیم حاصل کر کے ثواب حاصل کر سکتی ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تم روزے رکھتے ہو، تم نمازیں پڑھتے ہو لیکن اس دنیا میں تمہیں اس کا بدلہ نہیں ملتا اس لئے میں آخرت میں تم کو اس کا بدلہ دوں گا۔ تم اپنے لڑکوں کو تعلیم دلواتے ہو، وہ پڑھ کر نوکر ہوتے ہیں تمہیں کھلاتے ہیں، پہناتے ہیں تو تم نے ان کو تعلیم دلوانے کا بدلہ پا لیا لیکن جو لڑکی کی تعلیم پر تم خرچ کرتی ہو اس کا ثواب تمہیں اس دنیا میں نہیں ملتا اس کیلئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کو اعلیٰ تعلیم دلواتا ہے اور ان کی اچھی تربیت کرتا ہے تو وہ جنت میں جائے گا تو لڑکیوں کی تعلیم کیلئے جنت کا وعدہ ہے مگر لڑکوں کیلئے نہیں۔ یہ تربیت کا کام معمولی نہیں۔ تمہیں خود علم ہو گا تو دوسروں کو علم سکھاؤ گی اس لئے تم پہلے خود تعلیم حاصل کرو تا اپنی اولادوں کی صحیح معنوں میں تربیت کر سکو تم لوگوں کا فرض ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے اپنی تعلیم و تربیت کا خیال کرو۔ اگر اپنی تعلیم کی طرف توجہ نہ کرو گی تو قوم درست نہیں ہو گی۔ اور یقیناً سلسلہ کی جو خدمت تمہارے ذریعہ ہو سکتی ہے اور جو معمولی خدمت نہیں وہ تم سے بالکل نہیں ہو سکے گی۔ یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ اسلام اور سلسلہ کی جو خدمت تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر کے کر سکتی ہو وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ تم کوشش کر کے ان کی بچپن سے ہی اس رنگ میں تربیت کرو تا ان کی جانیں سلسلہ کی خدمت کیلئے تیار ہوں۔ تم ان کو بچپن ہی سے یہ تعلیم دو کہ وہ سچائی پر عامل ہوں، وہ جھوٹ نہ بولیں کیونکہ اگر تمہارا بچہ جھوٹ بولتا ہے تو وہ تم کو بھی بدنام کرتا ہے اور خدا کو بھی ناراض کرتا ہے۔ تم ان کو یہ تعلیم دو کہ تمہاری جانیں سلسلہ کیلئے ہیں کیونکہ جانی قربانی کرتے وقت سب سے پہلے جوان کے دل میں جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ہمارے پیچھے ہماری ماؤں کا اور ہماری بیویوں کا کیا حال ہو گا۔ اگر تم ہی ان کو یہ کہہ دو کہ ہم تب ہی خوش ہوں گی جب تم یا تو فتح پا کر آؤ یا وہاں ہی مارے جاؤ تو پھر ان کے بوجھ ہلکے ہو جائیں گے اور قربانیاں کرنے کے میدان میں وہ دلیر اور چُست گام ہو جائیں گے۔ وہ اپنی زندگیاں قربان کرنے میں ذرہ بھی لرزہ نہ کھائیں گے۔ صحابہؓ نے فتوحات پر فتوحات حاصل کیں لیکن کیوں؟ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ ہماری موت ہماری ماؤں کو کوئی صدمہ نہیں

پہنچائے گی، وہ جانتے تھے کہ ہماری موت ہماری بیویوں کو کوئی صدمہ نہیں پہنچائے گی بلکہ ان کیلئے فرحت وخوشی کا موجب ہوگی۔اس لئے وہ نڈر ہو کر نکلتے تھے اور فتح حاصل کر کے آتے تھے۔جنگِ اُحد کے موقع پر ایک عورت نے اپنی قوتِ ایمان کا وہ مظاہرہ کیا کہ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اِس جنگ کے موقع پر مشہور ہوگیا کہ رسولِ کریم ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔عورتیں بیتاب ہو کر میدانِ جنگ کی طرف بھاگ نکلیں۔ایک عورت نے آگے بڑھ کر پوچھا تو ایک سپاہی نے جواب دیا اے عورت! تیرا خاوند شہید ہو گیا لیکن اس عورت نے کہا مَیں تو رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھتی ہوں تم مجھے ان کا حال بتاؤ لیکن پھر اس آدمی نے کہا کہ تمہارا باپ مارا گیا۔اس عورت نے پھر بھی پرواہ نہ کی اور پوچھا کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر دو لیکن اس سپاہی نے اس کے کرب و بیقراری کا صحیح علم نہ رکھتے ہوئے اس کے بھائی کے متعلق کہا کہ وہ بھی مارا گیا ہے لیکن پھر اس عورت نے غصہ کے ساتھ بڑے زور سے پوچھا کہ مَیں تو رسول کریم ﷺ کا حال تم سے پوچھ رہی ہوں اپنے باپ یا بھائی یا خاوند کا نہیں پوچھ رہی۔تو پھر سپاہی نے جواب دیا کہ رسول اللہ تو خیریت سے ہیں۔ یہ خبر پا کر اس عورت کے دل میں خوشی اور اطمینان کی لہر دَوڑ گئی اور بے اختیار کہنے لگی اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اللہ تعالیٰ کا رسول خیریت سے ہے۔ دوسرے مارے گئے تو کوئی پرواہ نہیں۔ پس سوچو کہ اس عورت کے بھائی، باپ اور خاوند کیوں میدانِ جنگ میں گئے اس لئے کہ اس کا خاوند جانتا تھا کہ اگر مَیں مارا گیا تو میری بیوی کو میری وفات کا کوئی صدمہ نہ ہوگا۔اس کے بھائی یہ سمجھتے تھے کہ ہماری بہن ہماری شکست پر زندہ درگور ہوگی۔مگر تمہارے بچوں کے دل کیوں ڈرتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ہماری ماں جاتے وقت روتی ہے۔اس طرح وہ بُزدل ہو جاتے ہیں۔پس تم اسلام کی ایک عظیم الشان خدمت کر سکتی ہو اگر تم اپنے بیٹوں کو ابوبکرؓ یا عمرؓ بنا دو گی۔اور یقیناً جو مقام تمہارے بیٹے کو ملے گا وہی تمہیں ملے گا۔

(انوار العلوم جلد 15 صفحہ 28 تا 33)

مبارک ہیں وہ بچے جن کا خدا سے تعلق ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں اور مکانوں کا حقیقی مدعا کیا ہے؟ وہی بچے انسان کیلئے برکت کا موجب ہو سکتے ہیں جن کا

خدا سے تعلق ہو اور وہی مکان انسان کیلئے برکت کا موجب ہو سکتے ہیں جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہو مگر یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔

(انوار العلوم جلد 19 صفحہ 437)

والدین اولاد کو اخلاق اور دین سے آراستہ کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

قرآن کریم کہتا ہے کہ بچوں کی تربیت کے ذمہ وار باپ ہیں اور اس میں اس نے عورتوں کو بھی شامل کیا ہے...... قیامت کے دن اس سے یہ بھی سوال کیا جائے گا کہ کیا اس نے اپنی اولاد کو بھی دیندار بنایا ہے؟ کیا انہیں سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالی ہے؟ اگر نہیں تو خدا تعالیٰ اسے کہے گا کہ تم مجرم ہو۔ میں نے تمہیں صرف یہ نہیں کہا تھا کہ تم یہ کام کرو بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تم یہ کام اپنی اولاد سے بھی کراؤ۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم سچ بولو بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تم اپنی اولاد کو بھی سچ بولنے کی عادت ڈالو۔ میں نے صرف یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود نمازیں پڑھو اور روزے رکھو بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تمہارا کوئی بیٹا ہے یا بیٹی ہے تو اسے بھی ان کاموں کی عادت ڈالو۔ میں نے تمہیں یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود جماعتی کاموں میں حصہ لو بلکہ میں نے تم سے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ اپنی اولاد کو بھی جماعتی کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالو۔ اسی طرح مرد سے بھی یہ سوال کیا جائے گا۔ غرض یہ چیز کافی نہیں کہ تم خود اخلاص دکھاؤ بلکہ ضروری ہے کہ تم اپنی اولاد میں بھی اخلاص کا مادہ پیدا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہاری اپنی قربانی کافی نہیں ہو سکتی...... فرد مرتا ہے لیکن جماعتیں نہیں مرتیں...... ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے بیٹے کو مسلمان بنا کر جائے...... پس یہ کافی نہیں کہ تم صرف اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرو بلکہ ضروری ہے کہ...... تم اپنی اولادوں کی بھی اصلاح کرو۔ اگر تم اپنی اولاد کے اندر دینی جذبہ پیدا نہیں کرتے اور مخلص احمدی بنا کر نہیں جاتے تو تمہاری زندگی یقیناً فردی زندگی ہے تمہاری زندگی جماعتی زندگی نہیں...... اسلام اگر دائمی طور پر زندہ رہے گا تو اسی طرح کہ تم اپنی اولادوں کو دیندار بناؤ...... جو شخص اپنی اولاد کی اصلاح نہیں کرتا، اسے پکا مسلمان نہیں بناتا، وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو کم کر دیتا ہے اور یہ کتنی بڑی بدبختی ہے۔ پس تم نہ صرف

اپنے اندر ایک نیک تغیر پیدا کرو بلکہ اپنی اولاد کے اندر بھی دینی جذبہ پیدا کرو۔

(انوارالعلوم جلد 21 صفحہ 107 تا 109)

بچوں میں دینی کاموں کی عادت پیدا کریں

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

جب نماز کے لئے جاؤ تو بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤ...... بچوں کی تربیت ہونی چاہئے اگر بچہ چار پانچ سال کا ہے تو اس کے اندر دینی کاموں میں حصہ لینے کی عادت پیدا کرو اور سات سال کے بچے کو تو باقاعدہ نماز پڑھانی چاہئے اور دس سال کی عمر میں اسے نماز میں باقاعدہ ہونا چاہئے کہ اگر وہ نماز نہ پڑھے تو ایک حد تک اسے مار پیٹ بھی جائز ہے۔ بہرحال جب بچہ چھ سات سال کا ہو جائے اسے نماز پڑھانی چ چاہئے اور دینی کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالنی چاہئے اگر اسے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تو نہ آئے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کے دائیں کان میں (نداء) دو اور اس کے بائیں کان میں تکبیر کہو تو کیا وہ تمہاری (نداء) اور تکبیر کو سمجھتا ہے؟ محمد رسول ﷺ نے اس کے لئے یہی سبق دیا ہے کہ تم بچے کی تربیت اس کے پیدائش کے وقت سے ہی شروع کر دو۔ جب آپ بچے کی پیدائش کے وقت سے اسکی تربیت کا حکم صادر فرماتے ہیں تو چھ سات سال کی عمر والا کچھ کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ جب بچہ چھ سات سال کا ہو جائے تو اسے نمازوں میں ساتھ لاؤ۔ اسے آیات قرآنیہ یاد کراؤ اچھی اچھی نظمیں یاد کراؤ۔ جب آٹھ سال کا ہو جائے تو اس کی اس طرح تربیت کرو کہ وہ دینی کاموں پر آمادہ ہو جائے۔ اسی طرح ماؤں کا بھی فرض ہے کہ اگر باپ سارا دن دفتر میں رہتا ہے یا کہیں باہر گیا ہوا ہے تو اس کی غیر حاضری میں عورت کا فرض ہے کہ وہ بچے کو نمازیں پڑھائے۔ جب وہ نماز پڑھنے لگے تو بچے کو بھی ساتھ کھڑا کرے یا اسے اپنی نگرانی میں نماز پڑھوائے۔ کیونکہ بعض اوقات شرعی طور پر اسے نماز پڑھنا جائز نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ خود نماز نہیں پڑھتی تو بچے کو تو اپنی نگرانی میں نماز پڑھوا سکتی ہے۔ نماز کا جب وقت آئے اسے چاہئے کہ بچے کو کھڑا کر کے نماز پڑھوائے اور پھر جب مرد گھر آ جائے تو وہ یہ کام کرے۔ گویا جب مرد گھر پر ہو تو یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو دینی کاموں کی عادت ڈالے اور اگر مرد گھر نہیں ہے تو عورت اپنے بچوں سے

دینی کام کروائے۔غرض آپ لوگ اپنی اولاد کی اس رنگ میں تربیت کریں اور اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کریں کہ تمہاری شکلوں کو دیکھ کر ہر شخص یہ سمجھ سکے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے احیاءِ دین کا ذریعہ جماعت احمدیہ کو بنایا ہے۔

(انوارالعلوم جلد 21 صفحہ 109-110)

عورت قوم کے مستقبل کی معمار ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

ماں کی تربیت ایک نہایت اہم چیز ہے۔مرد کا کام موجودہ زمانہ کی اصلاح کرنا ہے عورت کا کام آئندہ زمانہ کی اصلاح کرنا ہے۔یہ صاف ظاہر ہے کہ اِن دونوں میں کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔بے شک موجودہ کام مرد کرتے ہیں لیکن آئندہ دَور کی تعمیر عورتیں کرتی ہیں۔اگر عورتوں نے آئندہ نسل کی صحیح تربیت نہیں کی ہوگی اور ایسے قائمقام پیدا نہیں کئے ہونگے جو دین اور تقویٰ سے متاثر ہوں تو مردوں کی تمام کوششیں اکارت چلی جائیں گی۔پس عورت کی ذمہ داری مرد سے کم نہیں......اگر عورتیں اپنی ذمہ داری نہ سمجھیں تو آئندہ نسل کی صحیح تربیت نہیں ہوسکتی۔اور جب تک آئندہ نسل کی صحیح تربیت نہ ہو اُس وقت تک قومی ترقی نہیں ہوسکتی۔اگر تابعین کی نسل کی صحیح طور پر نگرانی کی جاتی تو یزید کہاں سے پیدا ہوتا۔یزید اِسی وجہ سے پیدا ہوا کہ عورتوں نے کہا کہ ہمارا کام ختم ہوگیا ہے۔جب اُنہوں نے تربیت کی تو صحابہؓ جیسے نیک لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو بے انتہا فائدہ پہنچایا اور جب اُنہوں نے توجہ ہٹالی تو وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو بے انتہا نقصان پہنچایا۔جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپؐ کی قوتِ قدسیہ سے اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور لاکھوں نیک لوگ پیدا کئے لیکن دوسرے ابوبکرؓ پیدا کرنا عورت کا کام تھا کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر انسان تھے اور انہوں نے ایک دن فوت ہوجانا تھا۔پس پہلا ابوبکرؓ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا لیکن دوسرا ابوبکرؓ ایک عورت ہی پیدا کرسکتی تھی۔پہلا عمرؓ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا لیکن دوسرا عمرؓ ایک عورت ہی پیدا کرسکتی تھی۔پہلا عثمانؓ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا لیکن دوسرا

عثمانؓ ایک عورت ہی پیدا کر سکتی تھی۔ پہلا علیؓ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا لیکن دوسرا علیؓ تو ایک عورت ہی پیدا کر سکتی تھی۔ اور جب انہوں نے پیدا نہ کیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ تباہی آ گئی۔ عدل جاتا رہا، انصاف قائم نہ رہا اور چاروں طرف ظلم ہی ظلم ہونے لگا۔ آخر مسلمانوں کی اگلی نسل کیوں بگڑی؟ کیا ان کے بگاڑنے کیلئے جہنم سے شیطان آئے تھے؟ وہ اس لئے بگڑے کہ عورتوں نے اپنی ذمہ داری نہ سمجھی اور انہوں نے اپنی اولاد کو ایسی تعلیم نہ دی جس کے ماتحت وہ اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوتے۔

(انوار العلوم جلد 22 صفحہ 13 تا 15)

بچپن سے اولاد کی تربیت کرنے کے نتیجے میں اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

مجھے افسوس ہے کہ بعض افراد کے دل میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہے۔ بچوں کی بڑے ہو کر خود بخود اصلاح ہو جائے گی ان کا بچہ اگر کوئی غلطی کرتا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ خیر بچہ ہے بڑا ہو کر سمجھ جائے گا۔ یہ ایک ایسا ناقص اور پاجی خیال ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی غلط خیال نہیں ہو سکتا اور پھر یہ خیال ان کے دل میں ایسی جڑھ پکڑ گیا ہے کہ نکلنے میں نہیں آتا میں پوچھتا ہوں کہ کیا رسول کریم ﷺ سے بڑھ کر ہمیں اپنی اولاد پیاری ہو سکتی ہے۔ آپ کی نرینہ اولاد نہ تھی اور یہ ایک طبعی امر ہے کہ جب کسی کی اپنی نرینہ اولاد نہ ہو تو اس کو اپنے نواسوں سے بہت محبت ہوتی ہے۔ پس ایک تو آنحضرت ﷺ کی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے طبعاً آپ کو اپنے نواسے بہت پیارے تھے دوسرے اس لئے بھی کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھے جو آپ ﷺ کو بہت پیاری تھیں ...... مگر باوجود اس محبت کے آنحضرت ﷺ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ انہیں بچپن میں آداب سکھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ جب بڑے ہونگے تو خود ان کی اصلاح ہو جائیگی بلکہ بچپن میں اس بات کا خیال رکھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپؐ کے پاس صدقہ کی کچھ کھجوریں آئیں۔ ان میں سے ایک کھجور امام حسینؓ نے اٹھا کر منہ میں ڈال لی آپؐ نے یہ دیکھ کر خاموشی اختیار نہ کی اور صرف اتنا ہی نہ کیا کہ کھجور ان کے منہ سے نکلوا دی بلکہ ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے چھوٹے چھوٹے ذرات بھی نکال دیئے میں سمجھتا ہوں

آج اگر کوئی شخص ایسا معاملہ اپنے بچے سے کرے تو کئی لوگ ہونگے جو کہہ دیں گے جی بچہ تھا ایک کھجور منہ میں ڈال لی تو کیا حرج ہو گیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے نواسے کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے ذرے نکالے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین روتے اور ضد کرتے ہونگے مگر آپ ﷺ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے ذرات تک نکال ڈالے۔ اور یہ تھپڑ مارنے سے کم نہیں ہے۔ پھر ان کی اسی عمر کا واقعہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آگے سے کھانا نہیں کھا رہے تھے۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا اپنے آگے سے لو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَ مِمَّا یَلِیْکَ یہ اڑھائی برس کی عمر کی تربیت کا واقعہ ہے جس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ کس عمر سے بچے کی تربیت کا زمانہ شروع ہوتا ہے جب آنحضرت ﷺ نے اڑھائی برس کی عمر میں اپنے نواسے کی تربیت کی ہے اور اس کی حرکات کی نگرانی کی ہے تو کیا ہمارے نرالے بچے ہیں کہ ان کی نگرانی نہ کی جائے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے کہ بچہ ہے ناسمجھ ہے بڑا ہو کر سمجھ جائے گا۔ اگر یہ عمر سمجھنے کی نہ ہوتی تو آنحضرت ﷺ بھی اپنے نواسے کے متعلق ایسا ہی کہہ دیتے۔ مگر آپؐ نے اس کو ٹوکا اور اس کی حرکت کو نظر انداز نہیں کیا۔ یہ کہہ دینے کے کہ بچہ بڑا ہو کر خود سمجھ جائے گا، یہ معانی ہیں کہ اس بہانہ سے ہم اپنی اولاد کی تربیت اور اس کے اخلاق کی نگرانی نہیں کرنا چاہتے۔ اور اس بات کو اپنی بے جا محبت کی وجہ سے اس کے لئے تکلیف دہ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی کوئی قوم بھی اگر اپنی اولاد کی تربیت اور اخلاق کی درستی کا خیال نہیں رکھتی تو وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ یورپ کے لوگوں نے اس گر کو خوب سمجھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر ہم اولاد کی تربیت اور اخلاق کی نگرانی نہ کریں گے تو ہماری قومی زندگی اور قومی ترقی بحال نہیں رہ سکتی۔ ان کے چھوٹے بچے ماؤں کے ساتھ گرجوں میں جاتے ہیں لیکن کیا مجال کہ وہ وہاں اونچی آواز نکالیں۔ عبادت گاہوں کا ایسا احترام ان کے دلوں میں بٹھایا ہوتا ہے کہ وہ ذرا شور و غل نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی بچہ شور کرے تو ماں باپ فوراً اسے وہاں سے لے جاتے اور اس طرح تنبیہ کرتے ہیں کہ پھر وہ شور نہ کرے مگر یہاں کئی لوگ ہیں جو بچوں کو (بیوت الذکر) میں لے آتے ہیں اور بچے دوران نماز شور مچاتے رہتے ہیں...... جب تک بچپن میں تربیت کامل نہ ہو آئندہ نسل اخلاق فاضلہ نہیں سیکھ سکتی اور نہ وہ دین اسلام اور احمدیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ بچوں کو بچپن میں ہی خدا کے متعلق رسول کریم ﷺ

کے متعلق، حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ وقت کے متعلق کچھ کچھ واقفیت کرانی چاہئے۔سلسلہ کے نظام کا مختصر سا نقشہ ان کے ذہنوں میں قائم کرنا چاہئے۔ یہ مت سمجھو کہ بچے سمجھتے نہیں۔ وہ بات کو خوب سمجھتے ہیں ...... یہ بات صحیح نہیں کہ بچہ سمجھ نہیں سکتا جس قسم کی بات بچے کے کان میں ڈالی جائے وہ اپنی استعداد کے مطابق سمجھ سکتا اور سیکھ سکتا ہے۔ اگر اس کے ذہن میں دین کی، سلسلہ کی مختصر باتیں ڈالی جائیں تو بچہ ان کو اپنے ذہن میں قائم رکھ سکتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم اگر بچپن میں بچے کی تربیت نہیں کرتے صرف اس خیال سے کہ تم نیک ہو اور وہ بھی نیک ہو جائیں گے۔ تو اس طرح تم اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنے اہل کے ذمہ دار ہو۔ اور آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کہ ہر ایک تم میں سے راعی اور بادشاہ ہے اور وہ اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ بچپن میں تربیت صحیح کے بغیر بڑے ہو کر ان کی اصلاح کی امید رکھنا سخت غلطی ہے۔ دین کی درستی اور اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ظاہری اخلاق درست ہوں۔ اگر بچپن میں ان کے دل میں مقامات مقدسہ کا احترام نہیں اور وہ ایسے مقامات پر شور اور شر کرتے ہیں۔ اور ماں باپ ان کو ایسی حرکت سے نہیں روکتے تو وہ اس بات کے لئے ان کو تیار کر رہے ہیں کہ بڑے ہو کر دینی امور میں وہ تمسخر اور استہزاء سے کام لیں اور ان کے دلوں میں شعائر دین کی کچھ عزت و وقعت نہ رہے پس میں آپ کو اس قسم کی تربیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں تاکہ دشمن بھی یہ سمجھے کہ یہ قوم ایسے اعلیٰ اخلاق کو پہنچ گئی ہے کہ کبھی ہلاک نہیں ہو سکتی ...... پس اگر کوئی سچی محبت خدا اور رسولؐ سے رکھتا، اور اگر اس کو اسلام اور سلسلہ احمدیہ سے بلکہ اگر اس کو انسانیت سے بھی کچھ انس ہے تو بچپن میں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرے۔ جہاں آپ اپنے نفسوں کو لالچ، طمع، حرص، چوری اور جھوٹ جیسی بداخلاقیوں سے بچاؤ وہاں بچوں کو بھی ان کا عادی نہ ہونے دو اور ان کی پوری پوری نگرانی کرو دین کی اور سلسلہ کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کرو ان سے بے جا محبت کر کے اعلیٰ اخلاق کے سیکھنے سے ان کو محروم نہ رکھو تا دوسروں کے لئے نمونہ بنیں بلکہ دنیا میں ایک بڑی قوم اور نسل بنیں۔

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 85 تا 89)

اپنی اولاد میں انسانیت پیدا کرو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

عام طور پر انسان اولاد کو خوب کھلاتا پلاتا اور اس کی خاطر کرتا ہے۔ جتنی زیادہ ناجائز محبت کرنے والے ماں باپ ہوتے ہیں، اتنی ہی زیادہ انہیں یہ فکر ہوتی ہے کہ ان کے بچے خوب کھائیں پئیں۔ مگر یہ حیوانوں والی زندگی ہوتی ہے اس طرح وہ گویا اولاد نہیں پالتے بلکہ دنبہ پالتے ہیں۔ کیونکہ دنبہ کے لئے صرف کھانے پینے اور رہائش ہی کی فکر کرنی پڑتی ہے اور بہت سے لوگ اپنی اولاد کی بھی اتنی ہی فکر کرتے ہیں کہ اسے اچھا کھلائیں، اچھا پلائیں، اچھی رہائش ہو، اچھا کپڑا پہنائیں ......پس اگر تم بھی چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض تم پر اور تمہاری اولاد پر ہمیشہ نازل ہوتے رہیں تو اپنی اولاد کو دنبہ کی طرح نہ پالو بلکہ اس کی روحانی اصلاح کی فکر کرو۔ خدا تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ اس میں پیدا کرو اگر تم اولاد کی اصلاح کی طرف اس طرح توجہ کرو گے اور حیوانوں کی طرح اس کی پرورش نہ کرو گے بلکہ انسانوں کی طرح کرو گے تو انسانیت اس میں مذہب کے طور پر قائم ہو جائیگی اور جب یہ قائم ہو جائیگی تو خدا تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہونگے۔

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 114-116)

حضرت ابراہیمؑ کی طرح اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے اپنی اولاد کی قربانی کرتا ہے تو وہ عرفان کا دودھ اپنی ایک نسل کے لئے محفوظ کر دیتا ہے اور جب اس کی نسل کو عرفان ملتا ہے اور وہ بھی اپنی اولاد کی قربانی کرتی ہے تو عرفان کا دودھ اگلی نسل میں منتقل ہو جاتا ہے......پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ ہمیں یہ نسخہ بتایا ہے کہ جب تمہیں خدا ملے......تو اس کی رحمت اور برکت کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی

اولادوں کو قربان کردو......غرض جب تک نسلیں اپنی اولاد کی قربانی کرتی رہیں گی، دین اور عرفان ان میں محفوظ رہے گا۔ یہ اولاد کی قربانی دوطرح کی ہوتی ہے ظاہری رنگ میں تو اس طرح کہ اپنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی جائے۔ان میں دین کی محبت اور رغبت پیدا کی جائے اور انہیں علم دین سے واقف کیا جائے۔مگر اس کے علاوہ اولاد کی ایک خاص قربانی بھی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کردے۔

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 252)

نیک اولاد کے حصول کے لئے نکاح کرو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

نکاح اس نیت سے کرو کہ تقویٰ حاصل کرو۔اولاد......اللہ کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہو اور یہ موقوف ہے اس پر کہ بچوں کی تربیت عمدہ ہو۔اس کا انحصار بیویوں کی دینی تعلیم پر ہے۔پس ہر مرد نہ صرف خود قرآن مجید باترجمہ پڑھے، دین سیکھے، بلکہ اپنی بیوی کو بھی سکھائے۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 1)

انسان دیکھے کہ وہ کیسی اولاد چھوڑ کر جا رہا ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

احادیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر دن اور رات کے وقت فرشتے آتے ہیں اور آواز دیتے ہیں: لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ بچے جنو تا ایک دن جا کر مریں۔مکان بناؤ تا ایک دن گرے...... يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور چاہئے کہ ہر جان اس بات پر غور کرے کہ کل کے لئے اس نے کیا چھوڑا ہے مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آئندہ زمانہ کے لئے کیا چھوڑا ہے یعنی اولاد وغیرہ......اگر اس کی اولاد دیندار ہوگی، متقی ہوگی، ان میں صلاحیت ہوگی، قربانی اور ایثار کا مادہ ہو گا، اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتی ہوگی تو سمجھ لینا چاہئے کہ کہ اس کی اگلی دنیا اچھی ہے اور اگر اس کی

اولاد ایسی نہیں......تو یہ اس کے لئے بھی اور اس کی اولاد کے لئے بھی بلکہ دنیا کے لئے بھی برا ہو گا......اس نقطہ نگاہ سے اولاد کی تربیت کی جائے تو دنیا کا مستقبل ایک حد تک خوش کن ہوسکتا ہے اور اگر اس نقطہ نگاہ سے اولاد کی تربیت نہیں کی جاتی تو دنیا کا مستقبل خوش کن نہیں ہوسکتا۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 636-637)

اولاد سے محبت امانت سمجھ کر کرو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

دنیا......اولاد کی محبت امانت سمجھ کر کرے کہ وہ قربانی کے بکرے ہیں جو تیار کئے گئے ہیں......اس نقطہ نگاہ سے اگر اولاد کی تربیت کی جائے اور اولاد پیدا کی جائے تو یقیناً دین کی ترقی کا موجب ہوگی اور اگر اس طرح تربیت نہیں کی جاتی تو پھر کچھ بھی نہیں۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 638)

بچوں کی تربیت میں اعتدال سے کام لیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

گھر کی بھی ایک سیاست ہے۔ چنانچہ باپ کے متعلق اولاد ہے خاوند کے متعلق بیوی ہے اسے چاہئے کہ نہ تو وہ ان کو اس طرح چھوڑ دے کہ وہ کسی کام کے ہی نہ رہیں اور نہ ان سے اتنا کام لے کہ وہ چڑ رہو جائیں۔ مثلاً بچوں کو پڑھنے پر اتنا مجبور کرے جس سے ان کے دماغ کند ہو جائیں اور وہ آئندہ علمی ترقی سے محروم رہ جائیں۔

(خطبات محمود جلد 5 صفحہ 425)

والدین وقف بچوں کو قرآن حفظ کروائیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

جو لوگ اپنے بچوں کو وقف کرنا چاہیں وہ پہلے قرآن کریم حفظ کرائیں کیونکہ (مربی) کے لئے حافظ قرآن ہونا نہایت مفید ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر بچوں کو قرآن حفظ کرانا چاہیں تو

تعلیم میں حرج ہوتا ہے لیکن جب بچوں کو دین کے لئے وقف کرنا ہے تو کیوں نہ دین کے لئے جو مفید ترین چیز ہے وہ سکھالی جائے۔ جب قرآن کریم حفظ ہو جائے گا تو اور تعلیم بھی ہو سکے گی۔

(خطبات محمود جلد 5 صفحہ 674)

دنیا کے کاموں میں چھٹی ہے دین کے کاموں میں نہیں

حضرت مصلح موعود مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو چھٹیوں پر جانے سے قبل نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تمہیں چھٹی مدرسہ احمدیہ یا تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جو پڑھائی ہوتی ہے اس سے ملتی ہے لیکن اسلام جو محمد رسول اللہ ﷺ کا مدرسہ ہے اس کے احکام سے چھٹی نہیں ملتی اس مدرسہ کے بانی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور اس میں نئے سرے سے اصلاح کرنے والے اور ان سقموں کو دور کرنے والے جو مدرسین کے ذریعے پیدا ہو گئے اور اس کے طالب علموں میں جو نقائص آ گئے تھے، حضرت مسیح موعودؑ ہیں......پس اس مدرسے کے قانون اور رنگ رکھتے ہیں تمہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چھٹیاں مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ہیں اسلام کے مدرسہ سے چھٹی نہیں ہوئی اور نہ کوئی دے سکتا ہے ان چھٹیوں میں اجازت ہے کہ تم اپنے سبقوں کو چھوڑ دو مگر یہ نہیں کہ نمازوں کو بھی چھوڑ دو۔ یہ اجازت ہے کہ اپنے اوقات کو کھیل کود میں صرف کرو مگر یہ اجازت نہیں کہ بداخلاقی اور آوارگی اختیار کرو اور پھر یہ بھی اجازت ہے کہ اگر کوئی گھنٹی بجے تو تم مدرسہ میں نہ جاؤ لیکن یہ نہیں کہ (بیوت الذکر) میں گھنٹی ہو تو نہ جاؤ......پس اس بات کو یاد رکھو کہ مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی چھٹیاں اور اس اسلام کے مدرسہ کی چھٹیاں دونوں مختلف ہیں اور مختلف اوقات میں آتی ہیں تمہیں جو چھٹی ہو گی وہ ان مدارس سے ہو گی لیکن اس سے نہیں ہے کہ اخلاقی تعلیم کو فراموش کر دو، شریعت کے احکام کو بھلا دو، والدین کی فرمانبرداری چھوڑ دو، زبان اور ہاتھ اور جسم کو بدی سے نہ روکو۔ سنا ہے کہ بعض لڑکے چھٹیوں میں نمازیں چھوڑ دیتے ہیں اور آوارہ ہو جاتے ہیں ان کو سوچنا چاہئے کہ چھٹیاں تو ہوئی ہیں مگر کس مدرسہ میں۔ اسلام کے مدرسہ سے ایسی انہیں چھٹی نہیں ملی ......اس کی چھٹی کا وقت تو موت کے وقت آتا ہے یہ چھٹیاں تو ایسی ہیں کہ ان کے بعد زیادہ پڑھنا پڑے گا اور ان چھٹیوں میں بھی دو ایک گھنٹہ محنت

کرنی پڑے گی مگر ان چھٹیوں کے بعد تمہارے لئے کوئی محنت و مشقت نہیں ہوگی۔ آرام ہی آرام ہوگا پھر ان چھٹیوں میں ذمہ داری نہیں لی جاتی کہ تم ضرور آرام ہی کرو گے مگر خدا کے ہاں سے ذمہ داری لی جاتی ہے کہ تم ضرور آرام ہی پاؤ گے۔ پس میں طالب علموں اور مُدَرِّسوں کو نصیحت کرتا ہوں کیونکہ بعض مُدَرِّس بھی گھروں میں جا کر سست ہو جاتے ہیں باہر جا کر تم بتا دو کہ قادیان میں رہ کر تعلیم دین نے تم میں کیا تغیر پیدا کر دیا ہے۔

(خطبات محمود جلد 6 صفحہ 333-335)

بروقت کی تربیت ہی بچوں کے کام آتی ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

دنیا میں ماں باپ اپنی اولاد کے کیسے خیر خواہ ہوتے ہیں لیکن وہ بھی اپنی اولاد کو بگاڑ دیتے ہیں۔ مثلاً مدرسہ میں اگر استاد نے لڑکے کو مارا ہے تو اس عارضی تکلیف کا خیال کر کے مدرسہ سے اٹھا لیتے ہیں۔ یہ الگ سوال ہے کہ استاد کا مارنا جائز ہے یا نہیں لیکن وہ بچہ کو مدرسہ سے اٹھا لیتے اور علم سے محروم کر دیتے ہیں مگر دانا والدین ایسا نہیں کرتے وہ اپنے بچے کو مدرسہ سے کبھی نہیں اٹھاتے۔ ہاں وہ مار سے بچانے کے لئے کوئی اور تجویز کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض ماں باپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے بچے کم سوئیں یا ان کو کھانے پینے کی کوئی تکلیف ہو۔ اور مسلمان کہلانے والے والدین تو اپنے بچوں کو نماز کے لئے بھی نہیں اٹھاتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سست اور غافل اور پست ہمت ہو جاتے ہیں۔ ان کے اندر جفاکشی پیدا نہیں ہوتی اسی طرح بعض ماں باپ چاہتے ہیں کہ بچے اچھا کھائیں۔ اس پر جب وہ چوری کرتے ہیں تو انہیں روکتے نہیں اور وہ بڑے ہو کر چور اور بداخلاق ہو جاتے ہیں تو والدین جو محبت کی وجہ سے بچے کو کچھ نہیں کہتے اس کا الٹا نقصان ہوتا ہے کیونکہ وہی بچے بڑے ہو کر اپنے والدین کو بد دعائیں دیتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ نے ہمیں علم نہ سکھایا نہ ہمارے اخلاق کا خیال رکھا نہ چال چلن کا خیال رکھا۔ لیکن ایک ماں باپ ایسے ہوتے ہیں جو بچوں کی ہر بات کی خبر گیری کرتے ہیں وہ ان کے جرموں پر پردہ پوشی نہیں کرتے بلکہ بعض دفعہ سزا بھی دیتے ہیں اور ان کو محنت کش بناتے ہیں وہ نتیجہ کے لحاظ سے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچے سے محبت نہیں رکھتے۔ حالانکہ حقیقی خیر خواہ وہی ہوتے ہیں۔ وہ بدخواہ ماں باپ کی طرح نہیں ہوتے بچوں کی نگہداشت اور ان کی

درستی ہی اصلی خیر خواہی ہوتی ہے اور نتیجہ کے لحاظ سے بھی یہی اصلی خیر خواہی ہے۔

(خطبات محمود جلد 8 صفحہ 129-130)

بچپن میں بچوں کو اخلاق فاضلہ کی مشق کرانی چاہئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اخلاق اور اعمال کی درستی کے لئے مناسب ......بچپن کا زمانہ ہے ......بچہ ہر ایک کام کے سیکھنے کے لئے تیار ہوتا ہے اس لئے جس امر کی اس کو مشق کرائی جائے وہ بآسانی کر سکتا ہے......لیکن جن کی مشق بچپن میں نہ ہو ان میں بڑی عمر میں سخت دقت پیش آتی ہے......اگر بچپن میں جھوٹ یا چوری وغیرہ کی بد عادات پڑ جائیں تو بڑے ہو کر ان کو کتنے ہی وعظ و نصیحت کئے جائیں۔ کتنا ہی سمجھایا جائے۔ اور کتنی ہی ملامت کی جائے لیکن وہ ان افعال کو برا سمجھتے ہوئے بھی ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں......تو بچپن کی عادت انسان کے ساتھ جاتی اور باقی رہتی ہیں۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ ......بچپن کے زمانہ میں جہاں بچہ بہت جلد اور آسانی کے ساتھ اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے وہاں اگر اس کی نگرانی نہ کی جائے اور اس کے اخلاق خراب ہو جائیں تو ایسا خطرناک ہو جاتا ہے کہ دوسرے بچوں کے اخلاق کو بھی بگاڑ دیتا ہے......پس اخلاق فاضلہ کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کی اصلاح اور درستی کی پوری پوری فکر اور نگرانی کی جائے اور یہ بات کوئی معمولی نہیں بلکہ بہت بڑی بات ہے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 149 تا 152)

بچہ کی تربیت میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

سب سے پہلا طریق وسطی اور میانہ روی ہے......بچوں کے اخلاق کی درستی میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے نہ تو اتنی تنگی کرنی چاہئے کہ وہ کسی سے مل ہی نہ سکیں اور نہ اتنی آزادی دینی چاہئے کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں اور ان کی کوئی نگہداشت نہ کی جائے۔ بچے عام طور پر اخلاق ماں باپ سے نہیں

سیکھتے بلکہ زیادہ تر اخلاق دوسرے بچوں سے سیکھتے ہیں۔مگر ماں باپ کا یہ پتہ لگاتے رہنا فرض ہے کہ بچے کیا سیکھ رہے ہیں۔اور یہ کوئی مشکل بات نہیں......اگر ماں باپ عمدگی سے ان کی اصلاح کرنی چاہیں تو بہت آسانی سے کر سکتے ہیں......لیکن بہت سے ایسے ہیں کہ اگر ان کو ان کے بچوں کے عیب بتلائے جائیں تو وہ لڑنے لگ جاتے ہیں اور خوانخواہ اپنے بچے کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں......تو سب سے پہلی اور نہایت ضروری بات یہ ہے کہ ماں باپ بچوں سے ناجائز محبت نہ کریں۔اگر کوئی ان کے بچے کے متعلق کوئی شکایت کرے تو اس کی اصلاح کی تجویز کریں......بدی اس میں ہے تو اسے سرزنش کریں۔لیکن ایسی سختی بھی نہ ہو کہ بچہ ان سے چھپ کر بدی کرنے لگے......اس لئے ہمیشہ اس بات کی بھی نگرانی کرنی چاہیئے کہ بچہ چھپ کر عیب نہ کرے۔تا اس کے عیوب کا پتہ لگتا رہے۔اور اس طرح بڑی آسانی سے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے......اخلاق اور اعمال کی درستی کے لئے نہ تو بچوں پر سخت پابندی کی جائے کہ وہ کسی سے نہ مل سکیں اور نہ ان کو بالکل آزاد رہنے دیا جائے کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں ان کی کوئی نگرانی نہ کی جائے۔دوسرے یہ کہ بچوں سے ناجائز محبت بھی نہ کی جائے...... جہاں اپنے بچوں کی اصلاح کی فکر اور نگہداشت ضروری ہے۔وہاں دوسرے بچوں کے اخلاق و عادات کی نگہداشت بھی ضروری ہے۔پس آپ جب تک دوسروں کے بچوں کے اخلاق کی بھی نگرانی نہیں کریں گے۔اپنے بچوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 152 تا 154)

بچہ کی صحبت بچپن سے نیک ہونی چاہیئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

تربیت کا بہترین موقع بچپن کا زمانہ ہے کیونکہ جس قسم کی تربیت طبعاً بچپن کی عمر میں ہو سکتی ہے وہ بڑے ہو کر بڑی عمر میں نہیں ہو سکتی مگر میں نے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا تھا کہ خواہ ماں باپ کتنی ہی کوشش کریں کہ ان کا بچہ بد اخلاقیوں کے بد اثر سے محفوظ رہے جب تک بچہ کی صحبت اور مجلس نیک نہ ہو گی۔اس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔بے شک ایک حد تک ان کی اچھی تربیت سے بچوں میں نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں لیکن

اگر بچے کی عمدہ تربیت کے ساتھ اس کی صحبت بھی اچھی نہ ہو تو بدصحبت کا اثر تربیت کے اثر کو اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ اس تربیت کا ہونا نہ ہونا قریباً مساوی ہو جاتا ہے۔ بچپن کی بدصحبت ایسی بدعادات بچے کے اندر پیدا کر دیتی ہے کہ آئندہ عمر میں ان کا ازالہ ناممکن ہو جاتا ہے ایسے آدمی کے قلب میں دو متضاد کیفیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک طرف تو ماں باپ کی نیک تربیت اس کو نیکی کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری طرف بدصحبت بدی کا میلان اس کے اندر پیدا کرتی ہے اور وہ ہمیشہ اس کشمکش میں مبتلا رہتا ہے اور نفس لوّامہ کے اثر سے اس کو کبھی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔ ماں باپ کی تربیت اگر خشیت اللہ اس کے اندر پیدا کرتی ہے تو بدصحبت اس کے مقابلہ میں اس کی ہمت اور حوصلے کو پست کر دیتی ہے۔ پس کامل تربیت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب اچھی تربیت کے ساتھ صحبت بھی اچھی ہو۔ لیکن ...... بچوں کو کسی سے نہ ملنے دینا اور انہیں قید رکھنا بھی کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس طرح جہاں اس کی تربیت نامکمل رہتی ہے وہاں اس کے اعضاء کا نشوونما بھی اچھی طرح نہیں ہو سکتا۔ وہ بچہ جسے بدی کے اثر سے بچانے کے لئے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کا موقع نہیں دیا جاتا ایک طرف تو اس کی صحت خراب رہتی ہے اور اس کے اعضاء پوری طرح نشوونما حاصل نہیں کر سکتے دوسری طرف ایسے بچے ساری عمر بچے ہی رہتے ہیں خواہ ان کی عمر چالیس پچاس سال کی ہی ہو جائے کیونکہ وہ اس وقت تک بدی سے بچے رہ سکتے ہیں جب تک بدی ان کے سامنے پیش نہیں ہوتی لیکن جب بھی بدی ان کے سامنے پیش ہو وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور جھٹ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں پس بچوں کو دوسرے بچوں سے نہ ملنے دینے اور علیحدہ قید رکھنے سے ہم ان کو بدی کے اثرات سے محفوظ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس طرح اور بھی زیادہ ان کو بدیوں کے اثرات کے جلد تر قبول کرنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 156-157)

والدین بچوں کے سامنے اپنا بہترین نمونہ پیش کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

سب سے پہلی بات جو بچے کی تربیت کے واسطے ماں باپ کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بچے

کے ذہن میں کسی بدی کی نسبت یہ خیال نہ پیدا ہونے دیں کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں تا وہ اس بدی کو حقیر نہ سمجھنے لگ جائے۔ بہت سے ماں باپ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ بدی کا اثر ان کے بچوں پر نہ ہو لیکن وہ اپنا نمونہ ایسا ان کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ بچوں کی نگاہ میں وہ بدی حقیر ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بدی کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے مثلاً عام طور پر ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ بچہ جھوٹ نہ بولے لیکن خود اس کے سامنے جھوٹ بول لیتے ہیں بعض اوقات ایک کام سے جو انہوں نے کیا ہوتا ہے مگر بچے سے اس کو چھپانے کے لئے۔ کیونکہ اس کا چھپانا بچے کے حق میں مفید ہوتا ہے وہ انکار کر دیتے ہیں یا اگر بالکل صاف انکار نہیں کرتے تو ٹال مٹول اور ہیر پھیر کرنے لگ جاتے ہیں تا بچے کا خیال اس کی طرف سے بدل جائے لیکن بچے کا ذہن خدا نے ایسا بنایا ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہوشیار ہوتا ہے کیونکہ وہ ترقی کر رہا ہوتا ہے اور اپنا علم بڑھا رہا ہوتا ہے اس لئے وہ ہر بات کی زیادہ چھان بین اور جستجو کرتا ہے اور بات کو فوراً تاڑ جاتا ہے۔ ماں باپ تو یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم اس کی خیر خواہی کر رہے ہیں کہ اس سے اس بات کو چھپا رہے ہیں اگر نہ چھپائیں تو اس کا نقصان ہوگا لیکن ان کی اس روش سے وہ یہ سبق حاصل کر رہا ہوتا ہے کہ ایک کام کر کے پھر اس سے انکار بھی کیا جا سکتا ہے یا اس کو ادھر ادھر کی باتوں سے چھپایا بھی جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ خوب سمجھتا ہے کہ ماں باپ نے ایسا کام کیا تو ضرور ہے مگر اب وہ مجھ سے چھپا رہے ہیں ......غرض بچوں کے ذہن نہایت ہی حساس ہوتے ہیں اور ان سے کوئی چیز چھپانی بہت مشکل ہوتی ہے جن حالات اور جن وجوہات کی بناء پر ماں باپ بچے سے کوئی چیز چھپا رہے ہوتے ہیں وہ اپنے دل میں خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ اس طرح ہم نے بچے سے اس چیز کو چھپا لیا ورنہ بچے کو اس سے نقصان پہنچتا۔ مگر وہ ایک نقصان سے بچا کر دوسرا نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ خواہ والدین کے نزدیک حالات کچھ ہی ہوں حالانکہ بچے کی نگاہ ان حالات پر نہیں پڑتی اس لئے وہ ماں باپ کی اس کارروائی سے یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ کسی چیز کے چھپانے کے لئے اس طرح جھوٹ بھی بولا جاتا ہے کیونکہ جس وقت ماں باپ ایک کام کر کے بچے کے سامنے اس سے انکار کرتے یا ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس کو چھپانا چاہتے ہیں۔ تو وہ خوب سمجھ رہا ہوتا ہے اور چونکہ بچہ حساس اور ذکی ہوتا ہے اور وہ ماں باپ کا ایک اعلیٰ درجہ کا شاگرد ہوتا ہے اس لئے وہ یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ کسی وقت اگر ضرورت پیش آئے اور وہ بھی ایک چیز کے

چھپانے کے لئے اپنا طریق بدل ڈالے تو حرج نہیں۔کیونکہ وہ دیکھتا ہے میرے ماں باپ ایسا ہی کرتے ہیں پس پہلی غلطی اولاد کی تربیت میں جو والدین سے سرزد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ گو وہ دل سے چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو نقص اور عیب سے بچائیں مگر خود پوری پوری احتیاط نہیں کرتے اور اپنا نمونہ اور عمل ان کے سامنے اچھا پیش نہیں کرتے۔جس کی وجہ سے وہ خود ہی بچوں کو جھوٹ سکھانے کے موجب ہو جاتے ہیں۔مثلاً بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ والدین کوئی چیز گھر میں لاتے ہیں۔بچہ بیمار ہوتا ہے اس کو کھلانے میں نقصان کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے جب وہ مانگتا ہے تو کہہ دیتے ہیں وہ چیز تو گھر میں آئی ہی نہیں حالانکہ بچہ کو اس کی خبر ہو چکی ہوتی ہے گو وہ اپنے ذہن میں سمجھ لیں کہ ہم نے جھوٹ نہیں بولا کیونکہ بچہ کا فائدہ کر رہے ہیں مگر اس میں کیا شک ہے کہ جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں اور وہ در پردہ بچے کو جھوٹ کی تعلیم دے رہے ہوتے ہیں یا پھر بعض دفعہ وہ انکار تو نہیں کرتے مگر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے وہ چیز کھا لی حالانکہ بچہ خوب جانتا ہے کہ انہوں نے ابھی کھائی نہیں۔یا کہہ دیتے ہیں وہ چیز تو کوئی اٹھا لے گیا یا ضائع ہو گئی۔حالانکہ بچہ جانتا ہے کہ نہ کوئی اٹھا لے گیا اور نہ وہ ضائع ہوئی وہ چیز واقع میں آئی اور والدین نے اس سے چھپ کر کھائی جسے اس نے چلمن کے پیچھے سے دیکھا ہوتا ہے۔اس طرح وہ ماں باپ سے جھوٹ بولنے کا سبق سیکھتا ہے اور اس کے دل میں اس عیب کی کوئی اہمیت نہیں رہتی اور جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خواہ زبانی میرے ماں باپ مجھے منع کرتے ہیں مگر موقع پر وہ خود بھی جھوٹ بول لیتے ہیں اس لئے یہ کوئی بری بات نہیں اس طرح ایک اور عیب چوری ہے میرے نزدیک چوری جھوٹ سے بھی زیادہ دیانتداری کے ساتھ ماں باپ بچوں کو سکھاتے ہیں اور گویا خصوصیت سے بچوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔مثلاً بعض دفعہ ماں باپ ایک چیز بچے کو نہیں دینا چاہتے لیکن اس کے اصرار کی وجہ سے اس کو دے دیتے ہیں اور پھر نظر بچا کر وہ چیز اس سے چھپا لیتے ہیں۔بے شک ان کا یہ فعل اخلاقاً چوری نہیں کہلا سکتا۔کیونکہ وہ ان کی اپنی چیز ہے جسے وہ بچہ کو نہیں دینا چاہتے اور نظر بچا کر اٹھا لیتے ہیں مگر اس سے بچوں کے اندر اس بات کی حس پیدا ہو جاتی ہے کہ ایسا بھی کیا جا سکتا ہے اور پھر وہ بھی یہ کوشش کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہم بھی چیزیں چھپائیں۔تو ماں باپ کی اس روش کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جھوٹ سے بڑھ کر نہایت آسانی سے چوری کی عادت بچہ ان سے سیکھ لیتا ہے۔الغرض پہلا طریق جو بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ماں باپ ایسا طریق اختیار نہ کریں اور اپنے افعال کو ایسے رنگ

میں بچے کے سامنے پیش نہ کریں کہ جس سے بچے کے ذہن میں بدافعال کی طرف توجہ پیدا ہو۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 157-160)

والدین کی غربت یا امارت بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہوتی ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

دوسرا نقص بچوں کی تربیت میں مَیں نے دیکھا ہے اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ ماں باپ غریب ہوتے ہیں یا امیر ان دونوں صورتوں میں بچوں میں دو نقص پیدا ہو جاتے ہیں......غریبوں کے اندر غربت کی وجہ سے بعض نقائص پیدا ہو جاتے ہیں اور امیروں کی اولاد میں آسودگی اور وسعت مال کی وجہ سے بعض نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض امیروں کو میں نے دیکھا ہے بچوں کو اتنا جیب خرچ دے دیتے ہیں جس سے ان کی عادات اور اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور ان میں آوارگی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ بچے کی وقتی ضرورت سے زیادہ جیب خرچ کا اس کے پاس جمع ہونا تمام بد صحبتوں اور بداخلاقیوں کا منبع ہے کیونکہ وہ بچے جن کے اخلاق خراب ہو چکے ہوتے ہیں جب ان کے ہاتھ اپنا کوئی پیسہ نہیں ہوتا جس سے وہ اپنی آوارگی کی عادات کو پورا کرسکیں تو وہ پھر امیر لڑکوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور ان سے تعلق پیدا کر کے جہاں وہ اپنی بد عادات کو ان کے پیسوں کے ذریعہ پورا کرتے ہیں وہاں ان امیر لڑکوں کے اخلاق اور عادات کو بھی بگاڑ دیتے ہیں۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ بچہ کے ہاتھ میں پیسہ بالکل دیا ہی نہ جائے کیونکہ بچوں کو ان کی ضرورت کے مطابق دینا بھی ضروری ہے تا کہ اس سے ان کے اندر خرید و فروخت کا ملکہ پیدا ہو لیکن اتنا خرچ ان کو نہیں دینا چاہئے جسے وہ اپنے پاس جمع رکھ سکیں کیونکہ ایسی حالت میں شریر اور آوارہ لڑکے ان کے پاس جمع ہو کر ان کے اخلاق کو خراب کر دیتے اور ان کو بھی آوارہ بنا دیتے ہیں۔ چونکہ غریب لڑکوں کے گرد جمع ہونے سے ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے جن لڑکوں کو بری عادتیں پڑ جاتی ہیں وہ امیر لڑکوں کو تاڑتے رہتے ہیں اور آوارہ گرد لڑکے اپنی بد عادات کے پورا کرنے کے لئے امیروں کے لڑکوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں...... بچے کو اس کا جیب خرچ روزانہ اتنا دینا چاہئے جس سے اس کی اس وقت کی ضرورت پوری ہو جائے پھر ماں باپ کو یہ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ جس ضرورت کے لئے اس نے پیسے لئے ہیں اس پر

اس نے خرچ بھی کئے ہیں یا نہیں پہلے اس سے دریافت کر لینا چاہئے کہ کس ضرورت کے لئے وہ پیسے لیتا ہے۔مثلاً وہ خربوزے لینا چاہتا ہے یا آم خریدنا چاہتا ہے یا کیا اور پھر اس بات کی تحقیق کر لینی چاہئے کہ بتائی ہوئی ضرورت کے مطابق اس نے چیز لی بھی ہے یا نہیں۔اگر اس طرح نگرانی کی جائے تو بچے آوارگی سے بچ جائیں گے اور ان کے پاس آوارہ اور بد عادات کے لڑکے جمع نہ ہو سکیں گے۔دوسرا نقص بچوں کے اخلاق کے بگاڑنے والا غربت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ ایسے ماں باپ بعض دفعہ خود حریص ہوتے ہیں وہ کوئی چیز لاتے ہیں تو خود کھا لیتے ہیں اور بچہ کو نہیں دیتے اس لئے بچہ گھر سے چوری چیز نکال کر کھانے کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ باہر کی بھی چوری کرنے لگ جاتا ہے اس طرح اس کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں اور آوارہ ہو جاتا ہے اس لئے ماں باپ کو چاہئے کہ اگر کوئی چیز گھر میں آئے تو پہلے بچوں کو دیں پھر آپ کھائیں۔دوسرا نقص جو اس غربت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے وہ اس طرح کہ بعض ماں باپ ایسا تو نہیں کرتے کہ چیز خود کھا لیں اور بچے کو نہ دیں لیکن جب بچے کے دل میں کسی چیز کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ خود نہیں خرید سکتے تو وہ دوسروں سے مانگ کر کہ ہمارے بچے کا بھی دل کر رہا ہے اس طرح وہ دے دیتے ہیں مگر اس طریق سے بجائے اس کے کہ بچے کی خواہشات کو ماریں اور بھی اس کی خواہشات کو ابھارتے ہیں۔حالانکہ اگر بچہ کو سمجھایا جائے کہ بچہ ہم غریب ہیں ہم یہ چیز نہیں خرید سکتے تو بچے جیسا صابر کوئی بھی نہیں وہ اتنا کہہ دینے سے بھی خوش ہو جاتا ہے۔لیکن اگر اپنے پاس کچھ نہیں اور بچے کی خواہش کو دوسرے سے چیز لے کے پوری کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچے کے اندر صبر اور قناعت کا مادہ نہیں پیدا ہوگا اور اس کی حرص بہت بڑھ جائے گی۔پس غرباء کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی خواہشات کو ابھاریں نہیں۔بلکہ ان کو مارنے کی کوشش کریں تا ان کے اندر صبر اور قناعت کا مادہ پیدا ہو۔پھر ایسے مقامات پر بچے کو کھڑا نہیں رہنے دینا چاہئے جہاں امراء اچھی اچھی چیزیں کھا رہیں ہوں بچوں کو ہی ایسے مقامات پر کھڑا ہونے سے نہیں روکنا چاہئے بلکہ بڑوں کو بھی یہی حکم ہے لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِہٖ(الحجر. 89) کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں اگر وہ دوسروں کے پاس ہے تو اس کو دیکھنا بھی گناہ ہے کیونکہ اس سے خواہش بد پیدا ہوگی۔بعض غریب آدمی اپنے بچوں کو ایسے مقامات پر جہاں امراء لوگ کھاتے پیتے ہوں۔کھڑے ہونے سے اور دیکھنے سے نہیں روکتے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس چیز کی ان کے اندر حرص پیدا ہوتی ہے اور جب ان کی حرص پوری نہیں ہوتی تو پھر کسی نہ کسی طرح اس چیز کے حاصل کرنے کی بے جا کوشش کرتے ہیں اس لئے ماں باپ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ بچوں کو ایسی جگہوں سے روکیں اور وہاں ان کو کھڑا نہ ہونے دیویں کہ ایسی حالت میں کسی کو کچھ کھاتے دیکھنا بھی عیب ہے جس سے لالچ اور حرص پیدا ہوتی ہے جو بچوں کی آوارگی کا موجب ہوتی ہے۔ غرض والدین اپنے بچوں کی تربیت کے لئے اگر ان باتوں کی احتیاط رکھیں تو ان کے اخلاق کی درستی میں بہت کچھ تقویت پیدا ہو سکتی ہے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 160-162)

بچوں کے اخلاق کی درستی کے لئے نماز باجماعت کا قیام لازمی ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہے۔ بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے ...... میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر اولاد کا کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے ...... بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جاسکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 162-164)

بچوں سے بے جا محبت نہ کی جائے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

(ایک) بات جو ان (بچوں) کی تربیت میں نقص ڈالنے والی ہے وہ یہ ہے کہ بے جا محبت کی وجہ سے بچوں کے بے جا آرام و آسائش کا خیال رکھا جاتا ہے اور ان کو سختی اور مشقت کی عادت نہیں ڈالی

جاتی ۔جب بچے کھیلنے کودنے کے لئے سخت گرمی اور دھوپ میں ننگے سر ننگے پاؤں نکل جاتے ہیں یا سردی میں پھرتے رہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ نماز باجماعت پڑھانا ان پر سختی اور مشقت تصور کی جائے اگر اپنی ضرورتوں کے لئے وہ نہ گرمی کی پرواہ کرتے ہیں نہ سردی کی اور اس میں کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں کرتے تو نماز باجماعت میں ان کو کیا تکلیف ہوسکتی ہے۔غرض بچوں میں، برداشت اور جفاکشی کی عادت پیدا کرنی چاہئے۔آجکل بہت سے اس قسم کے سامان پیدا ہوگئے ہیں جو بچوں میں محنت اور جفاکشی کی روح کو فنا کرنے والے ہیں ۔اور عام طور پر سکولوں میں ایسے ناز ونخرے کے سامانوں کا رواج پایا جاتا ہے مثلاً سر کے اگلے حصہ میں خاص صورت کے لمبے بال رکھنا۔اس قسم کی نازونخروں کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں خوبصورت سمجھا جائے ہم سے لوگ پیار کریں۔یہ بالکل زنانہ خصلتیں ہیں اور میں نے دیکھا ہے ہمیشہ ایسے لڑکوں کی چال،ان کا لب ولہجہ،ان کی گفتگو بالکل زنانہ طرز پر ہوتی ہے۔پس کھانے پینے میں۔لباس میں۔بچوں کو ناز ونخرے میں نہ ڈالنا چاہئے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 164)

بچوں کو گوشت کم اور سبزیوں کا استعمال زیادہ کرانا چاہئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میرے نزدیک بچوں کے لئے گوشت کھانے کی کثرت بھی ان کے عدم استقلال کا موجب ہوجاتی ہے۔کیونکہ ان کی ہڈیاں ابھی کمزور ہی ہوتی ہیں کہ ضرورت سے پہلے ان کے اعضاء تناسل اور قوائے شہوانیہ جوش میں آجاتے ہیں۔اس لئے بچوں کے واسطے سبزیاں اور ترکاریاں زیادہ مفید ہوتی ہیں۔میرا مطلب یہ نہیں کہ بچوں کو گوشت بالکل ہی نہ دیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کثرت ان کے حق میں مضر ہے الا ماشاء اللہ۔کیونکہ بعض بچے جن کی چھاتی کمزور ہوتی ہے ان کے لئے یا جن کے متعلق ڈاکٹری مشورہ ہو ان کو گوشت کھلانا ضروری ہوتا ہے مگر عام حالتوں میں بچوں کے لئے سبزی ہی زیادہ مفید ہوتی ہے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 164-165)

بچوں کو جفاکشی اور مشقت اور ظاہری حالت کی درستی کی عادت ڈالیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں کو جفاکشی اور مشقت اور ظاہری حالت کی درستی کی بھی عادت ڈالنا چاہئے۔ جفاکشی کی باتوں سے تعلق رکھنے والی ایک بات سر کے اگلے حصہ کے بال کٹوانا تھی۔ میں نے بتلایا تھا کہ بچوں کا ایک خاص طرز کے بال رکھنا اور ان کو بنانا سنوارنا زنانہ خصلت ہے اور آج کل ایک طالب علم کو اس قسم کے بال جس قدر اچھے اور پیارے لگتے ہیں وہ ہر ایک شخص خوب جانتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 167)

بچوں کو نماز باجماعت کی پابندی کروائیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

نماز باجماعت کی بھی بچوں کو پختہ عادت ڈالنی چاہئے۔ اور کوئی نماز باجماعت رہ جانے سے ایسا احساس ہونا چاہئے کہ گویا کوئی قیمتی چیز ان کے ہاتھ سے ضائع ہوگئی۔ اگر ان کے اندر نماز باجماعت رہ جانے سے افسوس اور ندامت پیدا نہ ہو تو پھر یہ عادت نہیں کہلائے گی۔ یا اس کو ہم پابندی نہیں کہہ سکتے ......اور میں اپنے ان طالبعلموں سے صرف یہی امید نہیں رکھتا کہ وہ خود نماز باجماعت کی پکی عادت یا پابندی اختیار کریں گے بلکہ میں یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی جو ان کے زیر اثر ہیں نماز باجماعت کا عادی بنائیں گے بلکہ اپنے حلقہ اثر کو اور بھی وسیع کریں گے......اگر تمام طالب علم نماز باجماعت کی پکی عادت ڈال لیں اور پورے پابند ہو جائیں تو کمزوروں کے اندر خود بخود اس کا احساس پیدا ہو جائے گا۔ پہلے ان کی اپنی اصلاح ہوگی اور پھر اس کا اثر ان کے ملنے والے لڑکوں پر ہوگا۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 169-170)

چھوٹی عمر کے بچوں سے روزے رکھوانا شریعت کا منشاء نہیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

روزوں کے بارہ میں ہمارے ملک میں بہت سختی اور تشدد سے کام لیا جاتا ہے جو شریعت کا منشاء نہیں معلوم ہوتا۔ایسی ایسی مثالیں پائیں جاتی ہیں کہ چھوٹے بچوں سے روزے رکھوائے گئے اور انہیں ایسی حالت میں ڈال دیا گیا کہ بعض دفعہ تو بچہ کی جان ہی گئی۔ میں نے بعض دوستوں سے سنا ہے اور میرا خیال ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے سنا ہے مگر ممکن ہے ان سے نہ سنا ہو کسی اور سے سنا ہو کہ کسی گھر والوں نے اپنے چھوٹی عمر کے بچہ سے روزہ رکھوایا اور جیسا کہ اس ملک کا دستور ہے کہ ایسے موقع پر لوگوں کو جمع کر لیتے ہیں انہوں نے بھی اپنے رشتہ داروں اور دوسروں کو جمع کیا کھانے تیار کئے گئے اور ضیافت کی خوب تیاریاں کی گئیں بچہ میں چونکہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ تھی ایک تو اس کی عمر چھوٹی تھی دوسرے صحت بھی اچھی نہ تھی نتیجہ یہ ہوا کہ دن ڈھلتے تک بچہ بھوک اور پیاس سے بے تاب ہو گیا کچھ دیر تو گھر والے اسے دلا سا دیتے رہے مگر جب وہ تکلیف سے مجبور ہو گیا تو پاگلوں کی طرح دوڑ کر پانی کے گھڑے کی طرف جانے کی کوشش کرنے لگا مگر ماں باپ ہر بار اسے روک دیتے اس لئے اگر اس نے روزہ توڑ دیا تو رشتہ دار وغیرہ افطاری کی خوشی منانے کے لئے جمع ہیں ان کی خوشی میں فرق آئے گا اور پھر اس لئے بھی کہ جہلاء کا خیال ہے کہ روزہ رکھ کر توڑنا منع ہے خواہ جان ہی چلی جائے۔غرض بچہ کو پانی پینے سے وہ روکتے رہے آخر گرتا پڑتا ایک دفعہ گھڑے کے پاس پہنچ ہی گیا مگر اس وقت اس کی جان نکل چکی تھی اس طرح وہی رشتہ دار اور مہمان جو خوشی منانے کے لئے جمع ہوئے تھے اس کے ماتم میں شریک ہوئے۔

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 324-325)

انسان کے اعمال کے اثرات اس کے بچوں پر بھی پڑتے ہیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

ماں باپ جھوٹ بولتے ہیں آگے ان کی اولاد جھوٹ بولنے لگ جاتی ہے لوگ اپنی اولاد کو جھوٹ

سکھاتے نہیں بلکہ جھوٹ بولنے سے روکتے ہیں مگر باوجود اس کے بچے جھوٹ بولنا سیکھ لیتے ہیں کیونکہ انسانوں کو ان کے اعمال چاروں طرف سے گھیرے ہوتے ہیں اور ان کے اثرات ان کے بچوں پر بھی پڑتے ہیں جو ماں باپ چوری کرتے ہیں ان کے بچوں میں بھی چوری کرنے کی عادت پائی جاتی ہے وہ ماں باپ جو گالی گلوچ کرتے ہیں ان کے بچے بھی گالیاں دینے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ایک گندی گالیاں دینے والا کہتا ہے میں نے فلاں کی خوب خبر لی حالانکہ جسے گالیاں دیتا ہے اسے پتا بھی نہیں ہوتا کہ کیا کہا گیا اور اگر سامنے ہوتا ہے تو بھی اس کا کیا بگڑ جاتا ہے مگر گالیاں دینے والا اپنے آپ کو ذبح کر لیتا ہے کیونکہ اس کی اولاد میں بدزبانی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔اسی طرح وہ شخص جو کسی کی غیبت کر رہا ہوتا ہے سمجھتا ہے اسے نقصان پہنچا رہا ہے مگر اسے نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے اس کے رشتہ دار جو اس کے پاس بیٹھے غیبت سنتے ہیں وہ اس کی غیبت کرنے لگ جاتے ہیں بچے جب دیکھتے ہیں کہ ان کے باپ دادا یا بھائی نے کسی کی غیبت کی تو وہ سمجھتے ہیں یہ اچھی بات ہی ہوگی تبھی کی گئی ہے اور پھر وہ اسی کی غیبت شروع کر دیتے ہیں پس انسان کے اعمال مرنے کے بعد جو بدلہ دیں گے وہ تو دیں گے ہی اس دنیا میں بھی دے رہے ہیں اور ان کی بعض چوٹیں ایسی سخت پڑتی ہیں کہ خود انسان ان کو برداشت نہیں کرسکتا۔پھر اس کے بچوں،رشتہ داروں اور بیوی پر ان کے اثرات پڑتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 382)

بچوں کی اصلاح محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں کی درستی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے اور محض اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے ماتحت ہوتی ہے۔جس وقت خدا تعالیٰ اصلاح کرنا چاہتا ہے اس وقت خود بخود ایسا انتظام کر دیتا ہے جس کے ماتحت آپ ہی آپ اصلاح ہو جاتی ہے۔یا تو ایک وقت وہ ہوتا ہے کہ بندے کوشش کرتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا اور یا ایسا وقت آجاتا ہے کہ بندے کچھ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ اپنا کام سرانجام دے لیتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 465)

اولاد کے شرمناک نمونہ پر والدین کا کیا کردار ہو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بعض افراد کی اولاد نہایت ہی گندہ اور شرمناک نمونہ اخلاق کا دکھا رہی ہے اور اپنی خبث باطن کی وجہ سے دنیا کے خبیث ترین وجودوں سے مشابہت رکھتی ہے۔ پھر مجھے حیرت آتی ہے ان والدین پر جو آنکھیں بند کر کے اس خباثت کو بڑھانے میں دان رات کوشاں ہیں۔ اور انہیں کبھی خیال نہیں آتا کہ وہ اسکا علاج کریں...... مجھے حیرت ہے کہ وہ قرآن میں روز پڑھتے ہیں کہ یہ اولاد اور بیویاں تمہارے لئے فتنہ ہیں مگر پھر وہ اس فتنہ سے بچتے نہیں......کیا چیز ہے تمہاری اولاد۔ وہ تو ایک لعنت ہے اگر وہ تمہارے لئے بدذکر کو پیچھے چھوڑتی ہے اور کون ہے جو اپنے لئے لعنت کا طوق اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ پھر کون ہے جو ایسی گندی اور خبیث اولاد کو رکھنے کے لئے تیار ہو سکے۔ اگر تم اللہ کی لعنت کو لعنت سمجھتے۔ اگر تم گندی چیزوں کو گندی سمجھتے اگر ناپاکی کو ناپاکی سمجھتے تو بجائے ایسی اولاد کی تائید میں کھڑے ہونے کے تم اسے پھینک کر الگ ہو جاتے۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 468-469)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بعض اپنی بیویوں کے ڈر کے مارے اپنی اولادوں کو خراب ہونے دیتے ہیں۔ اور ان کا کوئی علاج نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت بے حیائی سے کام لیتے ہوئے مجھے لکھتے ہیں کہ ہماری بیویاں سخت ہیں ہم کیا کریں......اگر واقعی تمہاری بیوی ایسی ہے۔ جو تمہارے دین کو برباد کرتی ہے تو پھر کیوں تم نے ایسی خبیث عورت کو اسی وقت علیحدہ نہ کر دیا......اور تم اپنے لئے اور اپنی اولادوں اور ان کی اولادوں کے لئے بھی لعنت کا باعث بنے۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 469)

کبھی لٹھ مارنے سے اصلاح نہیں ہوسکتی

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

قرآن مجید نے تمہیں بتایا ہے کہ جب تم کسی بچہ کو بدی کرتے دیکھو تو بجائے لٹھ مارنے کے اس کے لئے روؤ اور چیخو اور چلاؤ کہ ہائے ہمارے اس بچے کو کیا ہو گیا۔ اگر اس کا باپ نیک آدمی تھا یا نیک آدمی ہے تو تم اس بچے کو علیحدگی میں لے جاؤ اور سمجھاؤ کہ تمہارا باپ نیک آدمی ہے بڑی عزت رکھتا ہے مگر تم میں یہ غلطی پائی جاتی ہے اس کی اصلاح کرلو۔ اگر تم اس طریق پر عمل کرو تو دیکھو کہ فوراً اس کے چہرے پر نرمی کے آثار نظر آنے لگیں گے۔ اور وہ رو کر اقرار کرے گا کہ آئندہ اس بدی کے قریب بھی نہیں جائے گا...... پس یاد رکھو کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرو اور پھر دوسروں کی اصلاح کے لئے کھڑے ہو...... جن کے گھروں میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ظالم بچے دیئے ہیں ان کا فرض ہے کہ یا تو وہ ان کی اصلاح کریں یا قوم کے حوالے کر دیں کہ ان کی اصلاح کرو۔ اسی طرح وہ بیوی جو اپنے آوارہ گرد بچوں کا ساتھ دیتی ہے اور سمجھانے پر بھی باز نہیں آتی تمہارا فرض ہے کہ تم اسے طلاق دے کر علیحدہ کر دو۔ غرض والدین کا کام تو یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں پر سختی کریں اور دوسروں کا کام یہ ہے کہ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔ جس وقت ایک باپ اسلام اور دین کی غیرت سے اپنے بچے کو گھر سے نکال دیتا ہے تو اسوقت تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اپنے دروازے اس کے لئے کھول دو۔ اور اسے سمجھاؤ کے تمہارے باپ نے تمہیں نکال دیا ہے۔ مگر ہم تمہیں پناہ دیتے ہیں تم نے جو کچھ کیا خراب کیا۔ اب اپنی اصلاح کرو اس طرح کے دو طرفہ سلوک کا اس پر یہ اثر ہوگا کہ وہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرے گا۔ مگر تم بالکل الٹا کام کر رہے ہو۔ جن کا کام تھا کہ وہ ایسے بچوں کی جن کی اصلاح سے وہ عاجز آ چکے ہوں گھر سے نکال دیں وہ تو اپنے گھر سے نہیں نکالتے اور جن کا کام یہ ہے کہ وہ انہیں پناہ دیں وہ انہیں گھروں میں نہیں آنے دیتے...... جس کا حق یہ ہے کہ دے اسے دینا چاہئے۔ اور جس کا حق ہے کہ لے اسے لینا چاہئے...... نرمی اور محبت پیدا کرو۔ اور غم سے گداز ہو کر ان آوارہ گرد لڑکوں کے لئے روؤ جو خراب ہو رہے ہیں ان کے لئے خون کے آنسو بہاؤ۔ بجائے خونی آنکھیں دکھانے کے اور بجائے لٹھ مارنے کے ان کے آگے بچھ جاؤ تا ان کے دل میں نرمی پیدا ہو اور وہ بھی اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 473-474)

اپنی اولاد کو آگ سے بچاؤ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا (التحریم: 7) اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو آگ سے بچاؤ۔ اگر تم اندھے ہو کر اپنی اولاد کی اصلاح کا خیال نہیں کرتے تو تم نہ صرف خود جہنم میں جاتے ہو اور اپنی اولادوں کو جہنم میں لے جاتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو بھی جہنم میں ڈالنا چاہتے ہو۔ پس وہ لوگ جن کے بچے آوارہ ہیں اور وہ لوگ جن کی عورتیں ایسے بچوں کی حمایت کرتی ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں اور عورتوں کو اگر وہ حدیث العہد ہیں تو نصیحت کریں۔ اور ان کی اصلاح کے لئے کوشش کریں۔ اور اگر ان کی متواتر نصیحتوں کا ان کے بچوں پر کوئی اثر نہ ہو تو وہ انہیں محلے والوں کے سپرد کر دیں کہ ان کی اصلاح کریں۔ ایسے موقعہ پر محلے والوں کا کام یہ ہے کہ وہ نرمی اور محبت سے انہیں سمجھائیں۔ گویا والدین کا تو یہ کام ہے کہ وہ اپنے بچوں پر سختی کریں۔ اور محلے والوں کا یہ کام ہے کہ وہ ان بچوں کے ساتھ نرمی کریں اور ان کی اصلاح سے قبل سب سے پہلے اپنے نفس پر موت وارد کریں...... دنیا میں لٹھ کے ساتھ کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اگر اصلاح کے لئے جبر کی ضرورت ہوتی تو اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں تلوار ضرور دیتا مگر خدا کا تلوار نہ دینا بلکہ پہلی تلوار کا بھی چھین لینا بتاتا ہے کہ اصلاح کے لئے تلوار اور لاٹھی کام نہیں دے سکتی۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ اصلاح تو تلوار سے ہو سکتی تھی۔ مگر خدا تلوار تمہارے ہاتھوں سے چھین لیتا اور پھر کہتا کہ اب اصلاح کرو۔ یہ تو بیوقوفی کی بات ہوگی۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 475)

جبری اصلاح کرنے والوں کو مشورہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اگر تم اصلاح کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ اس کے حضور جھکو اور گریہ وزاری سے کام لو

لڑکوں کے لئے عاجزی اور تضرع سے دعائیں کرو پھر دیکھو کس طرح خود بخود ان کی اصلاح ہونی شروع ہو جاتی ہے اگر اس پہلو سے غور کرو گے تو تمہیں نظر آجائے گا کہ تمہارے لڑکوں کی خرابی تمہارے اپنے گند کی وجہ سے ہے۔......خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔تم خود گندے ہو گئے اس لئے تمہیں دیکھ کر تمہاری اولادیں بھی گندی ہو گئیں۔اور اگر آئندہ بھی تم نے اپنی اصلاح نہ کی تو خدا تعالیٰ تمہاری اولادوں کو اور زیادہ گند میں بڑھا دے گا اور چاہئے تم ان کے سر پھوڑ وان کا گند دور نہیں ہوگا۔میں ان لوگوں سے جو آج کل محلوں میں آوارہ گرد لڑکوں کے لئے لٹھ لئے پھرتے ہیں پوچھتا ہوں کہ کتنے ہیں ان میں سے جو درسوں میں شامل ہوتے ہیں کتنے ہیں ان میں سے جو نمازوں میں آتے ہیں کتنے ہیں ان میں سے جو خدا کے حکم کے ماتحت مسکینی اور انکسار اختیار کرتے ہیں پھر کتنے ہیں جو یہ کہہ سکتے ہوں کہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں تم بڑے بڑے گناہوں کو نظر انداز کر دیتے ہو اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے ہو......اصلاح کے لئے صلح اور محبت کے ذرائع اختیار کرو تو پھر ساری جماعت تمہارے ساتھ ہوگی......محبت اور پیار سے اصلاح ہو سکتی ہے جب کسی ایسے لڑکے کو دیکھو تو اسے نہایت نرمی سے سمجھاؤ اور کہو کہ تم تو بڑے اچھے لڑکے ہو مگر فلاں بات تم میں بری ہے اسے ترک کر دو۔اس طریق سے اسے غصہ بھی نہیں آئے گا اور تمہاری بات ماننے کے لئے تیار بھی ہو جائے گا میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی وقت سزا کا نہیں ہوتا مگر سزا اس کی طرف سے ملنی چاہئے جس کے ہاتھ میں خدا نے جماعت کا نظام رکھا ہے اور سزا بھی ثبوت مہیا ہونے کے بعد دینی چاہئے......پس تم بھی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور سب سے پہلے اپنے نفوس کی اصلاح کرو یقیناً بچوں کا خراب ہو جانا بہت بڑا عیب ہے اور ہر احمدی کا جس کے دل میں احمدیت کا درد ہو فرض ہے کہ وہ اس دھبہ کو مٹانے کی کوشش کرے گا مگر خدا کے منشاء کے ماتحت نہ کہ اپنی دماغی تدبیروں کے ذریعہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ......ہمیں اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی توفیق عطاء فرمائے کہ بغیر اس کے فضل کے دنیا میں کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 476 تا 478)

سلسلوں کی ترقی نسلوں کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اولاد کی محبت اس بات میں مرکوز نہیں ہے کہ ماں باپ ان کی تمام خواہشات کو پورا کریں بلکہ اس میں اچھے اخلاق قربانی وایثار کی روح پیدا کرنا سچی محبت ہے اس کے بغیر عارضی خوشیاں دراصل ان کے لئے ماتم کا سامان ہوتی ہیں اوران پر خوش ہونے والے والدین دراصل ان کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہوتے ہیں۔ میں یہ بات سمجھتا ہوں...... کہ باوجود پوری خواہش اور ممکن تدابیر اختیار کرنے کے بھی ہوسکتا ہے کہ اولاد والدین کی مرضی کے مطابق نہ چلے اور ان کے احکام کی خلاف ورزی کرے۔لیکن اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ اولاد کے دماغ میں کوئی نقص ہوگا یا پھر یہ کہ ماں باپ کے اثر سے زیادہ مضبوط اثر اس پر پڑ رہا ہوگا اور یہ اثر اگر لڑکا شادی شدہ ہوگا تو بیوی کا ہوگا یا دوستوں یا استادوں کا ہوگا اور اگر وہ شادی شدہ نہ ہوگا تو دوستوں اور استادوں کا...... بالکل ممکن ہے کہ بعض ماں باپ پورا زور لگائیں اور پھر بھی تمام اولاد یا ان میں سے بعض پر برا اثر ہو۔اور وہ اسے روک نہ سکیں لیکن اس صورت میں وہ بری الذمہ ہوں گے۔انکی ذمہ داری کوشش اور سعی تک تھی اگر یہ ثابت ہو جائے کہ انہوں نے وہ تمام تدابیر جو اصلاح اولاد کے لئے کرنی چاہئیں، اختیار کیں مگر پھر بھی اچھا نتیجہ نہیں نکلا اور وہ کامیاب نہیں ہوسکے تو اس صورت میں وہ خدا تعالیٰ کے مؤاخذہ کے نیچے نہیں ہوں گے۔اگر نصیحت تنبیہ زجر وتوبیخ سے تعلق رکھنے والی تمام تدابیر انہوں نے اختیار کیں اور پیار سے تعلق رکھنے والے تمام ذرائع بھی استعمال کئے پھر بھی اصلاح نہیں ہوسکی تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بری الذمہ ٹھہریں گے۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 513-514)

طریق تربیت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا یعنی اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ دنیا میں کون آدمی شریف کہلاسکتا ہے کہ جو مقدرت کے باوجود اپنی اولاد کو

تعلیم نہ دلائے۔ان کی صحت کی حفاظت کے سامان نہ کرے۔پھر وہ انسان کس طرح شریف کہلا سکتا ہے جس کی اولاد کو دین سے مس نہ ہو۔یاد رکھنا چاہئے کہ عبادات میں اعلیٰ نیکی نماز ہے۔یہ ایک فرقان و امتیاز ہے......تو تربیت میں سب سے پہلی چیز نماز ہے اور دوسری ان کو دین سے واقف کرنا۔تعلیم کے بعض حصے استادوں سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ اولاد کو ان سے آگاہ کرنا والدین کا فرض ہوتا ہے۔مثلاً انہیں یہ بتانا کہ تمہارا پیدا کرنے والا کون ہے۔رسولؐ کون ہے،امام کون ہے۔پھر نظام سلسلہ سے انہیں آگاہ کرتے رہنا۔اگر یہ باتیں آہستہ آہستہ بچوں کے کان میں ڈالی جائیں تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ایسی اولاد بگڑ بھی جائے تو نظام سلسلہ سے ڈرتی رہتی ہے......لیکن جن بچوں کو والدین سلسلہ کے نظام سے واقف نہیں کرتے وہ برملا کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے......اس لئے تربیت کے لئے بچوں کو ایسی باتیں بتاتے رہنا نہایت ضروری ہے۔اسی طرح نماز بھی تربیت کے لئے بہت ضروری چیز ہے......اس لئے ہر شخص......اس بات کو اپنے فرائض میں داخل کرلے کہ اولاد کو نماز کی تعلیم دینی ہے، بلکہ بچوں کو نماز میں ساتھ لائے اور اگر معذور ہے تو بھیجے۔بلکہ جو معذور ہے اسے چاہئے کہ زیادہ زور اور تاکید کے ساتھ کہتا رہے تا اس کے بچے یہ خیال نہ کرلیں کہ وہ نمازوں میں سست ہے۔اسے چاہئے کہ بار بار انہیں سمجھاتا رہے......اور پھر اس بات کی نگرانی کرے کہ وہ جاتے ہیں یا نہیں۔مگر بہت سے لوگ ہیں جو اس کی پرواہ نہیں کرتے...... بچہ جب ذرا بڑا ہو جائے تو اسے تہجد کی عادت ڈالیں۔کیونکہ میرے نزدیک تہجد کی عادت اسی عمر میں پڑ سکتی ہے۔بعد میں بہت مشکل ہوتا ہے۔اس لئے انہیں تہجد کی عادت ڈالیں اور ذکر کرنا سکھائیں۔اس سے طبیعت کا لاأُبالی پن دور ہو کر رِقّت قلب پیدا ہوگی۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 643-644)

جھوٹ سے نفرت اور سچ کی سخت تاکید

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

جھوٹ بولنے والوں کے بچے بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔یہ مت خیال کرو کہ بچہ سمجھ نہیں سکتا کہ اس کے سامنے جھوٹ بولا جا رہا ہے......بچہ کو دھوکہ دینا بہت مشکل ہے......بہت نگرانی کرنی چاہئے کہ بچہ

جھوٹ نہ بولے۔ اسے دلیر بنانا چاہئے۔ اور اسے اچھی طرح سمجھا دینا چاہئے کہ اگر وہ صحیح صحیح اپنے قصور کا اعتراف کرلے گا تو اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ جب بچہ کو سچ بولنے کی عادت ہو جائے تو اس کا کیریکٹر ایسا مضبوط ہو جاتا ہے کہ وہ دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہوسکتا......کوشش کرو کہ بچے بڑوں کے ساتھ بھی تعلقات میں جھوٹ سے پرہیز کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے سلسلہ میں نماز کے عادی ہو جائیں۔ اگر ان دونوں امور کی نگرانی کی جائے تو بہت حد تک اصلاح ہو سکتی ہے۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 645)

بچوں کو چھوٹے چھوٹے مسائل یاد کروائیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں کی تربیت سے کسی صورت میں بھی غافل نہ ہوں۔ انہیں چھوٹے چھوٹے مسائل یاد کراؤ اور بتاؤ کے خدا سے ان کا تعلق کیا ہے، بندوں سے کیا ہے، سلسلہ کے متعلق موٹی موٹی باتیں بتا دو۔ پھر خلفاء کے حالات سے آگاہ کرو۔ اور نشانات الٰہیہ یاد کراؤ......پھر نماز کا پابند بناؤ۔ بالخصوص نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور جھوٹ سے پرہیز کراؤ......بچوں کو مسائل سے آگاہ نہیں کیا جاتا۔ نماز کی پابندی نہیں کرائی جاتی۔ اور جھوٹ سے پرہیز نہیں کرایا جاتا۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ انہیں ان باتوں کا عادی بنائیں......ان کی تربیت سے ان کی اولاد کی اصلاح ہوگی اور ان کے ذریعہ ان کی اولاد کی......یہ تو ایسا کام ہے کہ جن کے ہاں اولاد نہ ہو انہیں چاہئیکہ یتامیٰ کو پال کر یہ ثواب حاصل کریں لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد دی ہے وہ اگر اس سے محروم رہتے ہیں تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے گھر میں گنگا بہہ رہی ہو لیکن وہ گندے ہاتھ لے کر بیٹھا رہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کے ہاں دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی صحیح تربیت کرے تو میں اس کے ساتھ جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔ (ترمذی) جس سے معلوم ہوا کہ انسان کی صحیح تربیت اولاد کو جنت کا وارث بنا دیتی ہے......اپنی اولاد کی تربیت تو کسی کے لئے مشکل نہیں کہی جاسکتی۔ جو کچھ تمہیں آتا ہے وہ انہیں سکھاؤ......نیکی کو اپنے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اپنی اولادوں کے اندر بھی اسے پیدا کریں تا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 645-646)

روزے کے لئے بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی لیکن بعض بے وقوف چھ، سات سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں اس کا ثواب ہمیں ہوگا یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے اس وقت کچھ مشق کرانی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق شروع کرانی چاہیئے۔ مگر سارے روزے رکھوانے نہیں چاہئیں حتیٰ کے اٹھارہ سال کی عمر ہوجائے جو میرے نزدیک روزہ کے لئے بلوغت کی عمر ہے مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی اجازت حضرت مسیح موعودؑ نے دی تھی۔ اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے جیسے بچے جب فٹ بال کھیلتے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تم نے کتنے گول کئے اس طرح جب رمضان کے دنوں میں اکھٹے بیٹھتے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تم نے کتنے روزے رکھے، تم نے کتنے رکھے؟ اور اس شوق میں وہ زیادہ رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہیئے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ کچھ روزے رکھیں اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھیں کہ زیادہ نہ رکھیں اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے کہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔

(خطبات محمود جلد 14 صفحہ 12-13)

بچوں کو جمعہ پر لانا چاہیئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ کبر خود پسندی اور قرآن مجید سے تغافل کو چھوڑ کر درس سنا کریں ابھی یہیں دیکھ لو، جمعہ میں کتنے زیادہ آدمی موجود ہیں گو میں سمجھتا ہوں کہ نمبردار اب بھی شامل

نہیں ہیں کیونکہ وہ ایسے ہیں جو پہلے رکوع یا پہلی رکعت میں شامل ہوتے ہیں یا جب جمعہ پڑھ کر لوگ واپس جا رہے ہوں تو وہ آ رہے ہوتے ہیں اور راستہ میں ہی پوچھ لیتے ہیں اچھا جمعہ ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا ہے بہت لوگ اپنے بچوں کو ساتھ لانے میں غفلت کرتے ہیں۔ میں نے آج ہی جمعہ کے لئے آتے ہوئے بہت سے بچوں کو ادھر ادھر دکانوں پر کھڑے دیکھا ہے حالانکہ اگر بچے بھی (بیت الذکر) میں آ جائیں تو اس سے دگنی جگہ بھی کفایت نہیں کر سکتی۔

(خطبات محمود جلد 14 صفحہ 204-205)

طلباء میں اخلاق کی روح پیدا کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

مدارس کے افسروں کو چاہئے کہ اپنے طلباء میں اخلاق کی روح پیدا کریں دوسرے صیغوں کا بھی یہی فرض ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اخلاق کی درستی کی طرف توجہ بہت کم ہے۔ ظاہری باتوں کا، ظاہری قانون اور ظاہری پابندیوں کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ ناظر صاحبان بھی زیادہ تر انہی باتوں کا خیال رکھتے ہیں حالانکہ ظاہری باتیں بھی اخلاق سے ہی پیدا ہوتی ہیں بددیانت لوگ قوم کے لئے ناسور ہوتے ہیں اور ان کی موجودگی میں کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 193)

چھوٹے بچوں کو بیت الذکر میں نہ لاؤ بلکہ بڑے بچوں کو لاؤ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں کو (بیوت الذکر) میں لانا احادیث سے اس قدر تواتر سے ثابت ہے کہ کوئی اندھا ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔ حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے کہ پہلے مرد کھڑے ہوں پھر عورتیں اور پھر بچے۔ اگر بچوں کا نماز میں شامل ہونا ضروری نہیں تھا تو ان کا ذکر کیوں کیا گیا پس کوئی وجہ نہیں کہ بچوں کو (بیوت الذکر) میں نہ لایا جائے مگر بچوں سے مراد وہ بچے نہیں جو بالکل چھوٹے ہوں اور (بیوت الذکر) میں آ کر رونا چیخنا شروع کر دیں یا وہ بچے بھی مراد نہیں کہ بیوی آٹا گوندھنے لگے تو وہ اپنے

میاں سے کہہ دے کہ ذرا اس بچے کو نماز میں لیتے جانا۔ میں نے ایک دفعہ دوستوں کو تحریک کی کہ بچوں کو بیوت الذکر میں لانا چاہئے تو اس کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنے بالکل چھوٹے بچوں کو لانا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض دفعہ کوئی بچہ (بیت الذکر) میں پاخانہ پھر دیتا، کوئی پیشاب کر دیتا اور وہ اس قدر شور مچاتے کہ دوسروں کے لئے نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا۔ تب میں نے سختی سے روکا کہ (بیوت الذکر) بچے کھلانے کی جگہ نہیں ان کو اپنے گھروں میں رکھو۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو (بیوت الذکر) میں لاؤ تو میری مراد یہ ہے کہ ان بچوں کو لاؤ جن کے متعلق شریعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ (بیوت الذکر) میں آئیں جن لوگوں کے بچے آوارہ ہوا کرتے ہیں تم غور کر کے دیکھ لو ان میں سے اکثر ایسے ہی بچے ہوں گے جو بے نماز ہونگے اور اکثر ایسے ہی والدین کے بچے ہوں گے جو اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی نہیں کرتے ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور تذلل کرے اور پھر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے پس بچوں کو (بیوت الذکر) میں لاؤ اور ان کو (بیوت الذکر) میں لانا اپنے آنے سے زیادہ اہم سمجھو...... یہ کام صرف اس شخص کا نہیں جسے مربی اطفال مقرر کیا گیا ہے بلکہ ہر شخص کا جسے کوئی بھی بچہ ایسا نظر آئے جو (بیت الذکر) میں نہیں آتا فرض ہے کہ وہ اسے (بیت الذکر) میں لانے کی کوشش کرے مگر اس طرح سے نہیں کہ ایک دکان پر بیٹھ گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے پھر وہاں سے اٹھ کر دوسری دوکان پر چلے گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے، وہاں سے اٹھے تو تیسری مجلس میں گئے اور وہاں بھی کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے بالکل آوارہ ہو گئے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جن کے عیوب بیان کئے جاتے ہیں وہ دوسرے شخص کے عیب بیان کرنے لگ جاتے ہیں اور اس طرح اصلاح کی بجائے خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اصلاح کا طریق یہ ہے کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی کے بچے میں نقص ہے تو اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری سے کہو اور پھر سمجھ لو کہ تمہارا کام ختم ہو گیا یا اگر یہ سمجھو کہ جس شخص کے بچوں کے متعلق تمہیں شکایت ہے وہ حوصلے والا آدمی ہے اور وہ بات سن کر برداشت کر لے گا، تو اسے کہہ دو لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کا کوئی عیب سن ہی نہیں سکتے وہ اگر بچے کو چوری کرتے دیکھ بھی لیں تو کہیں گے چونکہ دروازے میں داخل ہونا اس کے لئے خطرناک تھا اس لئے اس نے سیندھ لگانی شروع کر دی تھی ورنہ اس نے چوری

نہیں کی پس جس شخص کے متعلق تم سمجھو کہ وہ برداشت کی طاقت نہیں رکھتا اسے مت کہو اور جس شخص کے متعلق سمجھو کہ وہ بات برداشت کرلے گا اسے کہہ دو کہ اس کے بچے میں یہ نقص ہے اس کے ازالہ کی طرف توجہ کریں۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 233-234)

آئندہ نسلوں کے لئے اپنا نمونہ قائم کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

آئندہ نسلیں اعلیٰ بنائی جاسکتی ہیں اگر توجہ دی جائے، آئندہ نسلیں اعلیٰ بنائی جاسکتی ہیں اگر ان کے سامنے بہترین نمونہ پیش کیا جائے۔ ہم اگر منہ سے کہیں کہ ساری دنیا کو فتح کریں گے، ہم اگر منہ سے کہیں کہ ہم نئی زمین اور نیا آسمان بنائیں گے، ہم اگر منہ سے کہیں کہ ہم شیطانی جال کو کاٹ کر رکھدیں گے لیکن ہم اعلیٰ نسل نہ تیار کریں ایسی نسل جو اپنی جانوں کو خدا کے لئے قربان کرنے والی ہو، ایسی نسل جو اپنے اوقات کو خدا کے لئے قربان کرنے والی ہو، ایسی نسل جو اپنے اندر عقل رکھتی اور عقل سے کام لینے کی عادی ہو، ایسی نسل جو اپنی زندگی کا مقصدِ وحید وہی قرار دیتی ہو جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں مبعوث ہوئے تو ایسے دعوے کا فائدہ کیا اور لوگوں پر اس کا کیا اثر ہوسکتا ہے۔ پس ضرورت ہے کہ آئندہ نسلوں کی تربیت کی جائے، انہیں قرآن کریم پڑھایا جائے، ان میں سلسلہ کے لئے قربانی کی روح پیدا کی جائے اور دیکھا جائے کہ وہ سلسلہ کے لئے کتنا وقت خرچ کرتے اور کتنی عقل سے کام لیتے ہیں۔ دنیا میں جس طرح اور چیزیں بڑھائی جاسکتی ہیں اسی طرح عقل بھی بڑھائی جاسکتی ہے مگر ضرورت تربیت کی ہوتی ہے۔ اس لئے جماعت اگر ان ذمہ واریوں کو پورا کرنا چاہتی ہے جنہیں میں نے بیان کیا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے سپرد کی گئی ہیں، اگر وہ دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس امر میں مجھ سے تعاون کرے کہ آئندہ نسلوں کی اصلاح کی جائے۔ اگر وہ اس امر پر تیار ہوں اور اس کے لئے عملی جدوجہد کریں تو یہ اتنی بھی مشکل چیز نہیں جتنی کوئی چیز اِدھر سے اُدھر کرنی مشکل ہوتی ہے لیکن اگر وہ اِدھر توجہ نہ کریں تو پھر یہ بہت بڑی مشکل ہے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری جماعت کو اپنی ذمہ داریاں

سمجھنے کی توفیق دے اور ایسی نسل تیار کرنے کی ہمت بخشے جو اُس کی رضا کی راہوں پر چلنے والی اور صِدق ،محنت، عقل، اور استقلال سے کام لینے والی ہو۔ اگر ہماری آئندہ نسل قربانی، ایثار، عقل، ہمت اور باقی تمام ضروری ہتھیاروں سے مسلّح ہو جائے تو دشمنوں پر فتح پانا ان کے لئے کوئی مشکل نہ ہوگا۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 646-647)

اپنی اولاد کو دینی تعلیم دو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

کیا کوئی عقلمند یہ پسند کرسکتا ہے کہ ایک اچھی چیز اسے تو ملے مگر اس کی اولاد اس سے محروم رہے؟ پھر تم کس طرح سمجھ سکتے ہو کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی قدر و قیمت جانتا ہے وہ پسند کرے گا کہ وہ اس کے ورثاء کو نہ ملے لیکن اس کی زمین اور اس کے مکانات انہیں مل جائیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ (الانعام: 33) دنیوی زندگی لہو ولعب کی طرح ہے یہ سب کھیل تماشہ کی چیزیں ہیں یہ ایسی ہی ہیں جس طرح فٹ بال، کرکٹ یا ہاکی ہوتی ہے۔ پھر کیا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ حکومت اس کی زمین، مکان اور جائداد تو ضبط کرلے مگر گلی ڈنڈا اُس کے بیٹے کو دے دے یا کوئی پھٹا پُرانا فٹ بال یا ٹُوٹا ہوا ٹینس ریکٹ یا ہاکی کی سٹک اُس کے بیٹوں کو دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیوی چیزیں لہو ولعب ہیں اور دین و دنیا میں وہی نسبت ہے جو ایک حقیقی چیز کو کھیل تماشہ سے ہوتی ہے اور کوئی شخص یہ کب پسند کرسکتا ہے کہ قیمتی ورثہ تو اُس کی اولاد کو نہ ملے اور لہو ولعب کی چیزیں مل جائیں۔ لیکن کیا ہم میں ایسے لوگ نہیں ہیں جو عملاً ایسا کرتے ہیں۔ جب ان کا بیٹا جھوٹ بولے، چوری کرے یا کوئی اور جُرم کرے تو وہ اس کی تائید کرتے ہیں۔ میں متواتر دیکھ رہا ہوں کہ بعض لڑکے قادیان میں ایسی شرارتیں کرتے ہیں کہ احمدیت تو الگ رہی وہ انسانیت کے بھی خلاف ہوتی ہیں مگر ان کے ماں باپ چوری چھپے ان کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اوّل تو وہ اس وجہ سے مجرم ہیں کہ انہوں نے اولاد کو دینی تعلیم سے محروم رکھا اگر ان کے نزدیک نیکی کی کوئی قیمت ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اس سے اپنی اولادوں کو محروم رکھتے اور

اگر اس میں کوتاہی کی تھی تو پھر مجرم کی اعانت سے ہی باز رہتے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ(المائدہ: 3) نیکی اور تقویٰ میں ضرور تعاون کرو مگر بدی اور عدوان میں تعاون نہ کرو۔ پہلا جُرم تو انہوں نے یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا(التحریم: 7) اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور دوسرا جُرم یہ کرتے ہیں کہ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ کے حکم الٰہی کو توڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو دین کو نعمت قرار دیتا ہے مگر وہ جماعت جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی دعویدار ہے اس میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اوّل تو اپنی اولادوں کو دین سے محروم رکھتے ہیں اور پھر جب وہ شرارت کریں تو ان کی مدد کرتے ہیں حالانکہ وہ بعض ایسے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں کہ جن پر شرافت اور انسانیت بھی چلّا اُٹھتی ہے چہ جائیکہ احمدیت اور ایمان ان کے متحمل ہوسکیں۔ مگر ایسے مجرموں کے والدین، بھائی، رشتہ دار بلکہ دوست ان کی مدد کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ ایسا کرنے سے ایمان کہاں باقی رہ جاتا ہے ایسے آدمی کا دین تو آسمان پر اُڑ جاتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 550-551)

اپنی اولاد کو نیک اخلاق سکھاؤ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

یادرکھو کہ جو شخص اپنی اولاد کو نیک اخلاق نہیں سکھاتا وہ نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے دشمنی کرتا ہے بلکہ سلسلہ سے بھی دشمنی کرتا ہے، آنحضرت ﷺ سے دشمنی کرتا ہے اور خدا سے دشمنی کرتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 556-557)

بچوں میں محنت، سچ اور نماز کی عادت پیدا کی جائے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچوں میں محنت کی عادت پیدا کی جائے، سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے اور نمازوں کی

باقاعدگی کی عادت پیدا کی جائے۔نماز کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں اگر کوئی قوم چاہتی ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں میں اسلامی روح قائم رکھے تو اس کا فرض ہے کہ اپنی قوم کے ہر بچہ کو نماز کی عادت ڈالے۔اسی طرح سچ کے بغیر اخلاق درست نہیں ہو سکتے۔جس قوم میں سچ نہیں اس قوم میں اخلاق فاضلہ بھی نہیں اور محنت کی عادت کے بغیر سیاست اور تمدن کوئی چیز نہیں۔جس قوم میں محنت کی عادت نہیں اس قوم میں سیاست اور تمدن بھی نہیں۔گویا یہ تینوں معیار ہیں جن کے بغیر قومی ترقی نہیں ہوتی۔

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 244)

خدام الاحمدیہ بچوں کی تربیت کے لئے نگرانی کا فریضہ ادا کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

خدام الاحمدیہ کے ارکان کو چاہئے کہ اپنی ایک شاخ بچوں کی بھی قائم کریں مگران کے نگران ایسے لوگ مقرر کریں جو کم سے کم چالیس سال کے ہوں اور بہتر ہوگا اگر وہ اس سے بھی زیادہ عمر کے ہوں اور اپنے اندر ہمت اور استقلال رکھتے ہوں،ان کے سپرد یہ کام کیا جائے کہ بچوں کو اپنی نگرانی میں کھلائیں،انہیں وقت ضائع کرنے سے بچائیں،نمازوں کے لئے باقاعدہ لے جائیں اور اخلاق فاضلہ ان میں پیدا کریں۔اور گو تفصیلی طور پر تمام اخلاق کا پیدا کرنا ہی ضروری ہے مگر یہ تین باتیں خاص طور پر ان میں پیدا کی جائیں۔یعنی نمازوں کی باقاعدگی کی عادت،سچ کی عادت اور محنت کی عادت۔باقی ہمارے ملک میں بعض اور بھی اخلاقی خرابیاں ہیں جن کا دور کرنا ضروری ہے۔مثلاً ہمارے ملک میں گالی دینے کا عام طور پر رواج ہے اور اس میں شرم وحیاء سے کام نہیں لیا جاتا......پس مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان کا صرف یہی فرض نہیں کہ وہ نوجوانوں کی اصلاح کریں بلکہ ان کا ایک فرض یہ بھی ہے کہ وہ بچوں کی اصلاحی شاخ قائم کریں اور اس کے ذریعہ جو چھوٹی عمر کے بچے ہیں ان کی تربیت کریں...... جو تین باتیں میں نے بتائی ہیں ان پر انہیں عمل کرنا چاہئے۔یعنی بچوں میں نماز کی عادت،سچ کی عادت اور محنت کی عادت پیدا کرنی چاہئے۔محنت کی عادت میں آوارگی سے بچنا خود آجاتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 244-245)

نیک، متقی، دیندار اور محنتی اولاد پیدا کرنے کی خواہش کو زندہ رکھو

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

یہ انسانی فطرت کا ایک تقاضا ہے اور نسل انسانی کے قائم رکھنے کے لئے خدا نے اولاد کی خواہش پیدا کردی ہے اس کے مقابلہ میں دین اور تقویٰ کو قائم رکھنے کے لئے اچھی نسل کا تقاضا ہوتا ہے جس طرح نسل انسانی کے قائم رکھنے کے لئے اولاد کا تقاضا ہوتا ہے اس طرح نیک اور متقی نسل قائم رکھنے کے لئے اچھی اولاد کا تقاضا ہوتا ہے۔جس طرح وہ تقاضا اگر ماں باپ کے دماغوں میں کمزور ہو جائے تو نوع انسانی تباہ ہو جائے اسی طرح اگر یہ تقاضا کمزور ہو جائے کہ دین اور تقویٰ کو قائم رکھنے کے لئے نیک اولاد پیدا کریں جو کام کرنے والی اور محنتی ہو تو قوم تباہ ہو جائے۔ذرا ایک منٹ کے لئے اس بات کا خیال کر کے تو دیکھو کہ اگر عورتوں اور مردوں کے دل سے اولاد پید کرنے کی خواہش مٹ جائے تو کیا نسل انسانی مٹ نہ جائے گی؟ اور دس پندرہ یا بیس سال کے اندر نئی اولاد کا ملنا مشکل ہو جائے گا کہ نہیں؟ اسی طرح سوچ لو کہ اگر نیک اور محنتی نسل پیدا کرنے کی خواہش مٹ جائے تو پندرہ بیس سال تک مذہب تباہ ہو جائے گا۔کیونکہ جب نیک نسل پیدا کرنے کی خواہش نہ ہوگی تو وہ تدابیر بھی اختیار نہیں کی جائیں گی جن سے آئندہ نسل نیک، متقی، دیندار اور محنتی ہو۔جس طرح محض اولاد پیدا کرنے کیلئے لوگ دعائیں کرتے اور دعائیں کراتے ہیں اور وہمی لوگ تو ٹونے ٹوٹکے کرتے ہیں، قبروں پر جاتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔اس طرح ایک مذہبی انسان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر اچھی نسل پیدا کرنے کی خواہش ہو۔اور وہ اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ایسے ذرائع استعمال کرے جن سے اولاد، نیک، متقی، دیندار اور محنتی ہو......اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ سلسلہ اچھے نام کے ساتھ اور حقیقی معنوں میں قائم رہے تو ہمارے لئے ضروری ہے ہم اپنی نسل کو ایک متقی اور محنتی بنائیں۔

(خطبات محمود جلد 26 صفحہ 203-204)

طالب علموں کی زندگی کا چوبیس گھنٹے کا پروگرام

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اگر ماں باپ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ان کا لڑکا (بیت الذکر) میں باجماعت نماز کے لئے جاتا ہے یا نہیں اور میرے نزدیک اس بات کا خیال نہ رکھنا ایمان کی کمی کی علامت ہے تو پانچوں نمازوں کے لئے اسے دو گھنٹہ وقت کی ضرورت ہے۔ پھر اگر سکول والوں نے اس کی ورزش کے لئے کھیل کا کوئی انتظام کیا ہے اور کھیل میں اس کو شامل ہونا ضروری رکھا ہے تو دو گھنٹے اسے کھیل کے میدان میں آنے جانے اور کھیلنے میں لگ جائیں گے۔ یہ کل چودہ گھنٹے ہوئے اور بچوں کی صحت کے لحاظ سے ان کے لئے سات گھنٹے کی نیند ضروری ہوتی ہے اگر زیادہ سوئیں تو آٹھ گھنٹے کافی ہوتے ہیں اور آدھ گھنٹہ نیند آنے تک اور آدھ گھنٹہ نیند سے بیدار ہونے اور کسی دوسرے کام کو شروع کرنے تک سمجھا جائے۔ اور نیند کے لئے بجائے سات کے آٹھ گھنٹے سمجھ لئے جائیں تو آٹھ اور ایک یہ نو گھنٹہ ہوگئے اور چودہ اور نو کل تئیس گھنٹے ہوگئے۔ باقی ایک گھنٹہ کھانے پینے، پیشاب پاخانہ اور دوسری حاجات کے لئے رہ جاتا ہے درحقیقت اس سے بھی زیادہ وقت ان حوائج پر لگ جاتا ہے۔ پس طالب علموں کی زندگی کا یہ چوبیس گھنٹے کا پروگرام ہے۔ اگر بچوں کا اس رنگ میں پروگرام ہو تو ناممکن بات ہے کہ انہیں آوارہ گردی کے لئے وقت مل سکے اور اگر والدین انہیں اس پروگرام پر عمل کرائیں گے تو انہیں سب کام بھی وقت پر سرانجام دینے کی عادت ہو جائیگی۔

(خطبات محمود جلد 26 صفحہ 443)

قیام نماز کی تربیت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

دین کے ایسے کام جو جبر سے کرائے جائیں وہ کبھی بھی نفع رساں نہیں ہوتے بچوں پر جبر کرنا بے شک جائز ہوتا ہے تا کہ انہیں عادت ڈالی جائے۔ بچے کے ماں باپ اگر اس پر جبر کر کے نماز پڑھاتے ہیں یا بورڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ جبر کر کے نماز پڑھاتا ہے تو وہ نماز بچے کی نماز نہیں ہوتی

بلکہ اس کے ماں باپ یا بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ کی ہوتی ہے جب تک بچے کے دل میں یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ میں خدا کے لئے نماز پڑھتا ہوں اس وقت تک اگر اس کے ماں باپ اس کو نماز پڑھاتے ہیں تو اس کا ثواب اس کے ماں باپ کو ملے گا اور اگر بورڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ نماز پڑھاتا ہے تو اس نماز کا ثواب سپرنٹنڈنٹ کو ملے گا اور اگر اس بچے کے ماں باپ اس کو نماز پڑھانے میں کوتاہی کرتے ہیں یا سپرنٹنڈنٹ نماز پڑھانے میں کوتاہی کرتا ہے تو بچے سے پرسش نہیں ہوگی کہ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی بلکہ اس کے ماں باپ یا سپرنٹنڈنٹ سے پرسش ہوگی کہ کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی یعنی کیوں تم نے بچے سے نماز نہیں پڑھوائی۔ لیکن جس وقت بچے کے دل میں احساس پیدا ہو جائے کہ میرا ایک مالک اور آقا ہے اور میں نے اس کی عبادت کرنی ہے اور اس سے اپنے تعلقات بڑھانے ہیں اور اس کی محبت کو اپنے دل میں پیدا کرنا ہے اس وقت سے اس کی نماز اس کی ہو جاتی ہے خواہ اس کی عمر چار پانچ سال کی ہو یا دس سال کی ہو یا بارہ سال کی ہو۔ جس وقت یہ احساس پیدا ہو جائے گا اس وقت سے اس کی نماز ہوگی اس سے پہلی اس کی نماز نہیں بلکہ اس کے ماں باپ یا بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ کی نماز ہوگی۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ اس وقت بچے میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ یہ میں تعین نہیں کرتا کہ بچے کی نماز کس وقت سے شروع ہوتی ہے کیونکہ بعض بچے بڑے ذہین ہوتے ہیں اور بعض کم ذہین ہوتے ہیں۔ بعض بچے چودہ پندرہ سال کے ہو کر بھی ایسے ہوتے ہیں جیسے پانچ چھ سال کا بچہ اور بعض پانچ چھ سال کے بچے ایسے ذہین ہوتے ہیں جیسے چودہ پندرہ سال کا نوجوان۔ اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو چھ سات سال کی عمر میں اٹھارہ انیس سال کی عمر والوں سے بھی زیادہ ذہین اور زیادہ عقلمند ہوتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد 26 صفحہ 86-87)

طلبہ کے لئے والدین اور استاد کی توجہ ضروری ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ طالب علم کی تعلیم بغیر ماں باپ اور استاد کی نگرانی کے مکمل نہیں

ہوسکتی۔ اگر ان دونوں میں سے ایک غافل اور بے توجہ ہو تو لڑکے کی زندگی کے خراب ہونے کا بہت حد تک خطرہ ہوتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 26 صفحہ 445)

بچوں کی نگرانی کی جائے

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

پس اساتذہ اور والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی پوری طرح نگرانی کریں اور انہیں محنت کا عادی بنائیں۔ نماز، روزہ اور دیگر اسلامی احکام کا ان کو پابند کریں۔ دین کے کاموں کے متعلق ان کے اندر دلچسپی پیدا کریں۔ اساتذہ طالب علموں کے ماں باپ کو انگیخت کریں کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کا پورا پورا خیال رکھیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مائیں ہی اپنے بچوں کے آئندہ اچھے یا برے مستقبل کی ذمہ دار ہوتی ہیں کیونکہ بچہ اکثر اخلاق چھوٹی عمر میں سیکھتا ہے۔ اگر مائیں کڑی نگرانی کریں اور ان کے اندر کوئی بری عادت پیدا نہ ہونے دیں تو وہ بڑے ہوکر بڑی حد تک بری عادات سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن اگر بچپن میں ہی بچے کو چوری کی یا جھوٹ بولنے کی یا کوئی اور بری عادت پڑ جائے اور والدین پیار کی وجہ سے اسے اس عادت سے باز نہ رکھیں تو وہ بڑا ہوکر اس عادت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

(خطبات محمود جلد 27 صفحہ 18-19)

عورتیں اولاد کو دینی کاموں کی تحریک کریں

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

عورتوں کا کلیجہ اولاد ہوتی ہے۔ اگر مائیں اپنے لڑکوں کو زندگی وقف کرنے اور دوسرے دینی کاموں میں حصہ لینے کی تحریک کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ نوجوان اپنے آپ کو وقف کرنے لگ جائیں گے۔

(خطبات محمود جلد 27 صفحہ 20)

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

اگرعورتیں ہماراساتھ دیں اوروہ بچوں سے کہیں کہ اگرتم زندگی وقف نہ کروگے،اگرتم اپنے اندر دینداری پیدا نہ کروگےتو میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی اور میں خدا سے کہوں گی کہ اس نے میرا حق ادانہیں کیا،میرا بیٹا میرا عاق ہےاس نے میرا کہانہیں مانا تو تھوڑے ہی عرصہ میں کایا پلٹ سکتی ہے۔اگر مائیں یہ طریق اختیار کریں تو ننانوے فیصدی لڑکوں کی اصلاح ہوجائے اور ننانوے فیصدی لڑکےتعلیم میں تیز ہوجائیں اوران کے اندر بیداری اورقربانی کی روح پیدا ہوجائے۔

(خطبات محمود جلد27 صفحہ 23)

تعلیم سے محروم رکھنا قتل اولاد ہے

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

زمیندارلوگ بچوں کی پڑھائی کا پورے طور پر خیال نہیں رکھتے۔بچوں کوتعلیم سے محروم رکھنا ان پر بہت بڑاظلم ہے بلکہ اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کے مترادف ہے......تم اپنے بچہ کی جان پرظلم نہ کرواور اس کی تعلیم کی فکر کرو......زمینداروں سے کہتا ہوں کہ جہاں تم نے اتنے سال یہ محنت ومشقت برداشت کی وہاں دو چار سال اور برداشت کرلو۔خود ہل چلاؤ اور خود جانوروں کے چارے کا انتظام کرواوربچوں کوتعلیم کے لئے فارغ رہنے دو۔دو چار سال کے بعد چاہوتوانہیں اپنے کام میں ہی اپنے ساتھ لگالینا اور چاہےانہیں کسی جگہ ملازم کرادینا۔یہ دو چار سال کی تکلیف ہےاسے برداشت کرواور بچوں کے مستقبل کواپنے ادنیٰ کاموں کی خاطر تاریک نہ کرو۔

(خطبات محمود جلد27 صفحہ 146 تا148)

بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

رسول کریمﷺ فرماتے ہیں كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْيُمَجِّسَانِهِ (بخاری) کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہےلیکن اس کے ماں باپ اسے

یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔فطرت...... ماں باپ کی تربیت اور ماحول کے اثرات کے نتیجہ میں قائم نہیں رہتی۔

(خطبات محمود جلد 27 صفحہ 342-343)

بچوں کو اسلامی آداب سکھائیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں اَلصَّبِیُّ صَبِیٌّ وَ لَوْ کَانَ نَبِیًّا بچہ بچہ ہی ہے خواہ بعد میں وہ نبی ہی کیوں نہ بن جانے والا ہو۔اسے بہرحال وعظ و نصیحت کرنی پڑتی ہے......پس اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو اخلاق فاضلہ سکھائیں۔انہیں (بیوت الذکر) کے آداب بتائیں۔انہیں کھانے، پینے، اٹھنے، بیٹھنے اور بڑوں سے ملنے کے آداب سکھائیں۔

(خطبات محمود جلد 28 صفحہ 184)

بچہ بچہ ہی ہوتا ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

ایک زمانہ طفولیت کا ہوتا ہے جس میں بہت سی باتیں معاف کر دینے کے قابل ہوتی ہیں۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں اَلصَّبِیُّ صَبِیٌّ وَ لَوْ کَانَ نَبِیًّا بچہ بچہ ہی ہے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔نبی تو وہ تب بنے گا جب بَلَغَ اَشُدَّہٗ (الحقاف:16) کے مطابق وہ ایسی عمر کو پہنچے گا۔

(خطبات محمود جلد 29 صفحہ 94-95)

بچوں کو نماز کی عادت ڈالیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میں نے نماز کی طرف اپنی جماعت کو بارہا توجہ دلائی ہے......میں سمجھتا ہو کہ یہ ماں باپ کا کام ہے۔اگر وہ اپنی اولاد کو ان امور کی طرف توجہ دلاتے رہیں اور بار بار ان کے کانوں میں یہ باتیں ڈالیں، اگر وہ سات آٹھ سال کی عمر سے بچوں کو یہ باتیں بتاتے رہیں تو تین چار سال کے بعد

جب وہ دس بارہ سال کے ہوں گے اور شریعت کے اس حکم کی پابندی ان کے لئے ضروری ہوگی وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ صحیح طور پر اپنے فرائض کو ادا کریں اور ایسی حرکات نہ کریں جو اسلامی آداب کے خلاف ہوں۔

(خطبات محمود جلد 30 صفحہ 65)

بچوں کو ان کی عمر کے مطابق نصیحت کرتے رہیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بہرحال یہ ماں باپ کا کام ہے کہ وہ ان باتوں کو بار بار دہراتے رہیں اور بار بار اپنی اولاد کے ذہن نشین کرتے رہیں۔ اگر ماں باپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں تو گھر کی بہت سی لغویتیں خود بخود دور ہوتی چلی جائیں...... بہت سی لغویتیں اور بہت سی بے ہودہ باتیں محض اس لئے پیدا ہوتی ہیں کہ بچوں کو یہ پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنا وقت کس طرح گزاریں۔ اگر ہر شخص اپنی اولاد کو نصیحت کرتا رہے اور یہ خیال رکھے کہ اس بچے کو میں نے یہ نصیحت کرنی ہے، اس بچے کو میں نے یہ نصیحت کرنی ہے، ان کی پڑھائی کا خیال رکھنا ہے، ان کی دینی تربیت کا خیال رکھنا ہے، ان کی صحت اور جسمانی طاقت کا خیال رکھنا ہے، ان کے کیریکٹر کا خیال رکھنا ہے اور وہ اس کے مطابق ان کے لئے ایک پروگرام بنادے اور پھر ان کی نگرانی کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچے سارا دن کسی نہ کسی شغل میں مشغول رہیں گے۔ وہ لڑائی جھگڑا نہیں کرسکیں گے، وہ بے ہودہ مذاق نہیں کریں گے اور لغو کاموں میں اپنا وقت ضائع نہیں کریں گے......غرض اگر ماں باپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور وہ بچوں کو ان کی عمر کے مطابق نصیحتیں کرتے رہیں تو یہ نصیحتیں انہیں اپنے اوقات کو صحیح طور پر استعمال کرنے اور اعلیٰ تربیت حاصل کرنے میں مدد دے سکتی ہیں......عمر کے ساتھ کچھ مسائل کا تعلق ہوتا ہے اور ماں باپ کا فرض ہوتا ہے کہ جیسی عمر ہو ویسی ہی نصیحتیں کریں......رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنے نواسہ حضرت حسنؓ سے جبکہ وہ اڑھائی تین سال کے تھے فرمایا کُلْ بِيَمِينِكَ وَ مِمَّا يَلِيكَ (بخاری) اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور تھالی میں سے وہ حصہ کھاؤ جو تمہارے قریب ہے...... یہ چیز ہے جو چھٹپن سے ہی بچہ کے کان میں ڈالی جاسکتی ہے......بچوں کو سکھانا چاہئے کہ وہ جَزَاكَ اللّٰهُ کہیں۔ بیشک بچہ اگر

جَزَاکَ اللّٰہ نہیں کہہ سکے گا تو وہ وَدَاکَ اللّٰہ کہے گا۔ مگر اس کا وَدَاکَ اللّٰہ کہنا بھی مبارک ہوگا بجائے اس کے کہ وہ کچھ نہ کہے۔

(خطبات محمود جلد 30 صفحہ 66-67)

بچوں کو آداب سکھائیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو بچوں کو بچپن میں ہی سکھانی چاہئیں اور دنیا کی قومیں اپنے بچوں کو سکھاتی ہیں...... ہندوستان میں ہی چلے جاؤ، یوپی کے علاقہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی کوئی چیز دو تو وہ فوراً کہیں گے آداب عرض، شکریہ۔ کیونکہ ماں باپ نے انہیں یہ عادت ڈالی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن پنجاب میں...... ایسی باتیں بچوں کو سکھائی ہی نہیں جاتیں وہ بیشک آداب عرض کہہ دیتے ہیں...... ہم ان الفاظ کی بجائے جَزَاکَ اللّٰہ کا لفظ سکھا دیں گے بہرحال چھوٹے چھوٹے آداب بچپن سے ہی بچوں کو سکھانے چاہئیں تا کہ بڑے ہو کر یہ آداب ان کی طبیعت ثانیہ بن جائیں۔ اسی طرح جب بچہ سکول جانے لگے تو اسے سکھانا چاہئے کہ استاد کا ادب اور احترام کرنا ضروری ہے، استاد کی خدمت کرنا ضروری ہے استاد کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے ہمارے ہاں علم کی کمی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ استاد کا ادب اور اس کا احترام کرنا بچوں کو سکھایا نہیں جاتا...... جب ماں باپ ہی بچوں کے کان میں یہ بات ڈالتے رہیں کہ استاد ہمارا نوکر ہے تو استاد کا ادب اور احترام بچوں کے دلوں میں کہاں پیدا ہوسکتا ہے۔ پھر بچہ نماز کو جانے لگے تو ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اسے امام کا ادب کرنا سکھائیں مگر یہ بات بھی نہیں سکھائی جاتی۔

(خطبات محمود جلد 30 صفحہ 68-69)

عائلی زندگی کے حوالہ سے اولاد کی تربیت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

شادی بیاہ کا زمانہ آتا ہے اس وقت بچوں کو یہ سکھانا چاہئے کہ بیوی سے ایسا سلوک کیا جائے۔ اس

کی دلجوئی کا کس طرح خیال رکھا جائے،اس کے رشتہ داروں کا کس طرح خیال رکھا جائے،ان کے ساتھ نرمی اور محبت کا کس کس رنگ میں سلوک کیا جائے......پس تربیت کی طرف توجہ رکھنا ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ ہر گھر میں اولاد کی صحیح تربیت کرنا ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔

(خطبات محمود جلد30 صفحہ 70)

بچوں کو آداب سکھائیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

جب بھی موقعہ ملے بچوں کو بتانا چاہئے کہ نماز یوں پڑھنی چاہئے، روزہ اس طرح رکھنا چاہئے، زکوٰۃ کے متعلق اسلام کے یہ احکام ہیں، حج اس طرح کیا جاتا ہے۔اسی طرح کھانا کھانے کے آداب بتانے چاہئیں۔انہیں نصیحت کرنی چاہئے کہ کھانا کھانے لگو تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔کھانا ختم کرو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو۔سونے لگو تو یہ دعائیں پڑھ کر سوؤ۔اٹھو تو یہ دعا پڑھو۔کسی سے ملاقات کرو تو اس طرح کرو۔کوئی تحفہ دے یا تمہارا کام کر دے تو جَزَاکَ اللّٰہُ کہو۔یہ ساری چیزیں بچوں کے ذہن نشین کرنی چاہئیں اور بار بار انہیں اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔

(خطبات محمود جلد30 صفحہ 72)

اچھی تربیت اولاد کو دوزخ سے بچاتی ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے......اس کا مطلب دراصل یہی ہے کہ عورت اگر صحیح تربیت کرے اور بچہ اگر صحیح تربیت قبول کرے تو وہ دوزخی کبھی نہیں ہوسکتا۔کیونکہ بچپن کی تعلیم اتنی گہری ہوتی ہے کہ اسے چھوڑنا آسان نہیں ہوتا۔

(خطبات محمود جلد31 صفحہ 187)

اولاد کو جنت کا حقدار بنائیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ خالی ان کا جنت میں چلے جانا کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بھی جنت کا حقدار بنائیں۔ اوران کے اعمال کی نگرانی رکھیں۔ ابھی تک جماعت کی قربانی کے معیار کو جس حد تک ہم نے پہنچایا ہے وہ دنیا کی فتح کے لئے کافی نہیں اور اگر آئندہ نسل میں قربانی کی وہ روح نہیں ہوگی جو ہم پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہماری ساری جدجہد اکارت چلی جائے گی۔ پس اپنی اولادوں اور جماعت کے نوجوانوں اور نئے آنیوالوں میں یہ روح پیدا کرو کہ بجائے قربانی میں کم ہونے کے وہ پہلوں سے زیادہ قربانی کرنے کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 375-376)

بچوں کو وقف کی تحریک کرو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

تم اپنے منہ سے تو قربانی، قربانی قربانی کی آواز بلند کرتے ہو لیکن تم اپنے بیٹوں کو نہیں کہتے کہ سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اوراگر وہ وقف کر کے آجاتے ہیں تو تم خود ان کو ورغلاتے ہو کہ وہ وقف سے بھاگ جائیں۔ تم پہلے اپنے گھر کی قربانی پیش کرو اور پھر بات کرو۔ میں کس طرح مان سکتا ہوں کہ تمہارے بیٹے اپنی زندگیاں وقف کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ میرے تو 13 کے 13 بیٹے اپنی زندگیاں وقف کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور تمہارا ایک بیٹا بھی زندگی وقف نہ کرے، میں مان نہیں سکتا۔ اگر تم یہ عذر پیش کرتے ہو کہ تمہارے بیٹے زندگی وقف کرنے کے لئے تیار نہیں تو تم جھوٹ بولتے ہو۔ آخر میرے 13 بیٹوں نے زندگیاں وقف کیں ہیں یا نہیں؟ ان میں اس بات کا احساس ہے یا نہیں؟ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے وقف چھوڑا تو میں نے ان کی شکل نہیں دیکھنی۔ میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ آخر دین کی اشاعت ہم نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا۔ تمہارے بیٹوں میں اس قسم کا احساس نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر تم انہیں زندگی

وقف کرنے کی تحریک کرتے ہو تو تم یہ بات دل سے نہیں کر رہے، صرف ظاہری طور پر اس قسم کی بات کر رہے ہو۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 574)

تربیت اولاد کے لئے بوقت شادی احتیاط

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ...... فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اولاد اپنے ماں باپ کے اثر کو قبول کر کے وہ کافر ہوں تو کافر مشرک ہوں تو مشرک اور مؤحد ہوں تو مؤحد ہو جاتی ہے پس شادی کرتے ہوئے انسان کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے اور اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھنا چاہئے تا یہ نہ ہو کہ ماں باپ کی غلطیاں اولاد میں پیدا ہو کر ہزاروں لاکھوں انسان گند میں مبتلا ہو جائیں۔

(تفسیر کبیر جلد 1 تفسیر سورۃ البقرہ زیر آیت هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ۔۔۔صفحہ نمبر 302)

اولاد کا شیطان کے حملہ سے بچاؤ

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ.... اِلٰی حِیْنٍ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ مومن و کافر اور نیک اور بد کو ایک ہی جگہ رہنا پڑتا ہے اس لئے مومنوں اور نیکوں کو اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو شیطان کے حملہ سے بچانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

(تفسیر کبیر جلد 1 تفسیر سورۃ البقرہ زیر آیت وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ صفحہ 342)

محبت اولاد اور ان پر اعتماد کی حد

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

لوگ خود نیک بھی ہو جائیں تو اولاد کی محبت یا ان پر حد سے زیادہ اعتماد کر کے اسے خرابی میں

پڑنے کا موقع بہم پہنچا دیتے ہیں اور پھر قوم نیکی کی چوٹی سے نیچے گر جاتی ہے۔
(تفسیر کبیر جلد 1 تفسیر سورۃ البقرہ زیر آیت وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ صفحہ 342)

حضرت یعقوبؑ کی اپنی اولاد کو نصیحت

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ .....وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر راستباز اپنی اولاد کو اس قسم کی نصیحتیں کرتا اور اُن پر عمل کرنے کی تاکید کیا کرتا ہے...... پھر حضرت یعقوبؑ کے لئے تو یہ بات اور بھی ضروری تھی۔ کیونکہ وہ حصہ جو ٹھوکر کھا چکا ہو اس کے متعلق والدین کو ہمیشہ فکر ہوتی ہے کہ اسے نصیحت کی جائے۔
(تفسیر کبیر جلد 2 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ..... صفحہ 206)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

مدراش ربّاہ میں جو طالمود کا حصہ ہے پیدائش باب 49 آیت 2 کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ''اس وقت کہ ہمارے باپ یعقوب نے اس دنیا کو چھوڑا۔ اس نے اپنے بارہ بیٹوں کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا...... کیا تمہارے دلوں میں قدوس خدا کے متعلق کوئی شبہ ہے؟ انہوں نے کہا...... ہمارے باپ جس طرح تیرے دل میں کوئی شبہ نہیں۔ اسی طرح ہمارے دل میں بھی نہیں۔ کیونکہ وہ آقا ہمارا خدا ہے اور وہ ایک ہے'' ...... پس حضرت یعقوبؑ کا اپنے بیٹوں کو جمع کرنا اور انہیں نصیحت کرنا اور پھر ان کا اقرار کرنا ثابت ہے۔
(تفسیر کبیر جلد 2 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ صفحہ 207)

بچے اور روزہ

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا..... اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

چھوٹا بچہ...... جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے...... شریعت نے

چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہئے ......لیکن بعض بیوقوف چھ سات سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشو ونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے اس وقت انکو روزہ کی ضرور مشق کرانی چاہئے ...... اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں ......پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہئے کہ کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے ضرور رکھیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا......اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کریں گے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ صفحہ 385)

بچہ کو دباؤ ڈالنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت لَاتُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَاتُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ ماں اپنے بچہ کی وجہ سے باپ کو ضرر نہ دے اور یہ بھی کہ ماں اپنے بچے کی وجہ سے ضرر نہ دی جائے اس آیت میں مرد اور عورت دونوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ بچہ کو ایک دوسرے پر دباؤ ڈالنے کا ذریعہ نہ بناؤ بہت سے نادان اس حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو بچے ہلاک ہو جاتے ہیں یا ان کی تربیت خراب ہوتی ہے۔ اس قسم کا فعل درحقیقت قتل اولاد کے مشابہ ہے اور قرآن کریم نے اس سے روک کر آئندہ اولادوں پر احسان عظیم کیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت لَاتُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا صفحہ 526)

بچہ کی پرورش اس کا حق ہے

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ کا عطف وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر ہے...... یعنی اس کا پرورش کرنا احسان کے طور پر نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک حق کے طور پر ہوگا جو اللہ کی طرف سے اس پر واجب کیا گیا ہے...... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمدن کی ایک نئی بنیاد رکھی ہے۔ کہ کمزور بچوں کی تربیت بطور حق ورثاء پر ڈال دی ہے...... اور ان کا فرض ہوگا کہ وہ بچہ کے کھانے اور لباس کے اخراجات کے علاوہ اس کے تعلیمی اخراجات بھی بالغ ہونے تک پورے کریں اور اس کی اعلیٰ درجہ کی تربیت مدنظر رکھیں تا کہ وہ قوم کا ایک مفید وجود بن سکے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ صفحہ 526)

حق رضاعت

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوْا أَوْلَادَكُمْ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّا اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ میں بتایا کہ بچوں کو دوسروں سے دودھ پلوانا حقوق پدری کے خلاف نہیں نہ حقوق مادری کے خلاف...... بچے کے حقوق بطور حق کے ہیں اور ان میں کمی کرنا موجب گناہ ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ صفحہ 527)

باپ کے بعد بچے کو چچا کے گھر پلنے کا اخلاقاً حق ہے

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا ..... إِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِيْنٌ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت ابوطالب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے کوئی غیر نہ تھے۔ باپ کی عدم موجودگی

میں چچا کے گھر پلنے کا بچہ کو اخلاقاً حق ہوتا ہے۔ کیونکہ اہلی زندگی کی بنیاد ہی اس قدیم عہد پر ہے کہ ایک دوسرے کا مصیبت کے وقت میں نائب بنے گا۔ چنانچہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو پالا۔ اگر ابوطالب کا کوئی بیٹا رہ جاتا اور عبداللہ زندہ ہوتے تو وہ ان کے گھر پلتا۔

(تفسیر کبیر جلد 3 زیرآیت أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا صفحہ 15)

تربیت اولاد کا خیال نہ رکھنے کے بدنتائج

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا ...... عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوموں کی تباہی کا باعث ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ترقی کے لئے تو کوشش کرتی ہیں...... اپنے تقویٰ کا خیال رکھتی ہیں مگر اولاد کے اخلاق کی طرف پوری توجہ نہیں کرتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا نیکی کا معیار گرنے لگتا ہے...... اور آخر قوم تباہی کے گڑھے میں گر جاتی ہے...... اگر مسلمان اس (بے مثل) نکتہ کا خیال رکھتے تو آج ان کا یہ حال نہ ہوتا۔ انہوں نے ایک وقت اپنی اولادوں کی تربیت کے فرض سے کوتاہی کی اور ان کی ناجائز محبت ان پر غالب آ گئی یا انہوں نے شادیوں میں احتیاط سے کام نہ لیا ...... كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ تم میں سے ہر ایک شخص علاوہ اپنی ذات کی ذمہ داری کے بعض دوسرے وجودوں کا بھی ذمہ دار ہے...... پس خالی اپنے نفس کی طہارت انسان کے کام نہیں آ سکتی۔

(تفسیر کبیر جلد 3 زیرآیت وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا صفحہ 42)

قتل اولاد کی مناہی

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ ..... اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيْرًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ یعنی اس خوف سے کہ اولاد پر روپیہ خرچ ہوگا ان کو ہلاک نہ کرو...... اور آیت کے یہ معنے ہیں کہ اس ڈر سے نہ مارو کہ روپیہ خرچ ہوگا...... بعض لوگ بخل کی وجہ

سے اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتے ۔ پوری غذا نہیں دیتے یا ایسی غذا نہیں دیتے جو نشوونما کے لئے ضروری ہو......بچوں کو بخل کیوجہ سے اچھی غذا نہیں دیتے ۔لباس مناسب نہیں دیتے حتیٰ کہ بعض دفعہ وہ خوراک کی کمی کی وجہ سے بیمار ہوجاتے ہیں ۔بعض دفعہ لباس کی کمی کی وجہ سے نمونیہ وغیرہ کا شکار ہوجاتے ہیں ۔اس قسم کے لوگ دنیا میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ملتے ہیں اور ہر ملک میں ملتے ہیں ۔اسی طرح قتل سے مراد اخلاقی روحانی قتل بھی ہوسکتا ہے کہ روپیہ کے خرچ کے ڈر سے اچھی تعلیم نہیں دلاتے اور گویا بچہ کی اخلاقی یا روحانی موت کا موجب ہوجاتے ہیں......قتل کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ اولاد کو قتل کرنے سے انسان فطرتاً تنفر کرتا ہے پس اس لفظ کے استعمال سے اس کی توجہ اس طرف پھرائی ہے کہ تم کسی صورت میں بھی اولاد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے پر تیار نہیں ہوتے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ایک اور قسم کے قتل کے تم مرتکب ہورہے ہو۔یعنی اولاد کی خوراک اور لباس کا خیال نہیں رکھتے اور ان کی صحتوں کو برباد کردیتے ہو۔یا ان کی تربیت کا خیال نہیں رکھتے اور ان کے اخلاق کو برباد کردیتے ہو......غرض لَاتَقْتُلُوْا کے الفاظ استعمال کرنے کے بعد خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ کی شرط لگا کر قرآن کریم نے اولاد کی تربیت اس کی پرورش ماں کی پرورش اور اس کی زندگی کی قیمت کے متعلق ایک وسیع مضمون بیان کیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 4 زیر آیت وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ صفحہ 326-327)

عمدہ تربیت

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوْا..... لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بچپن سے بعث بعد الموت کے دلائل نوجوانوں کے ذہن نشین کرنے چاہئیں ۔اس کے بغیر کبھی صحیح اور عمدہ تربیت نہیں ہوسکتی۔

(تفسیر کبیر جلد 4 زیر آیت ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوْا صفحہ 393)

اولاد کو نماز کا پابند بنائیں

حضرت مصلح موعودؓ قرآن کریم کی آیت وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ .... وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرتا رہے اور خود بھی نمازوں کا پابند رہے تاکہ اس کی اولاد بھی اسی رنگ میں رنگین ہو۔

(تفسیر کبیر جلد 5 زیر آیت وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ صفحہ 482)

تربیت کی اہمیت

حضرت مصلح موعودؓ قرآن کریم کی آیت وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا .....وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر مسلمان......اپنی آئندہ نسلوں کی نیک تربیت سے کبھی غافل نہ ہوتے تو وہ نالائق بادشاہ امت محمدیہ میں کیوں پیدا ہوتے جنہوں نے تخت و تاج کو اپنی عیاشیوں کی نذر کر دیا......اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف توجہ کریں اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 6 زیر آیت وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا صفحہ 595)

حضرت اسماعیلؑ کا طریق تربیت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

قرآن کریم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایک بڑی خوبی یہ بیان فرمائی ہے کہ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ (مریم:56) یعنی وہ اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو نماز اور زکوۃ کی تاکید کیا کرتے تھے......اور یہی ہر مومن کا کام ہے اور اس کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنی اولاد کی نیک تربیت سے کبھی غافل نہ ہو وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرتا رہے اور خود ان کا معلم بنے اور انہیں اس قابل بنائے کہ وہ ہمیشہ اسلام کا جھنڈا اونچا رکھیں۔ اور محمد رسول ﷺ کا نام بلند کرتے رہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 596)

صحیح تربیت قومی ترقی کے لئے ضروری ہے

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ تیری بات مان لیا کریں......ان کی تربیت کا ہمیشہ خیال رکھ......اگر افراد کی صحیح تربیت کی جائے اور ان کے اندر جذبہ قربانی پیدا کیا جائے تو ان کی طاقت سے اتنا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ قوم ترقی کے میدان میں کہیں کی کہیں نکل جاتی ہے......اسی طرح جب جماعت کے افراد کی صحیح تربیت کی جائے اور اگلی نسلوں میں قربانی اور ایثار اور فدائیت کا زیادہ سے زیادہ جذبہ پیدا کیا جائے تو وہ دنیا میں امن کے قیام کا ایک بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں...... آئندہ نسل کے اندر جذبہ قربانی پیدا کرنا اور اس کی صحیح تربیت کرنا قوموں کو زندہ رکھنے کا ایک حتمی اور یقینی ذریعہ ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 7 زیر آیت وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ صفحہ 286-287)

بچوں کو باجماعت نماز کی عادت ڈالو

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاۃَ ..... وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ۔ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 7 زیر آیت اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاۃَ صفحہ 651)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بداعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا۔ اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کے لئے اصلاح کا موقعہ ہے مگر وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 652)

بچوں کو نماز کی عادت نہ ڈالنے والا ان کا قاتل ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں۔اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آ سکتا کہ یہ کہا جا سکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 652-653)

اپنی نسل کی نگرانی کریں

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

افسوس ہے کہ لوگ اپنی نسلوں کو خودرو پودوں کی طرح بغیر کسی حفاظت اور نگرانی کے چھوڑ دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باپ اچھا ہوتا ہے تو بیٹا خراب ہو جاتا ہے......اگر ساری قوم مل کر اپنی عادتوں کی اصلاح کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ نسل ایسی اعلیٰ درجہ کی پیدا ہوگی جس کا چلن نہایت مضبوط ہو گا جس کے اخلاق نہایت بلند ہوں گے۔

(تفسیر کبیر جلد 10 زیر آیت اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ صفحہ 196)

تربیت پہلے دن سے ہونی چاہئے

حضرت مصلح موعود قرآن کریم کی آیت اِنَّـآ اَعْطَیْنٰـکَ الْکَوْثَرَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سب سے پہلے اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ جب بچہ پیدا ہو اسی وقت اس کے کانوں میں (نداء) اور اقامت کہی جائے......بچہ کے کان میں جو آوازیں پڑتی ہیں وہ اس پر نہایت گہرا اثر کرتی ہیں...... پہلے دن بچہ کے کان میں (نداء) دینے کا حکم دے کر بتایا کہ بچہ کی تربیت اس کی

پیدائش کے وقت سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔تمہارا فرض ہے کہ تم اس کے کان میں ہمیشہ نیک باتیں ڈالو۔اگر پہلے دن اس کے کان میں (نداء) کی آواز پڑتی ہے تو دوسرے دن اس کے کان میں جو آواز پڑے وہ پہلے دن کی آواز سے اچھی ہو اور تیسرے دن جو آواز پڑے وہ دوسرے دن کی آواز سے اچھی ہو...... پہلے دن سے ہی بچے کے کان میں نیک باتیں ڈالنا خواہ ان کو سمجھنے کی اہلیت اس میں بعد میں پیدا ہو ہر مومن کا فرض ہے۔تا کہ بڑے ہو کر بھی اسے فکرِ صحیح کی عادت پڑے۔

(تفسیر کبیر جلد 10 زیر آیت اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ صفحہ 324-325)

بچوں میں اخلاق حسنہ کی عادت ڈالی جائے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچپن میں ہی اخلاق کی داغ بیل پڑتی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض کاموں کی داغ بیل جوانی میں پڑتی ہے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ بعض کاموں کی داغ بیل بچپن میں پڑتی ہے جوانی میں جن کاموں کی داغ بیل پڑتی ہے وہ بالعموم عملی ہوتے ہیں۔جن کے ذریعے انسان کا ذہن برے اور بھلے کی تمیز کر لیتا ہے،مگر قومیں صرف برے اور بھلے کی تمیز سے ہی ترقی نہیں کیا کرتیں بلکہ قوم کی ترقی کے لئے اچھی عادتوں کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔بے شک عادت بعض لحاظ سے نقصان رساں بھی ہوتی ہے،مگر عادت درحقیقت قومی ترقی کا ایک ضروری حربہ بھی ہوتی ہے۔کسی قوم کو نیک اخلاق کی عادت ڈال دو،وہ خود بخود باقی اقوام پر غالب آنے لگ جائے گی اسی طرح جب کسی قوم میں بدعادات پیدا ہو جائیں،وہ خود بخود گرتی چلی جاتی ہے اور اگر اسے کسی بات کی بھی عادت نہ ڈالو تو اس قوم میں ایک تزلزل رہے گا۔کبھی اخلاقی رو غالب آ گئی تو وہ ترقی کر جائے گی اور اگر اخلاقی رو دب گئی تو وہ گر جائے گی۔تو اصل حقیقی چیز یہ ہے کہ اچھی عادت بھی ہو اور علم بھی ہو مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب عادت کے زمانے کی بھی اصلاح کی جائے اور علم کے زمانے کی بھی اصلاح کی جائے عادت کا زمانہ بچپن کا زمانہ ہوتا ہے اور علم کا زمانہ جوانی کا زمانہ ہوتا ہے۔پس خدام الاحمدیہ کی ایک شاخ ایسی بھی کھولی جائے جس میں پانچ چھ سال عمر کے بچوں سے لے کر پندرہ سولہ سال کی عمر تک کے بچے شامل ہو سکیں یا اگر کوئی اور حد بندی تجویز ہو تو اس کے ماتحت بچوں کو شامل کیا جائے۔

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 54)

تربیت اولاد ایک اہم فرض ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

پس ہم سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں تک اسلام کی تعلیم کو محفوظ رکھتا چلا جائے اور درحقیقت اسی غرض کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ کی انجمن قائم کی ہے تا جماعت کو یہ احساس ہو کہ اولاد کی تربیت ان کا اہم ترین فرض ہے۔ رسول کریم ﷺ نے یہ نکتہ ایسے اعلیٰ طور پر بیان فرمایا ہے کہ اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ امر ہر شخص جانتا ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی اصلاح میں سے مقدم اصلاح لڑکیوں کی ہوتی ہے کیونکہ وہ آئندہ نسل کی مائیں بننے والی ہوتی ہیں اور ان کا اثر اپنی اولاد پر بہت بھاری ہوتا ہے۔

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 84)

بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا ہے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کی تربیت میں ابھی بہت نقص ہے اور اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے مجھے اکثر بچوں کی پیشانی پر ابھی وہ بات نظر نہیں آتی جو ان کے نور ایمان کو کامل طور پر ظاہر کرنے والی ہو۔ بہت تھوڑے بچے اور نوجوان میں نے ایسے دیکھے ہیں جن کی پیشانی پر میں نے **اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ** لکھا ہوا دیکھا ہو اور وہ خدا تعالیٰ کے انعامات کو حاصل کرنے کے لئے پوری جدوجہد کرتے ہوں۔

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 69)

بچہ کی تربیت چھوٹی عمر سے شروع ہونی چاہئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

آوارگی بچپن میں پیدا ہوتی ہے اور یہ سب بیماریوں کی جڑھ ہوتی ہے۔ اس کی بڑی ذمہ داری والدین اور استادوں پر ہوتی ہے وہ چونکہ احتیاط نہیں کرتے۔ اس لئے بچے اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو رسول کریم ﷺ نے اس کے مٹانے کے لئے کتنا انتظام کیا ہے کہ فرمایا بچے کے پیدا ہوتے

ہی اس کے کان میں (نداء) اور تکبیر کہی جائے اور اس طرح عمل سے بتا دیا کہ بچہ کی تربیت چھوٹی عمر سے شروع ہونی چاہئے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ بچوں کو (بیوت الذکر) اور عید گاہوں میں ساتھ لے کر جانا چاہئے۔ خود آپ کا اپنا طریق بھی یہی تھا۔ آج کل تو یہ حالت ہے کہ سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان بھی بے ہودہ حرکت کرے تو والدین کہہ دیتے ہیں کہ ابھی ''نیانا'' یعنی کم عمر ہے...... یہ بہت حماقت کی بات ہے کہ بچوں کو چھوٹا سمجھ کر انہیں آوارہ ہونے دیا جائے۔ اگر بچوں سے صحیح طور پر کام لیا جائے تو وہ کبھی آوارہ ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر انہیں گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرنے کی بجائے مجلسوں میں بٹھایا جائے تو بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 104-105)

بچوں کو کام میں مصروف رکھنا آوارگی سے بچاتا ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

بچہ کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھنا چاہئے۔ میں کھیل کو بھی کام ہی سمجھتا ہوں، یہ کوئی آوارگی نہیں۔ آوارگی میرے نزدیک فارغ اور بیکار بیٹھنے کا نام ہے یا اس چیز کا کہ گلیوں میں پھرتے رہے۔ اس بات کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہئے کہ بچے یا پڑھیں یا کھیلیں یا کھائیں اور یا سوئیں۔ کھیل آوارگی نہیں اس لئے اگر وہ دس گھنٹے بھی کھیلتے ہیں تو کھیلنے دو اس سے ان کا جسم مضبوط ہوگا اور آوارگی بھی پیدا نہ ہوگی پس کھیلنا بھی ایک کام ہے جس طرح کھانا اور سونا بھی کام ہے۔ مگر خالی بیٹھنا اور باتیں کرتے رہنا آوارگی ہے اس لئے خدام الاحمدیہ کو کوشش کرنی چاہئے کہ جماعت کے بچوں میں یہ آوارگی پیدا نہ ہو۔ کسی کو یونہی پھرتے دیکھیں تو اس سے پوچھیں کہ کیوں پھر رہا ہے۔ اگر باز نہ آئے تو محلّہ کے پریذیڈنٹ کو رپورٹ کریں اور ان سب باتوں کے لئے اصول وضع کریں جن کے ماتحت کام ہو۔ میں نے دیکھا ہے کئی لوگ گھنٹوں دکانوں پر بیٹھے فضول باتیں کرتے رہتے ہیں حالانکہ اگر اسی وقت کو وہ (دعوت الی اللہ) میں صرف کریں تو کئی لوگوں کو احمدی بنا سکتے ہیں لیکن فضول وقت ضائع کر دیتے ہیں اور اگر کام کے لئے پوچھا جائے تو کہہ دیتے ہیں کہ فرصت نہیں حالانکہ اگر فرصت نہیں ہوتی تو دوکانوں پر کس طرح بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 107)

طلباء میں ذہانت پیدا کریں

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

ہمارے سکولوں اور کالجوں میں طالب علموں کی ذہانت کی ترقی کے لئے قطعی طور پر کوئی کوشش نہیں کی جاتی استاد اور پروفیسر محض کتابیں پڑھا دیتے ہیں اور طالب علموں کو الفاظ رٹا دیتے ہیں لیکن خالی لفظوں کو لے کر کسی نے کیا کرنا ہے اگر ایک پڑھا لکھا شخص ہو لیکن ذہین نہ ہو تو اس سے بہت زیادہ کام وہ شخص کر سکتا ہے جو گو پڑھا ہوا نہ ہو مگر ذہین ہو...... پس ذہانت بالکل اور چیز ہے اور علم اور چیز۔ علم بھی اچھی چیز ہے مگر ذہانت کے بغیر علم کسی کام کا نہیں ہوتا۔

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 149)

ہر احمدی کو بچوں اور نوجوانوں کی اصلاح کرنی چاہئے

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

میں انصار کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ بچوں کی تربیت نہایت ضروری چیز ہے اور ان کی نگرانی نہ کرنا ایک خطرناک غلطی ہے۔

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 456)

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

طفولیت کا زمانہ بہت سے امور میں معافی چاہتا ہے گو وہ تربیت کا زمانہ ضرور ہوتا ہے۔ ہم اس زمانے میں بچے کو تربیت سے آزاد نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جو بچوں کی غلطی پر یہ کہا کرتے ہیں کہ ''بچہ ہے جانے دو'' وہ اول درجہ کے احمق ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ بچپن کا زمانہ ہی سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے اگر اس عمر میں وہ نہیں سیکھے گا تو بڑی عمر میں اس کے لئے سیکھنا بڑا مشکل ہو جائے گا درحقیقت اگر ہم غور کریں تو بچپن کا زمانہ سب سے زیادہ سیکھنے کے لئے موزوں ہوتا ہے اور اسی عمر میں اس کی تربیت اسلامی اصول پر کرنی چاہئے۔ پس گو بچہ بعض اعمال کے لحاظ سے معذور سمجھا جاتا ہے، سیکھنے کا عمدہ زمانہ اس کی وہی عمر ہے۔

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 513)

تربیت اولاد

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

اطاعت کی روح اور دیانت کا بلند مقام پیدا کرنے کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

چند ہفتوں کی بات ہے...... مجھے بعض مردوں کی طرف سے بھی اور لجنہ اماء اللہ کی طرف سے بھی یہ تحریک کی گئی کہ...... کوئی بڑا ہی سخت اقدام کرنا چاہئے ایسے خاندانوں کے خلاف جنہوں نے اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کی اور انہیں سنبھالا نہیں۔ اس وقت میرے دل نے یہ فیصلہ کیا مجھے دعا کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اپنے ربّ سے ہدایت لینی چاہئے کہ وہ کیا چاہتا ہے کہ میں اس معاملے میں کیا کروں؟ تب ایک خواب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اس جماعت کے بچے بھی اور بڑے بھی مرد بھی اور عورتیں بھی اطاعت کے ایسے مقام پر قائم ہیں کہ ان پر کسی قسم کی سختی کرنے کی ضرورت نہیں پیار سے ان کو سمجھاؤ یہ سمجھ جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کی روشنی میں بڑے درد کے ساتھ اور انتہائی پیار کے ساتھ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ربوہ میں ایک بچہ بھی ایسا ہے جو اس گند میں ملوث ہے۔ اگر ربوہ میں ہماری ایک بچی بھی ایسی ہے جو ایسی گندی عادت میں مبتلا ہے تو خدا کے لئے آپ اس کی تربیت کی طرف متوجہ ہوں اور اس کو بھی دیانت کے اس بلند مقام پر کھڑا کریں دیانت کے جس بلند مقام پر اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو کھڑا کرنا چاہتا ہے۔

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 559)

تربیت اولاد میں کوتاہی کرنے کے نتیجے میں خدا کا عذاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ احمدی مستورات کا دنیا داری کی ہوس میں رہنے والی خواتین سے فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خصوصاً تربیت اولاد کی جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان کو وہ محبت اور اخلاص کے ساتھ اور پوری توجہ کے ساتھ نباہتی ہیں وہ اس یقین پر قائم کی گئی ہیں کہ اگر ہم نے کوئی بدنمونہ اس دنیا میں چھوڑا تو خدا تعالیٰ جس نے امہات المومنین کو بھی یہ کہا تھا کہ اگر نقض عہد کروگی تو دگنی سزا دوں گا وہ ہمیں کب چھوڑے گا وہ ہماری غلطی کے نتیجہ میں یقیناً ہم پر ایک کے بعد دوسرا قہر نازل کرے گا اور

اس قہر کی ہمیں برداشت نہیں ہے اس قہر سے ہم ترساں ولرزاں ہیں اس قہر سے بچنے کے لئے اور اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے ہم اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں ہم اپنے بچوں کی اور اپنی بچیوں کی اس رنگ میں تربیت کریں گیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سپاہی بن کر اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی جو مہم جاری ہے اس مہم کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والے ہوں گے۔

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 606-607)

بچوں کی تربیت سے پہلے بڑوں کی تربیت کرنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

پس میں سمجھتا ہوں کہ......قوم کے بزرگ بھی اور قوم کے نوجوان بھی قوم کے مرد بھی اور قوم کی عورتیں بھی اس حکمت الٰہی کو سمجھنے لگیں جس حکمت الٰہی کا تعلق خانہ کعبہ کی بنیاد سے ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُولُو الالباب ٹھہریں اور اس کی آواز کو اور اس کے احکام کو اور احکام کی حکمتوں کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور ان قدوسیوں کے گروہ میں شامل ہوں کہ جن پر اللہ تعالیٰ کے ہر آن فضل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر چہ جو منصوبہ یا سکیم میں جماعت کے سامنے رکھوں گا اس کا اصل مقصد ان نوجوانوں کی تربیت ہے جن کی عمر اگر وہ احمدیت میں پیدا ہوئے ہیں تو ابھی 25 سال تک کی ہے یا ان کی عمر اگر وہ جماعت میں نئے داخل ہونے والے ہیں تو 15 سال کی ہے لیکن اس تربیت کے لئے جوان بچوں کی ہم نے کرنی ہے ان کے بڑوں کی تربیت کرنا ضروری ہے تا کہ وہ اس نسل کی تربیت کر سکیں۔ پس دوسرے نمبر پر مخاطب جماعت کے سب مرد اور جماعت کی سب بہنیں ہیں جن کی عمر اس وقت 25 سال سے اوپر ہے کیونکہ ان لاکھوں نوجوانوں کی تربیت جو 25 سال سے کم عمر یا دوسرے لحاظ سے پندرہ سال سے کم عمر کے ہیں صرف میں اکیلا یا میرے چند ساتھی نہیں کر سکتے ہمیں ہر گھر کی تطہیر کرنی پڑے گی تا کہ ہر گھر میں پرورش پانے والا، خدا کا سپاہی بنے اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو۔ ہمیں ہر محلّہ، ہمیں ہر قصبہ، ہمیں ہر شہر کی پاکیزگی کے سامان پیدا کرنے پڑیں گے تا کہ اسی ماحول میں وہ نسل پیدا ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس پر اپنی جانیں اور اپنے اوقات اور اپنی عزتیں اور اپنے اموال خرچ کرنے والے ہوں اور قربان کرنے والے ہوں۔ شاید

مجھے یوں کہنا چاہئے کہ پہلے بڑوں کی تربیت کرنا ضروری ہے تا ان کے ذریعہ سے ان چھوٹوں کی تربیت کی جا سکے جن پر بڑی ہی اہم ذمہ داریاں عنقریب پڑنے والی ہیں۔ یادرکھیں اگر ہم نے اس میں غفلت برتی تو ہم پر تو خدا کا غضب نازل ہوگا اور ایک اور قوم پیدا کی جائے گی جو خدا کے وعدوں کی وارث بنے گی پس اپنی جانوں کی فکر کرو اور ان ذمہ داریوں کے نباہنے کے لئے تیار ہو جاؤ جو الٰہی منشا کے مطابق ایک سکیم کے ماتحت میں آپ پر ڈالنے والا ہوں۔

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 751-752)

غصے سے کسی کو سزا نہیں دینی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ فرماتے ہیں:

غصے سے کسی کو سزا نہیں دینی چاہئے بعض دفعہ یہاں سکول ماسٹروں کو بھی بڑی سختی سے سمجھانا پڑتا ہے کہ بچوں کو سزا دیتے وقت غصے کا اظہار نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنے ربّ کی صفت کے مطابق اصلاح کا خیال رکھا جائے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے تم پر بڑا ہی ظلم کیا ہو خواہ ظلم کی انتہا ہی کیوں نہ ہو گئی ہو اگر تم یہ دیکھو کہ معاف کرنے میں اس کی اصلاح ہے تو تم اسے معاف کر دو۔ اپنے سارے احساسات اور جذبات کو خدا کے لئے قربان کر کے اس کی صفات کا رنگ اپنے پر چڑھاؤ۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 574)

بچپن میں ہی اسلامی تعلیم کی بنیادی باتیں سکھانا شروع کر دینی چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: 14) اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ بچے کو بچپن کی عمر میں ہی اسلامی تعلیم کی بنیادی باتیں سکھانا شروع کر دینا چاہئے جیسا کہ حضرت لقمان علیہ السلام کا بچے کو وعظ کے رنگ میں ان حقائق اور صداقتوں کی طرف متوجہ کرنا جو قرآن کریم کی صداقتیں اس زمانہ کے لوگوں کو دی گئی ہیں۔ اس طرح حضرت مریم علیہ السلام کا واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور اسی قسم کے

دوسرے واقعات ہیں جن میں اسلام کی بنیادی تعلیم کو بیان کیا گیا ہے۔ ان سب واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بچے کو بچہ کہہ کر اس کی تعلیم اور تربیت سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اس وقت ہمارے بہت سے بچے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہات سے یہاں جمع ہیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ بھی اس بنیادی تعلیم اور تربیت کے اصول پر غور کریں جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور اساتذہ کو خصوصاً چاہئے کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھتے ہوئے ان بنیادی باتوں کی وضاحت کرتے رہیں اور کوشش کریں کہ ہمارے بچوں کے ذہن میں یہ بنیادی ہدایتیں واضح ہو جائیں تا کہ ان کی زندگی اندھیروں میں بھٹکتی نہ پھرے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے ہمیشہ دور نہ رہیں۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 790)

شرک سے اجتناب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان:14) یہ بات بچے کے ذہن نشین کر دینی چاہئے کہ خدائے واحد و یگانہ کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں۔ وہی ایک واحد و یگانہ ہے جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا۔ عالمین کو پیدا کیا یعنی اس مخلوق کو پیدا کیا جو موجود ہے اور جس تک ہمارا علم یا ہماری نظر یا ہمارا تخیل پہنچا ہے یا نہیں۔ ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ایک ہے۔ کسی غیر کو اس کی ذات اور صفات میں شریک کرنا یہ ظلم عظیم ہے......توحید کے اوپر قائم کرنا چاہئے۔ ہر رنگ میں اور ہر طریق پر توحید حقیقی کو بیان کر کے اور اگلی انسل کو اس بات پر پختگی سے قائم کر دینا چاہئے کہ خدا کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں وہ خدا ہی واحد و یگانہ سب قدرتوں اور سب طاقتوں کا مالک ہے۔ اسی کے جلوے ہمیں مادی شکل میں نظر آتے ہیں سورج کی روشنی اسی کے نور کی ایک جھلک ہے چاند کی چاندنی اس کے حسن کا جلوہ دکھا رہی ہے پانی میں زندگی اسی کی صفت ''حَیّ'' کا ایک جلوہ ہے اور پھر انسان کا باقی رہنا اور صحت کے ساتھ باقی رہنا اس کی قیّومیّت کا مظاہرہ ہے غرض ہر چیز خواہ کسی شکل میں اور کسی رنگ میں ہمارے سامنے آئے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہی ہے جو اس رنگ میں اور اس شکل

میں ہمارے سامنے آئی۔ اللہ تعالیٰ کی اس معرفت اور اس عرفان کے بعد محبت کا ایک بیج بچہ کے دل میں بویا جاتا ہے پھر وہ اپنی استعداد کے مطابق اس بیج کو بڑھانے میں خدا تعالیٰ کی توفیق سے کامیاب ہوتا اور خدا تعالیٰ کے حسن اور اس کے احسان کے جلوؤں کا مشاہدہ کرتا ہے بہر حال بچے کو بچپن کی عمر میں ہی شرک سے اجتناب کی تعلیم دینی چاہئے اور اس کے دل میں توحید حقیقی کو قائم اور راسخ کر دینا چاہئے۔

(خطبات ناصر جلد2 صفحہ 791-792)

بچے میں شکر گزار بندہ بننے کی عادت ہونی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

اللہ تعالیٰ نے ...... سورہ لقمان میں جو تعلیم دی ہے اور بچوں کو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ دیکھو پیدائش کے دن تم نے رحیمیت کا جلوہ نہیں دیکھا تھا۔ تم نے رحمانیت کا جلوہ دیکھا تھا اور رحمانیت کا جلوہ احسان کی شکل میں تمہارے ماں باپ نے دکھایا۔ ہر قسم کا احسان رحمانیت کا جلوہ ہے حق سے زائد دینا یا حق نہ ہو اور اسے دینا دونوں رحمانیت کے جلوے ہیں بہر حال یہ فرمایا کہ جہاں بھی تمہیں اپنے اوپر احسان نظر آئے تمہارے لئے توحید کی وجہ سے دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے کہ احسان مخلوق کی طرف سے مجھ پر ہو نہیں سکتا تھا جب تک کہ خدائے واحد و یگانہ مجھ پر احسان نہ کرنا چاہتا۔ اس واسطے شکر کا پہلا حقدار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے بعد شکر کے حقدار وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کے اظہار کے لئے اپنا آلہ کار بنایا اور چونکہ احسان کا یہ پہلا جلوہ ہمیں ماں باپ کے طرز عمل اور ان کی خدمت میں نظر آتا ہے اس لئے فرمایا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (البقرہ: 84) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کوئی اور محسن ہو تو تم نے اس کے احسان کا بدلہ "هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ" (الرحمن: 61) کے ماتحت نہیں دینا بلکہ یہ اس لئے کہا کہ جب تم اس دنیا میں پیدا ہوئے تو تم نے خدائے واحد و یگانہ کی رحمانیت کے احسان کا ایک جلوہ دیکھا تھا اور وہ جلوہ تمہیں اپنے والدین کی وساطت سے نظر آیا تھا اس لئے اس پہلے جلوہ کی وجہ سے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنے

والدین کے لئے شکر کے جذبات پیدا کرو کیونکہ اگر تم نے رحمانیت کے اس احسان کے پہلے جلوے کا شکر نہ کیا تو تمہیں گندی عادت پڑ جائے گی اور تم دوسرے احسانوں اور رحمانیت کے جلووں کا بھی شکر ادا نہیں کرو گے پس تم پہلے جلوہ احسان اور جلوۂ رحمانیت سے شکر بجالانا شروع کرو اور موت تک اپنا یہ وطیرہ اختیار کرو تم یہ عادت ڈالو کہ جب بھی تمہیں کسی طرف سے خدائے رحمان کا کوئی جلوہ نظر آئے گا تو تم اس شخص کے ممنون ہو جاؤ گے جو اس احسان اور رحمانیت کے جلوہ کا آلہ کار بنا۔ اس معنی میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا کیونکہ بندے تو احسان کرنے کے قابل ہی نہیں ہر عطا جو حق سے زائد ہے (ویسے تو حق کے مطابق عطا بھی خدا کی عطا ہے لیکن یہ حصہ میرے مضمون سے تعلق نہیں رکھتا میں اس کی نفی نہیں کر رہا) وہ پہلے خدا تعالیٰ کی عطا ہے پھر کسی آلہ کی اس مادی دنیا میں، اس عارضی دنیا میں کسی واسطہ کے نتیجہ میں وہ عطا حاصل ہوتی ہے غرض بچے کے دل میں شکر گزار بندہ بننے کی عادت بچپن سے ہونی چاہئے اور استاد کا یہ کام ہے کہ اسلام کی یہ تعلیم بڑی وضاحت سے اس کے سامنے رکھے۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 793-794)

بچے کو اس بات کا احساس دلایا جائے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ اللہ تعالیٰ نے ان آیات (سورۃ لقمان) کے آخر میں بڑے لطیف رنگ میں ہمیں ایک نصیحت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بچو!...... میں نے تمہارے اور ایک گدھے میں ایک فرق قائم کیا ہے۔ گدھا گدھا ہے اور تم انسان کے بچے ہو اس فرق کو بھولنا نہیں اور تم انسان کے بچے اس صورت میں رہ سکتے ہو جب کہ تم اپنے نفس کو نفس کی بدخواہشات سے محفوظ کر لو اور نفس کو نیکی کی باتوں اور فضائل نفس سے آراستہ کر لو اور انوار نفس سے منور کر لو۔ اگر تم یہ کر لو گے تو تمہاری آواز میں انسانی دبدبہ اور اثر ہوگا اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو چاہے تم چیختے رہو اور چیخ چیخ کے لوگوں کے کان پھاڑنے کی کوشش کرو تمہاری آواز اور گدھے کی آواز میں کوئی فرق انسانی فطرت محسوس نہیں کرے گی

پس اگر تم نے انسان بن کر اسی دنیا میں زندگی گزارنی ہے اگر تم نے انسان کی خصلتوں کو حاصل کر کے گدھے سے اپنے آپ کو ممیّز اور ممتاز کر لینا ہے تو تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے نفس کی آفات کو پہچانتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ نے نفس انسان کے لئے جو فضائل کے حصول کے مواقع رکھے ہیں ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ کی نگاہ میں خوبصورت بنو اور اللہ کی نگاہ میں محسن بنو۔ وہ حسن جو اللہ کی نگاہ انسان کے اندر دیکھتی ہے اور دیکھنا چاہتی ہے اور وہ احسان جو اللہ کی نگاہ انسان کے اندر دیکھتی ہے اور دیکھنا چاہتی ہے اگر تم نے اس حسن اور اس احسان کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیا تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں گدھا سمجھ کر ذلیل نہیں کرے گی، تمہیں گدھا سمجھ کر حقیر قرار نہیں دے گی، تمہیں گدھا سمجھ کر غیر انسانی سلوک تم سے نہیں کرے گی۔ خدا کرے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انسان بن جائیں اور خدا کرے کہ ہم اس کے فضل سے یہ توفیق پائیں کہ اپنی آئندہ نسل کو بھی انسان کے اس نور سے منور کرنے کی توفیق پائیں کہ جو انسان کو دوسری مخلوق سے ممیّز کر دیتا ہے۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 794-795)

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

بعض ذمہ داریاں افراد سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ انفرادی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور بعض ذمہ داریوں کے بہت سے پہلو یا وہ ساری کی ساری اجتماعی رنگ رکھتی ہیں اور جو اجتماعی ذمّہ داریاں ہیں اگر وہ گروہ یا وہ خاندان جن کی وہ ذمہ داریاں ہیں بحیثیت مجموعی ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اور اِس کے نتیجہ میں اس گروہ یا خاندان کے بعض افراد ظالم بن جائیں تو سزا اور عذاب میں سارا خاندان ہی ملوّث ہو جائے گا۔ دُنیا کی نگاہ تو یہ دیکھے گی کہ ایک پندرہ سالہ بچے نے چوری کی مگر اللہ تعالیٰ کی نگاہ یہ دیکھتی ہے کہ اس کے ماں اور باپ بہن اور بھائیوں اور خاندان کے دوسرے بڑے رشتہ داروں پر جو یہ فرض تھا کہ وہ اس پندرہ سالہ معصوم بچے کی صحیح تربیت کریں وہ تربیت انہوں نے نہیں کی جس کے نتیجہ میں وہ چور بن گیا۔ پس دُنیا کا قانون تو صرف اس بچے کو سزا دے گا مگر اللہ کا قانون اُس دُنیا میں

بھی اور اِس دُنیا میں بھی صرف اس بچے پر گرفت نہیں کرے گا جس نے چوری کی بلکہ ان پر بھی گرفت کرے گا جن پر اس کی صحیح تربیت کی ذمہ داری تھی لیکن انہوں نے اپنی یہ ذمہ داری ادا نہیں کی اگر وہ لوگ اس کی صحیح تربیت کی ذمہ داری کی طرف کما حقہ متوجہ رہتے تو ان کا بچہ چور نہ بنتا اسی طرح اگر بعض خاندانوں کے بچوں کو گندی گالیاں دینے کی عادت ہے تو صرف ان بچوں پر گرفت نہیں کی جائے گی بلکہ ان کے ماں باپ اور دوسرے ذمہ دار رشتہ داروں پر بھی گرفت کی جائے گی جن پر یہ فرض تھا کہ اپنے قول، فعل اور نمونہ کے ساتھ اُن کی صحیح تربیت کرتے اگر اہل ربوہ میں سے ایک آدھ ایسا نوجوان ہو جو نظامِ سلسلہ کا وہ احترام نہیں کرتا جو ہر احمدی کو کرنا چاہئے (اور احمدیوں کی بہت بھاری اکثریت یہ احترام کرتی ہے) تو اس صورت میں اگر اصلاح کی خاطر ربوہ سے باہر بھجوانے کا فیصلہ ہوا تو صرف بچہ کو ہی نہیں بلکہ اس کے ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی ربوہ سے باہر جانا ہوگا...... میں سمجھتا ہوں کہ یہ بچے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بچے ہیں جو ماں باپ ان کی صحیح تربیت نہیں کرتے وہ بڑے ہی ظالم ہیں۔ ظاہری آنکھ ان کے ظلم کو نہیں دیکھتی وہ صرف بچہ کی حرکت کو دیکھتی ہے وہ ایک بچہ کو کوئی چیز اُٹھاتے دیکھتی ہے وہ اسے آوارہ پھرتے دیکھتی ہے یا کان کسی بچہ کی زبان سے گندی گالیاں سُن رہے ہیں لیکن ایک مومن کی فراست اور خدائے علاّم الغیوب کا علم ان ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کے اندر بھی ظلم اور گند دیکھ رہا ہے جن پر اس کی تربیت میں حصہ لینا فرض تھا اور جن پر اللہ تعالیٰ کی غصہ کی نگاہ ہو جنہیں اللہ تعالیٰ گندہ اور ظالم پائے ان کو ہم عاجز بندے اصلاحی تدبیر کے بغیر کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے زیادہ تو کوئی بندہ کسی پر رحم نہیں کر سکتا ایک ہی ہستی ہے جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب سے زیادہ ہے اس کی رحمت نے مخلوق میں سے ہر شئے کا احاطہ کیا ہوا ہے اسے گھیرے میں لیا ہوا ہے کسی اور ہستی کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا پھر جب وہ ہستی جو رحمت محض ہے اور جس نے اپنی رحمت اور پیار کے لئے ہی اپنے بندوں (انسانوں) کو پیدا کیا ہے کسی میں ظلم دیکھتی ہے جب وہ ہستی کسی میں ناپاکی اور گندگی پاتی ہے تو کسی انسان کا یہ حق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ چونکہ ہماری آنکھ نے صرف اولاد میں گند کو دیکھا تھا اور ان کے ماں باپ کی عدم توجہ کو ہماری آنکھ نہیں دیکھ سکتی تھی ہماری ناقص عقل میں وہ نہیں آ سکا تھا۔ ہمارے کمزور علم میں وہ بات نہیں آئی تھی اس لئے ہم ان پر گرفت نہیں کر سکتے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ بعض ایسے ابتلاء ہوتے ہیں کہ صرف ظالم ہی ان کی گرفت میں نہیں آتے بلکہ تمہاری نگاہ جن کو ظالم نہیں سمجھتی وہ بھی اس کی گرفت میں آجاتے ہیں اور آنے چاہئیں اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ (بخاری) اِس حدیث میں مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کے محض یہ معنی نہیں ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ان پر گرفت کرے گا اور ان سے جواب طلب کرے گا کہ تم کیا کرتے ہو بلکہ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کا یہ مطلب بھی ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ دار قرار دیئے گئے ہیں (مثلاً نظامِ جماعت اور خلیفۂ وقت) وہ بھی اللہ تعالیٰ کی سُنت پر عمل کرتے ہوئے اور اس کے اس خُلق کو اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے جواب طلبی کریں گے ان کے سامنے بھی تم مسئول ہو اور تم سے جواب طلبی کی جائے گی۔

(خطبات ناصر جلد 3 صفحہ 13 تا 15)

ربوہ کا ہر شہری تربیتی لحاظ سے دوسرے کے لئے نمونہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

ایک احمدی بچہ ایک وقت کے بعد اطفال الاحمدیہ سے نکل کر خدام الاحمدیہ میں داخل ہوتا ہے ایک حافظ قرآن جب قرآن کریم حفظ کرنے لگتا ہے تو اسے پہلے چھوٹی چھوٹی سورتیں حفظ کرائی جاتی ہیں (پتہ نہیں اب بھی یہی طریق ہے یا نہیں) اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا چھوٹی چھوٹی سورتیں جلدی یاد ہونی شروع ہو جائیں اور پھر بڑی سورتوں کی طرف اسے لایا جائے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اندر پختگی پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ اپنے حافظہ پر زیادہ بھروسہ کرتے ہوئے اور خود اعتمادی کے ساتھ قرآن کریم یاد کرتا چلا جاتا ہے۔ غرض کمزوریٔ ایمان جو احمدیت میں نئے نئے داخل ہونے یا احمدیت میں پیدائش کے نتیجہ میں ہمیں نظر آتی ہے وہ ہم سے تربیت کا مطالبہ کرتی ہے...... ہم نے اس کی دو طرح حفاظت کرنی ہے ایک تو ہم ایسے کمزور ایمان والے کو نفاق کے حملہ سے بچا کر اس کی حفاظت کریں گے اور دوسرے آہستہ آہستہ اس کی تربیت کر کے اس کی حفاظت کریں گے ایسے کمزور ایمان والے ربوہ میں بھی ہوتے ہیں باہر سے بعض کمزور لوگ آجاتے ہیں اور ربوہ میں آکر آباد ہو جاتے ہیں...... لیکن اگر یہاں آنے سے قبل ان کی تربیت کچھ اِس قسم کی ہو کہ

ہمیں یہ خطرہ پیدا ہو کہ ربوہ کے مکینوں کے بچوں پر ان کے بچوں کا بُرا اثر پڑے گا تو پھر صرف ان کے بچے ہی اپنی جگہ پر واپس نہیں بھیجے جائیں گے بلکہ ہم سارے خاندان کو ہی واپس بھیج دیں گے اور ہمارا یہ فعل بغیر کسی غصہ کے ہوگا کیونکہ ابھی ان کی تربیت نہیں ہوئی۔

(خطبات ناصر جلد 3 صفحہ 17-18)

بچوں کی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

میرے پاس متعدد بار اکیلا باپ یا ماں باپ دونوں آتے ہیں کہ ہمارا بچہ کھاتا کچھ نہیں اس لئے بہت کمزور ہے۔ بچہ بھی ساتھ ہوتا ہے میں ہنس کر کہتا ہوں کہ یہ تو کھانا چاہتا ہے تم نہیں کھانے دیتے۔ وہ کہتا ہے مثلاً کہ فلاں چیز کھانی ہے تم کہتے ہو نہیں، نہیں اس سے تو تُو بیمار ہو جائے گا۔ فلاں چیز کھاؤ اس کو نہیں اچھی لگتی وہ نہیں کھائے گا۔ تو نہ کھانے کی وجہ سے کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ ایک دفعہ میرے پاس ایک دوست آئے اور اپنے بچے کی کمزوری کا حال بیان کیا تو میں نے کہا یہ کیا چیز مانگتا ہے مجھے بھی بتاؤ جو تم کھانے کو نہیں دیتے۔ کہنے لگے مونگ پھلی مانگتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر پہلا کام گھر جا کر یہ کرنا کہ میری طرف سے مونگ پھلی خرید کر اس بچے کو دے دینا۔ اس موضوع پر ایک ریسرچ ہوئی ہے تکلف کے نتیجہ میں ردعمل ہوتے ہیں ہر جگہ تکلف ہے، بچوں کے کھانے کا تکلف ہے۔ ایک امریکن لڑکا جس کے ماں باپ اس سے ہر وقت تکلف کیا کرتے تھے کہ یہ نہیں کھانا، یہ کھانا ہے۔ اس کے دماغ میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے بچپن میں یہ عہد کیا کہ بڑے ہو کر ڈاکٹر بنوں گا اور کھانے پینے کے معاملہ میں خصوصاً بچوں کے بارہ میں ریسرچ کروں گا۔ وہاں چونکہ دولت بڑی ہے بعض ایسوسی ایشنز (Associations) پیسے دے دیتی ہیں اس نے جب ارادہ ظاہر کیا تو کسی ایسوسی ایشن نے اسے ریسرچ کے لئے پیسے دے دیئے اور اس نے نیوٹریشن (Nutrition) یعنی بچوں کو کیا غذائیت ملنی چاہئے پر ریسرچ شروع کر دی۔ پانچ دس ڈاکٹر اس کے ساتھ اَور تھے۔ انہوں نے 25-20 سال تک ریسرچ کی اور اس کے بعد اُس نے ایک بڑی اچھی کتاب لکھی اور اس کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ تھا کہ انسانی جسم کھانے کے لحاظ سے اٹھارہ سال تک بچہ ہے۔ اس عمر تک غذا

کا جو اصول ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کو جس وقت جس چیز کی جتنی مقدار میں خواہش پیدا ہو، وہ اُسے ملنی چاہئے۔ پس خواہش اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ بعد میں ہمارے ماحول اندر کی بعض طاقتوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ ایک دفعہ ہماری بڑی پھوپھی جان کی ایک نواسی کو اسہال لگے ہوئے تھے وہ ملنے آئی تو اس کو بھنے ہوئے چنے دے دیئے گئے ہمارے گھروں میں بالعموم بُھنے ہوئے چنے بہت پسند کئے جاتے ہیں اس کو اسہال آ رہے تھے پھوپھی جان نے چنے رکھے، وہ کہے میں نے چنے کھانے ہیں۔ باپ ڈاکٹر تھا وہ کہے اس کا تو پیٹ خراب ہے اس کو تو اسہال آ رہے ہیں چنے کھانے سے تو اور بیمار ہو جائے گی۔ پھوپھی جان نے کہا بالکل نہیں۔ جو یہ کہتی ہے وہ اسے کھانے دو اس نے چنے کھائے اور اسے اسہال سے آرام ہو گیا۔

(خطبات ناصر جلد 6 صفحہ 95-96)

بچوں کو بد صحبتوں سے بچانا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

میں احمدی بچوں سے کہنا چاہتا ہوں اور دوسرے اس تعلق میں جو ذمہ داری نظام جماعت پر عائد ہوتی ہے اسکی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس بچہ کو اللہ تعالیٰ ذہن رسا عطا کرتا ہے اس کی ذہنی نشو و ارتقاء کی ذمہ داری خود اس بچہ پر بھی عائد ہوتی ہے اور نظام جماعت پر بھی۔ بہت سے بچے ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ذہین پیدا کرتا ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ وہ غفلتوں، بدعادتوں یا بدصحبتوں کے نتیجہ میں اپنی ذہنی صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اس طرح وہ ان ترقیات سے محروم رہ جاتے ہیں جو انہیں یقیناً مل سکتی تھیں بلکہ وہ جماعت اور قوم کو بھی اس فائدہ سے محروم کر دیتے ہیں جو ان کی خداداد ذہنی صلاحیتوں کی صحیح نشو و نما کی صورت میں اسے پہنچ سکتا تھا۔ اس لیے ہر احمدی بچے کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی ذہنی استعداد کی پوری مستعدی کے ساتھ نشو و نما کرتا رہے۔ اگر کوئی بچہ ایسا ہے جو اپنی ذہنی استعداد کی نشو و نما نہیں کرتا تو وہ اپنے نفس کا بھی گناہ گار ہے اور جماعت کا بھی مجرم ہے۔

(خطبات ناصر جلد 6 صفحہ 135-136)

کوئی ایک ذہن بھی ترقی کرنے سے رہ نہ جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

احمدی بچے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں دوسرا ضروری امر یہ ہے کہ جماعتی سطح پر اس امر کی کوشش کی جائے کہ کوئی بچہ جسے اللہ تعالیٰ نے ذہنی دولت عطا کی ہے جماعت اس دولت کو ضائع نہیں ہونے دے گی۔ ایسے بچوں کی ذہنی نشوونما ضروری ہے اور یہ نشوونما نہیں ہوسکتی جب تک کہ دوطرفہ کوشش بروئے کار نہ لائی جائے۔ اوّل یہ کہ بچے اپنی ذہنی استعدادوں اور صلاحیتوں کو ضائع کر کے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے مرتکب نہ ہوں اور اس طرح نہ اپنا نقصان کریں نہ جماعت کا نقصان کریں اور نہ اپنے ملک کو نقصان پہنچانے کا موجب بنیں۔ دوسرے یہ کہ جماعتی سطح پر ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ کوئی ایک ذہن بھی ترقی کرنے سے رہ نہ جائے۔ انگلستان میں اب ایک بڑی جماعت بن چکی ہے۔ یہاں کے حالات کے مطابق ایک کمیٹی بن جانی چاہئے جو اس امر کا جائزہ لیتی رہے کہ بچوں کی ذہنی نشوونما اور ترقی خاطر خواہ طریق پر ہو رہی ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہو رہی تو کیا اقدامات ضروری ہیں۔ اگر صحیح خطوط پر کام کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ بچوں کی ذہنی نشوونما کا خاطر خواہ انتظام نہ ہوسکے۔ بہر حال ساری جماعت میری اس نصیحت کو یاد رکھے اور عہد کرے کہ کوئی ایک ذہن بھی ضائع نہیں ہوگا نہ بچہ کی اپنی غفلت کی وجہ سے اور نہ جماعت کی غفلت کی وجہ سے۔

(خطبات ناصر جلد 6 صفحہ 137)

بچوں کی صحت کے لئے دودھ اور پیدل تیز چلنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

والدین اپنے بچوں کی صحت کا پورا خیال نہیں رکھتے۔ بچوں کی غذا میں ایک ضروری حصہ دودھ کا ہے۔ دودھ کے اندر ایک ایسا کیمیاوی جزو ہے جس کا دماغ کے ساتھ تعلق ہے۔ حافظے اور ذہن دونوں کے ساتھ تعلق ہے ابھی تک سائنس نے معلوم نہیں کیا کہ وہ کیا چیز ہے لیکن کوئی ایسی چیز ہے

جس کا تعلق ذہن کے ساتھ ہے یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ گائے کا دودھ پینے والے بچے بھینس کا دودھ پینے والے بچوں کے مقابلہ میں زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ دودھ میں کوئی ایسی چیز ہے جو ذہن کی پرورش کرتی ہے اور بھینس کے مقابلہ میں گائے کے دودھ میں وہ چیز زیادہ ہے اور بچے کے لئے دودھ پینا ضروری ہے کیونکہ جس طرح یہ اس کے دوسرے جسمانی اعضاء کی نشوونما کی عمر ہے اسی طرح یہ اس کے ذہن کی نشوونما کی بھی عمر ہے...... اس لئے میں ہر خاندان اور ہر جماعت کو کہتا ہوں کہ توجہ کریں، توجہ دلائیں جہاں تک ممکن ہو انتظام کریں کہ اطفال الاحمدیہ کو روزانہ کم از کم آدھ سیر دودھ ملے اور کوشش کریں کہ کم سے کم ملاوٹ والا ملے۔ دوسرے یہ کہ جو وہ کھاتے ہیں اس کے ہضم کے لئے ان کو ورزش کرنی چاہئے۔ یہ بھی انتظام ہونا چاہئے نگرانی ہونی چاہئے کہ پوری ورزش کر لیتے ہیں۔ ورزش کچھ تو ہے اجتماعی، ٹیمیں بنتی ہیں فٹ بال، کرکٹ وغیرہ کی۔ ورزشیں ہیں جن کے لئے Play Grounds چاہئیں کھیل کے میدان چاہئیں۔ ورزشیں ہیں جن کے لئے پانی چاہئے کشتی رانی وغیرہ وغیرہ لیکن بعض ایسی ورزشیں ہیں جن کے لئے اس قسم کا کوئی سامان نہیں چاہئے۔ اصل مقصد ہے ورزش کرنا تا کہ کھانا ہضم ہو جائے اور چلنا جسے انگریزی میں Walk کہتے ہیں، پیدل چلنا تیز، تیز تیز چلنا بڑی اچھی ورزش ہے۔ دوڑنا اس کے لئے بھی کسی کھیل کے میدان کی ضرورت نہیں۔ چلنے کے لئے تو بچے سیر کے لئے نکلیں۔ میلوں کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً آخری عمر تک آٹھ۔ دس میل روزانہ کی سیر کرتے تھے۔ الا ماشاء اللہ۔ کوئی ضروری کام ہو جائے۔ یہ تو ان کی بنیادی جو ضرورت وہ میں نے بتا دی۔ باقی کام خدام الاحمدیہ اور جماعتوں کا ہے۔ مناسب غذا جس میں دودھ ضرور ہو اور مناسب ورزش جس سے ان کا کھانا ہضم ہو جائے۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے اندر کوئی کمزوری لمبی بیماری کی وجہ سے یا لمبی بے پرواہی کی وجہ سے یا غفلت کے نتیجہ میں آجاتی ہے وہ بیماری مثلاً خون کی کمی وغیرہ وغیرہ۔ بہت ساری اس قسم کی بیماریاں ہیں۔ جو تو Acute ٹائیفائڈ، ملیریا وہ تو بیماری چیختی ہے بچہ بھی چیختا ہے ماں باپ بھی چیختے ہیں اور ڈاکٹر آجاتا ہے حکیم آجاتا ہے۔ اس کا بہرحال علاج ہوتا ہے لیکن عام کمزوری جو ہے اس کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے۔ میرا تجربہ ہے بڑا لمبا۔ میں تعلیم کے میدان میں رہا ہوں کہ کمزور جسموں والے بچے ذہین ہونے کے باوجود محنت نہ کر

سکنے کی وجہ سے اچھے نمبر نہیں لیتے اور ہمارے ذہن جو خدا تعالیٰ کی اتنی عظیم عطا ہے قوم کے لئے وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔تو ایسے بچوں کو جن کی صحت مجموعی طور پر کمزور ہے ان کا خیال رکھنا۔

(خطبات ناصر جلد8 صفحہ 45-49)

احمدی طفل کے اخلاق کی نگرانی ہونی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

ہمارے احمدی طفل کا ایک ذہن بھی تباہ نہیں ہونا چاہئے برباد نہیں ہونا چاہئے۔اس واسطے ان کی اخلاقی نگرانی ہونی چاہئے اور ان کے کانوں میں پیار کے ساتھ، محبت کے ساتھ ایسی باتیں ڈالنی چاہئیں کہ جن سے ان میں احساس پیدا ہو کہ ہم احمدی بچے با اخلاق بچے ہیں۔ہم دنیا کے بچوں کی طرح لاوارث بچے نہیں جن کے اخلاق کی پرواہ کرنے والا دنیا میں کوئی نہیں۔ہم احمدی بچے وہ ہیں جن کی پرواہ کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ نے ایک تعلیم دی جو بچوں کے اخلاق کو سدھارنے والی بھی ہے اور ایک جماعت پیدا ہوگئی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ ان کو یہ احساس پیدا ہونا چاہئے۔ ان کو اخلاق کے متعلق بتانا چاہئے...... ہر شعبۂ زندگی کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم بھی دی اور ہمارے لئے آپ اسوہ بھی بنے۔ان کو ہم آداب کہتے ہیں، کھانے کے آداب ہیں پینے کے آداب ہیں اٹھنے کے آداب ہیں بیٹھنے کے آداب ہیں لباس پہننے کے آداب ہیں بات کرنے کے آداب ہیں۔کونسی بات ہے جس کے آداب نہیں بتائے گئے ہمیں لیکن کون سے ہیں وہ خاندان جو سارے کے سارے ایسے آداب جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو با اخلاق بنانے کی بنیاد قائم کرنے کے لئے ہمیں بتائے تھے ہم بچوں کو بتاتے ہیں بڑوں کو بھی نہیں بتاتے بعض دفعہ۔ بازاروں میں پھرنے کے آداب، بازاروں میں یہ کرنا ہے یہ نہیں کرنا آنکھیں نیچی رکھنی ہیں یہ کرنا ہے۔دکانوں پہ کھڑے ہو کر کھانا نہیں کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ پسندیدہ نہیں......تو سڑکوں پر کھانے کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے پسند نہیں فرمایا۔ یہ ایک ناپسندیدہ فعل ہے سڑکوں پر کھانا، گھروں میں کھاؤ، آرام سے کھاؤ، تحمل سے کھاؤ، کھانا بھی زیادہ

ہضم ہوتا ہے۔ جو گندی عادت دُنیا نے اپنی نالائقیوں کی وجہ سے بنالی ان کی نقل ضرور کرنی ہے؟ جن کی نقل کرنی چاہئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اسوہ کو بھول جانا ہے ہم نے؟ تو یہ بچوں کا حق ہے، بچوں کا یہ حق ہے کہ ہم انہیں اسلامی آداب سکھائیں تا کہ ان کے ذہنوں کو بھی، یہ اور مضمون ہے لمبا ہے اشارہ کر سکتا ہوں کہ ذہنوں کی جلا کا بڑی حد تک انحصار اچھے اخلاق پر ہے اگر اخلاق کی حاکمیت ذہانت پر ہوگی تو ذہانت میں جلا پیدا ہوگی اور اگر روحانیت کی حاکمیت اخلاق پر ہوگی تو صحیح اخلاق ہوں گے۔

(خطبات ناصر جلد 8 صفحہ 49-51)

سات سال کی عمر میں تربیت کا آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

پہلا بچہ جو سات سال کا ہے اس کو تو حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی ایک نظم ہے وہ اس کے بعض بند ایسے ہیں کہ ان کو سکھا دینی چاہئے یعنی پہلا سبق ان کو یہ دینا چاہئے۔

ہوں اللہ کا بندہ محمد کی امت

ہے احمد سے بیعت خلیفہ کی طاعت

میرا نام پوچھو تو میں احمدی ہوں

یعنی اس بچے کو کہنا چاہئے کہ تم احمدی ہو پتہ ہے احمدی کسے کہتے ہیں؟ کہ جو اللہ کا بندہ ہو اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی صفات کے غیر محدود جلوے تو ساری دُنیا کے انسان بھی نہیں سمجھ سکتے۔ وہ تو بڑی وسیع چیز ہے لیکن پہلے سبق میں اس کو یہ کہنا چاہئے کہ ہر احمدی طفل اللہ کا بندہ ہے شرک نہیں کرے گا......دوسری بات۔ پہلا سبق بچے کو ساتویں سال عمر کے، محمد کی امت ...... وہ بچہ کہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہوں آپ کے اسوہ کی پیروی کرنیوالا۔ صرف اتنا کہ جو آپ کے اخلاق ہیں وہ میں پیدا کروں گا یہ بھی شاید اس عمر میں بعض بچوں کو سمجھ نہ آئے لیکن ان کو یاد کروا دو۔ حفظ کروا دو کہ ساری عمر تک اسکو نہ بھولیں اس فقرے کو کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہوں اور سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور اسوہ کی پیروی نہیں کروں گا۔'' ہے احمد سے

بیعت‘‘ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مہدی آ گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس مہدی کو اپنا سلام بھجوایا تھا میں نے اس مہدی کو پہچانا، اس کی بیعت کر لی اس کے ساتھ میرا تعلق ہو گیا اور ایک جماعت اس مہدی نے قائم کر دی اور خلیفہ کی طاعت میں ہوں، بیعت میں ہوں اور یہ میں احمدی ہوں۔ احمدی ہونے کا میرا یہ مطلب ہے اور پھر اسی کو ہم اسی کو پھیلائیں گے۔ اس میں سب کچھ آ گیا اور آٹھ سال تک ہم اس کو تعلیم دیتے چلے جائیں گے...... ہمیشہ ہی یہ ضروری ہے کہ بچے کو ضائع نہ ہونے دیا جائے لیکن اس زمانہ میں کہ وہ جو آج سات سال کا بچہ ہے جس وقت وہ تیس سال کا ہوگا۔ آج سے تیئس سال کے بعد تو دنیا میں اسلام کے حق میں اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کے لحاظ سے ایک انقلابِ عظیم بپا ہو چکا ہوگا۔ اس وقت کے حالات جو ذمہ داریاں ہمارے بچوں کے کندھوں پر، وہ بچے جو آج سات سال کے ہیں ڈالیں گے ان ذمہ داریوں کو نباہنے کی اہلیت اور طاقت اور استعداد اور صلاحیت تو ان کے اندر ہونی چاہئے۔ جماعت، خاندان، انصار، خدام الاحمدیہ، اطفال کے نظام کے عہدیدار، مائیں، بڑی بہنیں، ہر وہ شخص جس کا کسی نہ کسی پہلو سے ایک بچے سے تعلق ہے اور وہ احمدی ہے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر وقت اس بات کو ذہن میں رکھے کہ اس بچے کو ہم نے خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کرنا ہے اور ضائع نہیں ہونے دینا۔

(خطبات ناصر جلد 8 صفحہ 51-52)

شروع عمر سے ہی بچے کو ناظرہ قرآن کریم اور ترجمہ سکھا دینا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

ہر بچہ جو احمدیت میں پیدا ہو جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک احمدی گھرانے کو بطور عطا کے دیا جائے جب یہ عمر شروع ہو اس کے والدین کا فرض ہے کہ اس کو ناظرہ قرآن کریم شروع کروا دیں اور پڑھائیں۔ پھر اس کا ذہن ترقی کرتا ہے۔ پھر وہ ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ سمجھ سکتا ہے۔ قرآن کریم سیکھنے کا یہ دوسرا دور اس کی عمر میں شروع ہو گیا اسے قرآن کریم پڑھنا چاہئے اور سیکھنا چاہئے۔ ترجمہ اس کو آنا چاہئے۔ پہلے تو ناظرہ تھا نا وہ عربی کے الفاظ اٹھانے لگ گیا۔ اسے پھر ترجمہ سکھانا چاہئے۔ ترجمہ

سیکھنے کی یہ عمر گہرائیوں میں جانے کی عمر نہیں۔ یہ درست ہے لیکن ترجمہ سیکھنے کی یہ عمر بنیادبنتی ہے اس زمانہ کے علوم کے سیکھنے کی جس زمانہ میں وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ ان گہرائیوں میں وہ جائے اور علوم کو سیکھے۔ پھر اس کی عمر کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے۔ پھر اسے مختصر تفسیری نوٹس قرآن کریم کی آیات سے تعلق رکھنے والے سکھانے چاہئیں۔ اسے خود کوشش کر کے سیکھنے چاہئیں۔

(خطبات ناصر جلد8 صفحہ 601)

بچوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

پس بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے انسان سے اس زمانہ کے لئے کئے تھے وہ وعدے اس زمانہ کے انسان کی زندگی میں پورے ہوں اور اس زمانہ کے انسان کی غفلتوں کے نتیجہ میں ان میں تاخیر نہ پیدا ہو اور اس کے لئے پھر میں یاد دہانی کراؤں گا آپ کو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

(خطبات ناصر جلد9 صفحہ 29)

اپنے نفسوں اور اہل کو خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچانے کی کوشش کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

قرآن کریم بھرا ہوا ہے انذار سے اور تبشیر سے۔ اس وقت میں اس کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ سورۃ التحریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:7) اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل کو خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچانے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اَهْلِيْكُمْ کا ایک انذاری پہلو یہ بھی بتایا کہ بعض دفعہ ایک انسان خود تو ایمان رکھتا ہے اپنے دل میں اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بشارتوں کا مستحق ہوتا ہے لیکن اس کے اہل اس کے لئے فتنہ بنتے اور صراطِ مستقیم سے اسے دور لے جانے والے بن جاتے ہیں۔ اس واسطے کسی ایک شخص کا یہ کہنا کہ میں صراطِ مستقیم پر قائم ہو گیا ہوں، یہ کافی

نہیں ہے، یہ اس لئے کافی نہیں کہ جو قریب ترین فتنہ اس کی زندگی میں ہے وہ اس کے گھر میں موجود ہے۔ اس واسطے آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت کرنا ان نسلوں کی بھلائی میں بھی ہے اور اپنی بھلائی بھی یہی تقاضا کرتی ہے کہ انسان فتنے سے اپنے آپ کو بچائے اور خدا تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رہنے کی کوشش کرے اور جو پیارا سے حاصل ہوا وہ پیارا سے اور اس کے خاندان کو مرتے دم تک اس دنیا میں حاصل رہے تا خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں گزرنے والی ابدی زندگی کے وہ مستحق بنیں۔

(خطبات ناصر جلد 9 صفحہ 392)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

دو طرح کا نمونہ ایک یہ کہ اگر ہمیں اللہ کی راہ میں قربانیاں دینا پڑیں......اور دوسرے اس رنگ میں نمونہ کہ ہر نسل اگلی نسل کی تربیت اس رنگ میں کرے کہ وہ اسوہ نبوی ﷺ کی پیروی کرنے والی ہو اور خدا کی رضا کی جستجو میں دنیا کی ذلتوں اور دنیا کی حقارتوں اور دنیا کی ایذا رسانیوں اور دنیا کے پتھراؤ کی کوئی پرواہ نہ کرے۔

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 139-140)

تربیت کے لئے ماحول پر امن ہونا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

ہم نے بہت سے بچے دیکھے ہیں جن کی تربیت صرف اس لئے خراب ہوئی کہ ان کے والدین کے آپس کے تعلقات اچھے نہ تھے اسی کا برا اثر پھر ان کی اولاد پر ہوا......اگر بیوی یہ سمجھے کہ ہم دونوں کی ذمہ داریاں نہایت اہم ہیں اور ان کے پورا کرنے میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور خود اپنی اولاد کا بھی بھلا ہے کیونکہ ان کی تعلیم و تربیت اچھی ہوگی اور اس کے لئے جو بھی قربانی کرنی پڑے میں کروں گی اسی طرح خاوند بھی یہ سوچے اور سمجھے کہ میری بیوی کا بھی اس گھرانے کی اصلاح میں فعال حصہ ہے اگر میں اس کی صحت اور آرام کا خیال رکھوں گا تو یہ میرے بچوں کی تربیت و تعلیم کا اچھا انتظام کر سکے گی تو ان دونوں کو دنیوی لحاظ سے بھی فائدہ ہوگا اور دینی لحاظ سے بھی اچھا رہے گا۔

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 236-237)

تربیت اولاد بڑا نازک مسئلہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

نکاح کے رشتہ سے انسان پر بعض نئی ذمہ داریوں کا بوجھ پڑتا ہے۔ جن میں سے سب سے اہم ذمہ داری تربیت اولاد ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ مغلوب الغضب سبک سر اور طائش العقل انسان تربیت اولاد کا متکفل نہیں ہوسکتا صحیح تربیت اولاد کے لئے حد درجہ کے تحمل، بردباری، صبر اور ایثار کی ضرورت ہوتی ہے اسلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ بچہ کی تربیت کا زمانہ اس کی پیدائش کے پہلے دن سے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ بعض مائیں اپنے بچوں کو چلہ سے ہی ایسی عادتیں ڈال دیتی ہیں کہ وہ اپنے لاشعوری کے زمانے میں بھی اپنی والدہ اور والد کو تنگ کر رہے ہوتے ہیں پھر ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ بچوں کو زیادہ تر گودی میں اٹھائے رکھتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ماں باہر جاتی ہے تو آٹھ دس سال کے بچہ کو بھی اس نے گود میں اٹھایا ہوا ہوتا ہے اور اس سے ماں کے کاموں میں بھی حرج واقع ہوتا ہے اور بچہ بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں سیکھتا۔ غرض تربیت اولاد کا مسئلہ بڑا نازک ہے اور اس کا راستہ افراط اور تفریط کے درمیان میں سے گزرتا ہے مگر ہمیں اس تنگ راستہ پر سے بہر حال گذرنا ہے تا ہم اپنے رب کے نزدیک تربیت اولاد کے فرض کو پوری طرح نبھانے والے ثابت ہوں۔

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 253-254)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ذمہ داری مرد پر رکھی ہے کہ وہ اپنے گھر کے ماحول کو اس طرح بنائے کہ اس ماحول میں اس کے بچوں کی تربیت اس رنگ میں ہو کہ وہ اسلام کے خادم بنیں اور اپنے مولیٰ کی رضا کی راہوں کی تلاش کرنے اور ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہماری جماعت میں بعض دفعہ اس قسم کے واقعات بھی پیش آتے ہیں کہ بچوں کی صحیح پرورش نہیں ہوتی اور بسا اوقات خاوند بیوی پر الزام دھر رہا ہوتا ہے حالانکہ اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبا ہتا اور اپنی بیوی کی صحیح تربیت کرتا جو بہر حال بچوں سے پہلے اس کے گھر میں آئی تھی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اس کے بچوں کی صحیح پرورش نہ ہوتی۔

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 312)

بچوں کی صحت کا خیال رکھنا اور جسمانی تربیت ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان پر اپنی رحمت کے ہزاروں دروازے کھولے ہیں ان میں سے ایک دروازہ تربیت اولاد کا ہے اسلام نے بچوں کی صحت اور ان کی روحانی تربیت پر بڑا زور دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نہایت پسندیدہ رکھتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے..... جو ماں باپ اپنے بچوں کی جسمانی صحت اور ان کی روحانی تربیت کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ جنت کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 326-327)

آپس میں لڑنے والے ماں باپ کے بچوں کے اخلاق خراب ہونگے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

اگر ماں اور باپ گھر میں لڑ رہے ہوں تو آپ سمجھیں بچوں کے اخلاق خراب ہو گئے۔ بچوں کے اخلاق تبھی درست رہ سکتے ہیں کہ گھر کی فضا بڑی محبت اور پیار کی فضا ہو اور ہر دو میاں اور بیوی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے اور ان کے ادا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 364-365)

لڑنے والے والدین کے بچوں کے اخلاق خراب ہوں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

میں نے کئی ایسے بچے دیکھے ہیں جو اخلاقی لحاظ سے بالکل تباہ ہو گئے صرف اس وجہ سے کہ وہ دیکھتے تھے کہ ماں باپ کا آپس میں تعلق نہیں۔ ہر وقت لڑتے رہتے ہیں جس کا ان کے بچوں کے اخلاق پر بہت برا اثر پڑا اس قسم کی مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں تو بڑا دکھ ہوتا ہے۔

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 463)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اطفال الاحمدیہ کے نام پہلا پیغام

11دسمبر1965

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرے اور دنیا کی سب قومیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔اور یہ کام خدائے غفور ورحیم نے جماعت احمدیہ کے سپرد کیا ہے اور آپ اس جماعت کے اطفال ہیں۔بڑے ہو کر آپ نے (دعوت) اسلام اور قوموں کی تربیت کی ذمہ داری سنبھالنی ہے اس لئے ضروری ہے کہ آپ اسی عمر میں دین کی باتیں سیکھیں اور خدا اور اس کے رسول ﷺ سے پیار اپنے دلوں میں پیدا کریں۔

(مشعل راہ جلد2 صفحہ 1)

بچوں کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

بچوں کی بڑی ذمہ داری سیکھنے کی ہوتی ہے۔اس وقت کے جو بچے تھے انہوں نے اپنے بڑوں ......سے اچھے طور پر سیکھا اور پھر جب یہ بچے جوان ہوئے تو قرآن کریم کہتا ہے کہ ان کو سارے مسئلے معلوم تھے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت تھی ان کے دل میں محمد رسول ﷺ کی محبت تھی اور پھر جو کام انہیں اپنے زمانہ میں کرنے چاہئے تھے وہ انہوں نے کئے وہی چھوٹے چھوٹے بچے جب بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنے زمانے میں ایسے کام کئے ہیں کہ جب ہم پڑھتے تھے تو ان کے کاموں کو پڑھ کر ہماری طبیعتوں میں بڑی خوشی پیدا ہوتی تھی اور ہم کہتے تھے کہ کتنے اچھے تھے اس وقت کے یہ بچے کہ جب وقت تھا سیکھنے کا انہوں نے دنیا میں اپنے بڑوں سے قرآن کریم کو سیکھا اور اس کا نور حاصل کیا اور جب سکھانے کا وقت آیا تو وہ دنیا کے بہترین استاد ثابت ہوئے۔غرض یہ تھا وہ زمانہ جس کے متعلق میں نے بڑے اختصار کے ساتھ اپنے چھوٹے بچوں کے سامنے کچھ بیان کیا ہے۔اپنی

طرف سے میں نے یہ کوشش کی ہے کہ میں بڑے سادہ طریق سے یہ باتیں آپ کو سمجھاؤں خدا کرے کہ آپ کے ذہن میں یہ باتیں آجائیں۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 59-60)

قرآن کو چھوڑنے سے ذلت اور رسوائی ہوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے بعد میں آنے والی نسلوں نے اپنے بچوں کا خیال نہیں رکھا وہ یہ سمجھے کہ ہم قرآن کریم سیکھے ہوئے ہیں۔ پڑھے ہوئے ہیں انہوں نے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی اور خیال کیا ''جدوں وڈا ہوئیدا تے آپے ای سکھ لے گا'' بعض ماں باپ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں لیکن جو بچہ بچپن میں نہیں سیکھتا ''وڈے ہوکے'' کس طرح سیکھ جائے گا۔ اسے کون سکھائے گا۔ بہر حال انہوں نے ایسا کرنا شروع کیا نتیجہ یہ ہوا کہ بعد میں ایسی نسل پیدا ہوئی کہ جس کو اسلام کا کچھ پتہ نہیں تھا بچپن میں اس کو کسی نے کچھ سکھایا ہی نہ تھا اور جب ان کے اوپر سکھانے کا وقت آیا تو جن کو آپ کچھ آتا نہیں تھا وہ سکھاتے کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان قرآن کو بھول گیا اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا میں تمہاری اس وقت تک مدد کروں گا جب تک تم میری باتیں مانو گے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی باتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب تک تم میری باتیں مانو گے میں تمہاری مدد کرتا چلا جاؤں گا اور دنیا میں صرف تم ہی غالب رہو گے دنیا میں صرف تمہاری عزت ہوگی دوسری قوموں کی عزت نہیں ہوگی۔ یہ دنیا بھی (گو تمہیں اس میں کوئی دلچسپی نہیں) تمہیں دیدوں گا لیکن ایک شرط ہے کہ جو میری باتیں ہیں وہ تم نے ماننی ہیں۔ جب بچوں کو کسی نے بتایا نہیں کہ جب تک تم اللہ تعالیٰ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہو گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے جو فضل اور نعمتیں ہیں وہ بھی تمہیں نہیں ملیں گی۔ غرض جب سیکھنے کا وقت تھا ان کو کسی نے سکھایا نہیں اور جب سکھانے کا وقت آیا اس نسل کے لئے تو اس وقت ان کو آتا ہی کچھ نہیں تھا۔ وہ کسی کو کیا سکھاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مدد انہیں ملنی بند

ہوگئی۔ پھر مسلمانوں پر وہ ظلم ہوا کہ جب ہم پڑھتے ہیں ہمیں رونا آتا ہے۔ ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ قرآن کریم کو چھوڑ کر اور اللہ سے منہ موڑ کر انہوں نے کس قسم کی ذلتیں اور شکستیں اٹھائیں ہیں اور کس قسم کے ظلم ان کو سہنے پڑے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 60)

اللہ سے محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

قرآن اتنا تو سیکھ لو کہ جب تمہیں دنیا استاد بنانا چاہے تو تم استاد بننے کے قابل ہو۔ کیونکہ تم سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ تم دنیا کے استاد، معلم اور راہبر بنو گے۔ زیادہ نسلیں تو نہیں گزریں ہماری لیکن جو بھی چھوٹوں سے بڑے ہوئے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ وعدہ کیا تھا کام لیا ہے یا کام پر بلایا ہے ان میں سے بہتوں نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھا اور خدا کی راہ میں کام کئے اور انہوں نے اس کی رضا کو حاصل کیا......لیکن تم پر جو آج بچے ہو جو ذمہ داری عائد ہونے والی ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے جو آج کی نسل پر پڑ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر وقت یہ فکر رہتا ہے کہ تمہاری صحیح تربیت ہو اور تربیت کے لئے جو بنیادی چیزیں ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم پر اس نے بڑے احسان کیے ہیں۔ ہمیں اسے پہچاننا چاہئے اور اس کے احسانوں کو سامنے رکھ کر اس کے لئے اپنے دل میں محبت پیدا کرنی چاہئے ...... ہر ماں اپنے بچے سے محبت کر رہی ہوتی ہے۔ اور اس محبت اور پیار کے نتیجہ میں بچہ کے دل میں اس کے لئے محبت اور پیار ہوتا ہے۔ جتنا پیار ایک ماں اپنے بچہ سے کرتی ہے اگر میں کہوں کہ اس پیار کا لاکھواں حصہ ہے جو خدا اپنے بندوں سے کر رہا ہے تو یہ غلط ہو گا......غرض ماں بیشک پیار کرتی ہے لیکن اس سے بے شمار زیادہ پیار اللہ تعالیٰ ہم سے کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہونی چاہئے اور جس طرح ہر ایک بچہ اس بات سے خائف ہوتا ہے کہ کہیں اس کی ماں ناراض نہ ہو جائے وہ اپنے کسی فعل کی وجہ سے اسے ناراض نہ کر دے۔ اسی طرح ہر سمجھدار اور شریف بچے کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ میں کہیں اپنے رب کو ناراض نہ کر دوں۔ ہم اپنی ذمہ داریوں کو اس وقت تک نبھا نہیں سکتے جب تک ہمارے دلوں میں

اپنے پیدا کرنے والے رب کی وہ محبت پیدا نہ ہو جائے جو اسلام ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے......اور چونکہ اللہ تعالیٰ تم سے ماں سے زیادہ پیار کرتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی محبت تمہارے دلوں میں ماں کی محبت سے زیادہ ہونی چاہئے۔ پھر نبی کریم ﷺ دنیا کے لئے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب لے کر آئے اور بغیر مبالغہ کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں اگر کوئی ایسا وجود ہو سکتا ہے اور ہوا ہے جس کو ہم دنیا کا محسن اعظم کہہ سکیں تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود ہے۔ پس دوسری محبت ہماری محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ہونی چاہئے۔ تیسری محبت ہماری قرآن کریم اور اسلام کے ساتھ ہونی چاہئے۔ چوتھی محبت ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ہونی چاہئے کہ آپ کے طفیل ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو پہچانا ورنہ دنیا آپ ﷺ کے مقام کو اور آپ ﷺ کی شان کو بھول چکی تھی۔ اگر تمہارے دل میں یہ محبتیں بیدار اور زندہ رہیں تو پھر ہمیں کوئی خوف نہیں۔ پھر ہم سمجھیں گے کہ ہم تمہاری تربیت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان محبتوں کو زندہ اور قائم رکھنے کے لئے قرآن کریم کا جاننا، اس کا پڑھنا اور اس کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 67-68)

صفائی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

نیکی کی بنیاد بچپن ہی میں پڑ سکتی ہے کیونکہ ساری عادتیں بچپن ہی میں پڑتی ہیں اور پختہ ہوتی ہیں۔ مثلاً ذریت طیبہ بننے کے لئے اور نیکی کی بنیاد کو قائم کرنے کے لئے جسم کی اور کپڑوں کی صفائی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض والدین بہت چھوٹی عمر میں جب بچے کو ہوش ہی نہیں ہوتی اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ ان کا ناک صاف کر دیا جائے۔ نزلہ ہمارے ملک میں عام ہے۔ ناک جب بہتا ہے تو ماں باپ، بہن بھائی یا گھر کے دوسرے بڑے افراد جو پاس ہوتے ہیں وہ ناک صاف نہیں کرتے اور اس کے نتیجہ میں اس بچے کو ایسی گندی عادت پڑ جاتی ہے کہ جب وہ 25، 30، 40 یا 50 سال کا ہو جاتا ہے تب بھی اس کو یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ناک بہہ کر میرے ہونٹوں پر آ گیا ہے اور دیکھنے والوں کے دل متلا جاتے ہیں۔ دیکھ کر بڑی گھن پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے

فضل سے صفائی کو قائم رکھنے کے لئے یہ انتظام کیا ہے کہ جب ناک بہتا ہے تو ہونٹ کے اوپر کے حصہ میں گدگدی ہوتی ہے۔اور فوراً انسان کا رومال اوپر اٹھتا ہے اور وہ ناک کو صاف کر دیتا ہے۔ لیکن بچپن میں جب ماں باپ یا گھر کے دوسرے افراد چھوٹے بچوں کا ناک صاف نہیں کرتے تو آہستہ آہستہ یہ حس ماری جاتی ہے۔یا دب جاتی ہے۔احساس باقی نہیں رہتا اور چونکہ احساس باقی نہیں رہتا اس لئے یہ گندگی بڑی عمر تک ساتھ چلتی ہے۔پھر بڑی مشکل سے اس عادت کو اور اس بے حسی کو دور کیا جاتا ہے۔غرض بچپن کا زمانہ ہی بنیادوں کو قائم کرنے کا ہے اور بچپن ہی میں نیکی کی بنیاد قائم کی جاسکتی ہے۔ہمیشہ آپ بچوں کو یہ وعظ اور نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ صاف رہا کرو۔مناسب وقتوں پر نہانا ضرور چاہئے تاکہ جسم کی گندگی دور ہو جائے۔جسم کے جو حصے ہر وقت ننگے رہتے ہیں۔مثلاً چہرہ ہے، ہاتھ ہیں پاؤں ہیں ان کو دن میں کم از کم پانچ بار وضو کرتے ہوئے اچھی طرح دھونا چاہئیے۔نبی اکرم ﷺ نے صفائی پر اس قدر زور دیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ٹخنوں کو جہنم کے عذاب سے بچاؤ۔یہ نہ ہو کہ دھوتے وقت بے خیالی میں پاؤں کے کچھ حصے بغیر دھلے کے رہ جائیں اور اس طرح تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے لو۔منہ کو دھونا چاہئے ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا چاہئے۔آنکھوں کو مل کر دھونا چاہئے تا کوئی گند نظر نہ آئے۔اچھی طرح کلی کر کے دانتوں کو صاف کرنا چاہئے اور اگر ہو سکے تو ہر کھانے سے پہلے دانتوں اور منہ کو صاف کرنا چاہئے اس سے دانت بڑے مضبوط رہتے ہیں۔اس میں جسمانی فائدہ بھی ہے اور معاشرہ میں بھی اس کا بڑا فائدہ ہے۔آپ تو نبی اکرم ﷺ کے وہ بچے ہیں جنہوں نے ساری دنیا کو اپنے سینے سے لگانا ہے۔ہم نے پیار کے ساتھ ساری دنیا کو محمد رسول ﷺ کے لئے جیتنا ہے اور اس پیار کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کے قریب جائیں اور ان کو اپنے سینہ سے لگائیں اگر کوئی عیسائی یا دہریہ ہم سے زیادہ صاف ہو تو وہ کہے گا یہ میرا دل جیتنے آئے ہیں لیکن انہوں نے منہ اور جسم کی بدبو سے میرے دماغ کو پریشان کر دیا ہے۔پس اگر ہم صفائی کی عادت نہ ڈالیں تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 118-119)

بچے اور گالیوں کی عادت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

دیہات میں گندی گالیاں دینے کی عادت عام ہے۔ ہر سال یہاں پندرہ بیس نئے گھرانے بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ آجاتے ہیں۔ ان کے بچوں کی تربیت اچھی نہیں ہوتی۔ انہیں گالیاں دینے کی عادت ہوتی ہے تو وہ ہمارے ماحول میں بھی گالیوں کا رواج ڈال دیتے ہیں۔ یہ آپ بچوں کا، کہ جو یہاں کے رہنے والے ہیں فرض ہے کہ جہاں بھی اس قسم کی بات دیکھیں وہ اس کی اصلاح کی کوشش کریں یا مجھے رپورٹ کریں۔ ایک چھوٹا سا بچہ بھی میرے پاس آکر کہہ سکتا ہے کہ فلاں فلاں بچے غیر تربیت یافتہ ہیں۔ ان کی اصلاح کا انتظام کریں۔ آپ مُکّہ دکھا کے اصلاح کی کوشش نہ کریں بلکہ پیار سے اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ اور پیار میں جتنی طاقت ہے وہ مادی ذرائع میں نہیں۔ نہ مکے میں ہے، نہ تھپڑ میں، نہ لاٹھی میں، نہ بندوق میں اور نہ ایٹم بم میں۔ کسی میں بھی وہ طاقت نہیں۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 121-122)

ایسی پاک وصاف نسل بنیں کہ محمد ﷺ آپ پر فخر کر سکیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ حقیقتاً محمد رسول اللہ ﷺ کے بچے ہیں اور آپ کے دل میں بھی ہمیشہ یہ احساس زندہ اور بیدار رہنا چاہئے کہ آپ نبی اکرم ﷺ کے بچے ہیں اور آپ کی نسل میں بھی اور آپ کی زندگی کے اس حصہ میں بھی نیکی کی بنیادیں قائم ہونی چاہئیں اور آپ کو کوشش کرنی چاہئے کہ آپ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذریت طیبہ بن جائیں۔ ایک ایسی پاک اور صاف نسل بن جائیں جس پر آنحضرت ﷺ فخر کریں اور ساری دنیا (ہم سب نے قیامت کے دن اکٹھے ہو جانا ہے) سے کہیں تم دیکھتے ہو میری اس امت کو......لیکن اس وقت بھی میرے یہ بچے اتنے صاف ستھرے تھے کہ تم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ آپ غیر قوموں کو مخاطب کر کے کہیں گے کہ دیکھو میری برکت سے اور میرے فیوض سے اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمہیں جاری کی تھیں ان کے نتیجہ میں اس عمر میں بھی ان بچوں کو خدا

تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ سمجھ دی تھی کہ کوئی گندگی ان کی زندگیوں میں داخل نہ ہو اور وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی نظر میں پاک اور ستھرے بچے رہیں اور اس میں وہ کامیاب ہوئے اور دیکھو میری امت کو اس کے کتنے انعامات مل رہے ہیں ......غرض ہمیشہ یہ سوچتے رہا کرو ہمیشہ یہ دعائیں کرتے رہا کرو اور ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کے ایسے بچے بنائے کہ آپ ﷺ آپ بچوں پر فخر کریں اور وہ نیکی کی بنیادوں کو آپ میں قائم کر کے آپ کو ذریت طیبہ بنا دے اور آپ دین اور دنیا کی نعمتوں کے وارث ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی رحمت کا سایہ آپ پر رکھے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 124)

ابتدائی سترہ آیات یاد کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

میں نے یہ ہدایت دے رکھی ہے کہ ساری جماعت چھوٹے بھی اور بڑے بھی سورۃ بقرۃ کی پہلی سترہ آیات زبانی یاد کرلیں ......آپ خود بھی ان کو شوق سے یاد کریں اور دوسروں میں بھی یاد کرنے کا شوق پیدا کریں۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 184)

حضرت مسیح موعودؑ روحانی خزائن تقسیم کرنے آئے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق حضرت نبی اکرم ﷺ کی یہ پیشگوئی تھی کہ آپ بڑی کثرت سے روحانی خزائن کو دنیا میں تقسیم کریں گے۔ یہ ہم میں سے بڑوں کو بھی ملے اور چھوٹوں کو بھی ملے۔لیکن چونکہ آپ کو ورثہ میں ملے ہیں اور آپ کے ماں باپ نے یہ غفلت برتی کہ آپ کو ان ہیروں اور جواہرات کی قدر و قیمت نہیں بتائی۔ اس لئے آپ عدم تربیت کی وجہ سے اپنے دماغ کے تھیلے بے قیمت پتھروں سے بھرتے رہتے ہیں اور ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ آپ اپنے دماغوں کو بے بہار

روحانی ہیروں اور بیش قیمت روحانی جواہرات سے بھریں...... ہماری کوشش رہتی ہے کہ آپ کا ذہن کا تھیلا ان روحانی خزائن سے بھر جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خزانے سے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صرف ہمارے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے لائے ہیں اور جن کا سلسلہ قیامت تک پھیلا ہوا ہے...... ویسے آپ کی جو عمر ہے یعنی سات سے پندرہ سال کی عمر یہ فراست یا ذہانت کی عمر نہیں ہے بلکہ حافظہ کی عمر ہے اس وقت ہم آپ کے ذہن میں روحانی ہیرے stock (سٹاک) کر سکتے ہیں۔ اس میں یہ روحانی جواہرات بھر سکتے ہیں......آپ کی اس عمر میں ہمارا یہ کام ہے کہ آپ کے ذہنوں کو روحانی خزائن میں سے قیمتی ہیرے منتخب کر کے ان سے بھر دیں۔ پھر جب آپ بڑے ہوں گے تو پھر انشاء اللہ ان روحانی ہیروں اور جواہرات کی قدر و قیمت آپ پر خود بخود کھل جائے گی اور آپ ان سے فائدہ اٹھانے لگ جائیں گے۔ پس آج آپ کو میرا یہی پیغام ہے کہ آپ اپنے حافظہ سے کام لیتے ہوئے قیمتی اور بنیادی دلائل کو یاد کر لیں کیونکہ اس وقت آپ کی حافظہ کی عمر ہے ذہانت اور فراست کی عمر نہیں ہے۔ ان قیمتی اور بنیادی دلائل (جو دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی خزائن کا ایک حصہ ہیں) میں سے نہایت ہی بیش قیمت ہیرا اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 186-187)

قرآن کریم کی عظمت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

قرآن کریم...... میں اللہ تعالیٰ نے علوم اور نشانات کا ایسا خزانہ بھرا ہوا ہے کہ جسے دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو اپنے فضل سے نوازتا ہے اس پر قرآن کریم کا ایک کے بعد دوسرا مضمون کھلتا چلا جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایک لحمہ میں اللہ تعالیٰ ایک بڑا لطیف مضمون سکھا دیتا ہے مگر اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شاگرد بننا پڑتا ہے۔ بہر حال قرآن کریم واقعہ میں ایک عظیم کتاب ہے۔ پس قرآن کریم کی عظمت کے جو اصول ہیں جن سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ یہ عظیم

ہے وہ آپ کی اس عمر میں آپ کے حافظہ میں ہونے چاہئیں۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 188)

سنجیدگی سے دوسرے بچوں کا مقابلہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

دنیا کی اقوام کے بچے آپ کے رقیب یا مدمقابل بن کر میدان میں آگئے ہیں اور وہ بڑے سنجیدہ ہیں۔مثلاً افریقن بچے اتنے سنجیدہ ہیں کہ اس کا دسواں حصہ سنجیدگی مجھے اس وقت ہال میں نظر نہیں آرہی کوئی ہنس رہا ہے، اسے یہ خیال ہی نہیں ہے کہ مجھے سنجیدہ ہو کر بیٹھنا چاہئے لیکن وہاں ساڑھے تین سال کی ایک افریقن بچی ہمارے جلسے میں آئی اور تین گھنٹے کے جلسے میں اس نے اپنی لاتیں بھی نہیں ہلائیں بڑی سنجیدگی سے بیٹھی رہی حالانکہ وہ زبان بھی نہیں سمجھ رہی تھی اور اس کے پلے کچھ نہیں پڑ رہا تھا لیکن اس کے پلے ایک چیز بندھی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی کہ میرا خاموشی کے ساتھ مجلس میں بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی برکتوں کو جذب کرے گا۔ساڑھے تین سال کی بچی اور اس کا اس طرح خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہنا اس بات کی علامت ہے کہ افریقین بچے بڑے سنجیدہ ہیں۔ایسے سنجیدہ بچوں کی نسل آپ کے مقابلے میں آگئی ہے۔آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کوئی رشتہ داری نہیں۔اگر وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سیکھنے اور سکھانے کے میدانوں میں آپ سے زیادہ آگے بڑھ جائیں گے تو وہ آپ سے زیادہ فضلوں کے وارث ہونگے۔پس وہ زمانہ تو گذر گیا جب برصغیر پاک و ہند میں یہ سمجھتا تھا یا اس برصغیر کے احمدی بچے یہ سمجھ سکتے تھے کہ صرف ہم ہیں ہمارے مقابلے میں کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے جو بھی فضل نازل ہوں گے ہم ان کے وارث ہونگے اب دنیا کی دوسری اقوام کے احمدی بچے آپ کے مقابلے پر آگئے ہیں اور آپ کو للکارتے ہیں اور آپ کو چیلنج دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صرف تمہارا حق نہیں ہے ہم تم سے آگے نکلیں گے......زبان حال سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پاکستانی بچوں سے آگے نکل جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا زیادہ وارث بننا ہے اس لئے آپ میں سے ہر ایک دل میں یہ جوش پیدا ہونا چاہئے کہ ہم تم سے زیادہ قربانیاں دیں گے اور آگے نہیں نکلنے دیں گے۔......اس واسطے بڑی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی زندگیوں کو اس رنگ میں بناؤ کہ اللہ تعالیٰ کے وہ فضل جو احمدی بچوں پر ہونے

چاہئیں ان فضلوں کو حاصل کرنے میں دوسرے آپ سے آگے نہ نکل جائیں۔

(مشعل راہ جلد2 صفحہ 263-264)

اللہ کا کہا مانو گے تو اس کے فضلوں کے وارث بنو گے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

آپ احمدی بچے ہیں۔آپ سے اللہ تعالیٰ کے بڑے وعدے ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ آپ کی ساری استعدادوں کی صحیح اور کامل نشوونما ہو خصوصاً اخلاقی اور روحانی قویٰ کی۔اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اگر تم میرے کہنے کے مطابق اور بتائے ہوئے طریق پر اپنی قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما کرو گے اور میرا پیارا اپنے دل میں پیدا کرو گے اور جو تمہارے ذریعہ سے یہی کام لینا چاہتا ہوں وہ بشاشت کے ساتھ کرو گے اور میری راہ میں ہر قسم کی قربانیاں دو گے تو پھر میں تمہیں اپنے فضلوں سے نواز دوں گا۔

(مشعل راہ جلد2 صفحہ 264-265)

اطفال ساری دنیا سے آگے نکل سکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے ہر بچہ میں بڑی قوت اور طاقت رکھی ہے اور صلاحیت پیدا کی ہے تاکہ اگر اس کی صحیح نشوونما ہو جائے تو وہ علم میں آگے بڑھے مہارت میں آگے بڑھے۔دین میں آگے بڑھے۔چنانچہ اگر دین کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو تو ہمارے اطفال ساری دنیا سے آگے نکل سکتے ہیں......ہم یہ چاہتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء کو دین کی باتوں کا پتہ ہو نہ ہو ہمارے بچوں کو ضرور پتہ ہو۔اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ہمارے اطفال کے کان میں ضرور دین کی باتیں پڑنی چاہئیں۔

(مشعل راہ جلد2 صفحہ 476)

یورپ اور امریکہ کو ہمارے بچوں کا انتظار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

موجودہ مہذب دنیا میں یورپ ہے امریکہ ہے جو اپنے آپ کو بہت ترقی یافتہ کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ علم و عمل میں دنیا سے بہت آگے نکل گئے ہیں لیکن اے میرے پیارے بچو وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ تمہیں پتہ ہے وہ کیوں انتظار کر رہے ہیں؟ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کی عقلیں تو ہو گئیں ناکام۔ اب ان کی عقلوں کو روشنی اور جلا دینے کے لئے دین اسلام کی ضرورت ہے۔ اس لئے آج جو بچے ہیں اگلے آٹھ دس سال میں ان کو خوب دین کا علم سکھا کے ان کے پاس بھیجیں تا کہ وہ ان کے مسائل جن کو ان کی عقلیں سلجھا نہیں سکیں، وہ جا کر دین کی تعلیم کی روشنی میں سمجھائیں کہ کس طرح وہ اپنے مسائل حل کریں۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 476-477)

تم احمدی بچے ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

تم احمدی بچے ہو تمہارا نام اطفال الاحمدیہ ہے۔ پس تم اپنے اس مقام کو یاد رکھو کہ تم اس جماعت کے نونہال ہو جس نے ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے اس لئے جو کام ایک احمدی بچے کو کرنا چاہئے وہ تم نے کرنا ہے۔ جو کلمہ خیر ایک احمدی بچہ کو بولنا چاہئے وہ تمہاری زبان سے نکلنا چاہئے۔ اور جو بات ایک احمدی بچے کو سوچنی چاہئے وہ تمہیں سوچنی چاہئے۔ پس جب میں کہتا ہوں کہ تم احمدی بچے ہو تو تمہارا عمل، تمہاری گفتگو اور تمہاری سوچ احمدیت کی تعلیم کے مطابق ہونی چاہئے۔ تمہارا کام کرنا، بولنا اور سوچنا قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہونا چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 477)

ہم پر خدا کے بڑے احسان ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

جماعت احمدیہ سے باہر بھی اور جماعت احمدیہ میں بھی حالانکہ تعداد میں تھوڑی سی جماعت ہے بہت سے ایسے بچے ہوتے ہیں جو ذہین ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ایسے بچوں پر بھی اور

ہم پر بھی کہ انہیں اتنی عقل دی اور علم دیا اور ان کو یہ توفیق عطا کی کہ وہ اپنے علم سے فائدہ اٹھائیں اور وقت ضائع نہ کریں۔لیکن کھیلنا بھی ضروری ہے اور ورزش بھی ضروری ہے۔اس لئے تم سیر کرو۔غلیل سے فاختہ کا شکار کر کے بڑا مزے دار گوشت کھاؤ تمہیں کون منع کرتا ہے۔مزے کرو۔یہ جائز مزے ہیں۔ان سے اسلام نے نہیں روکا۔یہ چیزیں تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ساری دنیا کی اچھی چیزیں محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے غلاموں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔اس لئے ایک روایت میں آپ ﷺ کے متعلق کہا گیا ہے:۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَ فْلَاکَ

کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش مقصود نہ ہوتی......تو یہ دنیا پیدا نہ کرتا......میرا یہ پختہ عقیدہ ہے دنیا کی ہر اچھی چیز محمد ﷺ کے طفیل ان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔بعض چیزیں مسلمان فدائی کو ملتی ہیں اور بعض نہیں ملتیں تو ان کا ثواب لکھا جاتا ہے......اللہ تعالیٰ نے تم پر اتنا بڑا احسان کیا۔عقل دے دی......ترقی کرنے والے جتنے بچے قوم میں پیدا ہوں گے اتنی ہی قوم زیادہ ترقی کرے گی۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 478-479)

ہر بچے کو جو صلاحیت ملی ہے اسے ضائع نہ کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

پیارے بچو!......اگر خدا تعالیٰ نے تمہیں صلاحیت دی ہے تو اسے ضائع نہ کرو۔اگر تم اپنی ذہانت سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ گے تو کوئی کسی لائن میں آگے نکلے گا اور کوئی کسی لائن میں آگے نکلے گا۔پھر اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہارے حصے میں خوشیاں آئیں گی۔اس وقت کی تمہاری جو خوشیاں ہیں بچپن کی وجہ سے ان خوشیوں کے معنے بھی تمہیں نہیں آتے۔لیکن اگر عملی میدان میں دوسروں سے آگے نکلو گے تو اس سے جو خوشیاں حاصل ہوں گی وہ کہیں زیادہ اچھی ہوں گی۔ان سے تمہارے خاندان کا نام بلند ہوگا۔تمہارے مالی حالات اچھے ہو جائیں گے دنیا میں تمہارے لئے ایک عزت کا مقام پیدا ہو جائے گا۔خدا کی راہ میں تم کام کرو گے تو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں تمہاری عزت پیدا ہوگی اور تم قوم اور ملک کے لئے باعث فخر بن جاؤ گے۔تمہارے والدین ہمیشہ تمہارے لئے دعائیں کرتے

ہیں اب تم ان کو یہ بدلہ دو گے کہ وہ بھی فخر کریں کہ ان کے بچے ایسے نیک نکلے ہیں جنہوں نے اپنے اوقات کو ضائع نہیں کیا بلکہ اپنے اوقات کو صحیح مصرف میں لائے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 480)

آج کے احمدی بچے کل کے جوان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

پس تم بچے ہو لیکن مجھے تم بچے نظر نہیں آتے۔ تم تو کل کے جوان ہو۔ تم تو مستقبل کے اسلام کے پہلوان ہو پس اس نہج پر تمہاری تربیت ہونی چاہئے۔ اور تمہیں اپنے دلوں میں یہ عہد کرنا چاہئے کہ دنیا جو مرضی کہے اور جو مرضی کرے تم ہمیشہ دنیا کے سامنے اسلام کا عمدہ نمونہ پیش کرو گے اور اسلام کی حسین تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرو گے۔ یہ تمہیں میری نصیحت ہے۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھو۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 484)

جتنی کوشش کرو گے اتنا پاؤ گے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

بعض بچے ایسے ہیں جن کو پڑھایا جاتا ہے اور ان کی پڑھائی میں ان کے نصاب میں بھی یہ حصہ شامل ہے کہ خدا نہیں ہے۔ کورس کا یہ حصہ ہوتا ہے کہ اللہ سے دور کر دینا ہے دماغ کو عجیب لغو باتیں کر کے زہر بھرتے ہیں بچوں کے دماغوں میں۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں اور ہمارے بچے بھی جانتے ہیں کہ اللہ ہے اور اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے......اتنی بڑی نعمتوں سے ان بچوں کو محروم کیا جا رہا ہے جن کے دماغ سے خدا کا نام مٹایا جا رہا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم بڑا احسان کر رہے ہیں۔ اپنے دادا کا نام یاد رکھنے کے لئے تو بتایا جاتا ہے لیکن ہستی باری تعالیٰ کے متعلق یہ کہہ دیا کہ اگر خدا ہے تو خود بخود ہی ان کو پتہ لگ جائے گا۔ پھر دادا کا نام کیوں یاد کرواتے ہو آپ ہی پتہ لگ جائے گا۔ تو باپ کا نام کیوں بتاتے ہو گھر والے وہ آپ ہی پتہ لگ جائے گا۔ خود بخود پتہ نہیں لگا کرتا۔ جو حقیقتیں ہیں اس دنیا میں ان کا اظہار کیا جاتا ہے، ان کا علم دیا جاتا ہے، پڑھایا جاتا ہے، تب پتہ لگتا

ہے......ایسے بچوں کے مقابلہ میں تمہارا مستقبل ،اے احمدی بچو! کہیں زیادہ روشن ،خوشحال اور خوشیوں سے معمور ہے......لیکن جتنی کوشش کرو گے اتنا پاؤ گے...... جب تم بڑے ہو گے دین اسلام سیکھو گے، دعائیں کرو گے، زندہ خدا سے تمہارا زندہ تعلق پیدا ہو جائے گا، خدا کی راہ میں تم قربانیاں کرنے والے ہو گے، تمہارے دل میں نوع انسانی کا درد ہو گا۔ جو خدا سے دور ہیں ان کے لئے تمہارے دل تڑپیں گے، تمہارے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گی کہ یہ بھی خدا کو پہچانیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے پیار کے حلقے کے اندر داخل ہو جائیں، تمہارے ذریعہ سے تمہاری تربیت کے بعد اللہ تعالیٰ تمام دنیا میں اسلام کو غالب کرے گا......خدا کرے کہ عملاً بھی تم اسی طرح خوش قسمت بنو جس طرح وعدوں اور بشارتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوش قسمت بنا دیا ہے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 523 تا 526)

تم ہر میدان میں سب سے آگے نکل کر خوشی پہنچاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

احمدی بچوں کو کہہ رہا ہوں کہ وہ بہت دل لگا کر پڑھیں اور اپنی کلاس میں اور سکول میں اول آنے کے لئے محنت کریں اور اپنے امتحان کے نتیجہ سے مجھے خط لکھ کر اطلاع دیا کریں۔ بہت سے بچے میری اس بات پر عمل کر رہے ہیں۔اور مجھے خط لکھ کر اپنی پڑھائی کے متعلق بتاتے رہتے ہیں......ایک بات تم ہمیشہ یاد رکھنا اور وہ یہ ہے کہ تم معمولی بچے نہیں ہو تم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بچے ہو اور تمہارا یہ فرض ہے کہ تم جو کام بھی کرو اتنی محنت سے کرو کہ باقی سب کو پیچھے چھوڑ جاؤ اور ہر میدان میں سب سے آگے نکل کر مجھے اور اپنے ماں باپ کو خوشی پہنچاؤ۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 550)

اللہ آپ سے ایک عظیم کام لینا چاہتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

ایک بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ آپ کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے ......ہم قرآن کریم پر

جب غور کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی پیشگوئیوں کو جب دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں ایک عظیم جدوجہد اسلام کے لئے مقدر ہے......آپ یاد رکھ لیں کہ اس دنیا میں آپ سے اللہ تعالیٰ ایک عظیم کام لینا چاہتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس عظیم کام کے لئے آپ کو ابھی سے تیاری کرنی چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 634-635)

علم سیکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

آپ تربیت حاصل کریں۔ علم سیکھیں، اپنے دلوں میں یہ عہد کریں کہ دنیا کا جو کام بھی کرنا ہے آپ کے مقدر میں ہے تو وہ تو کرتے رہیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اپنی زندگیوں کو اسلام کے لئے وقف رکھیں گے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 635)

اگر ذمہ داری کا احساس ہو وقت ضائع نہیں ہوتا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

ہمیں بچوں یعنی اطفال الاحمدیہ کے متعلق اگلے دو چار سال میں بہت کچھ کرنا پڑے گا۔ آپ ایک عظیم طاقت ہیں مگر آپ اس کو سمجھتے نہیں یا سمجھ سکتے نہیں آپ کو یہ عظیم طاقت بننا پڑے گا۔ وہ عظیم طاقت اس طرح بنتی ہے کہ قرآن کریم نے جس سب سے بڑے جہاد کا ذکر کیا ہے اس جہاد کے آپ سچے اور واقعی مجاہد بن جائیں اور سپاہی بن جائیں اور یہ جہاد ہے قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے کا جس زمانہ میں سے اب ہم گزر رہے ہیں اور جو آئندہ ممکن ہے بیس سال یا تیس سال، پچاس سال رہے۔ آپ کے پیچھے اور اطفال آنے والے ہیں، جن پر اس سے بھی زیادہ ذمہ داری پڑنے والی ہے اگر ہمیں اپنے مقام کا، اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو تو جس دور سے ہم گزر رہے ہیں ظاہر ہے اس میں ہم وقت نہیں ضائع کر سکتے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 635-636)

ہر طفل عہد کرے کہ دنیا کو اسلام کی طرف لانا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

ہر طفل اپنے دل میں یہ عہد کرے اور اپنے عمل سے ثابت کرے کہ اس نے خدا کی بات مان کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچ کر لانا ہے۔اوران کے دل میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا کرنی ہے۔جب آپ اپنے رب سے یہ عہد کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا اور تمہیں وہ سب کچھ سکھائے گا جس کا دنیا کو کوئی پتہ ہی نہیں ہے اور پھر آپ دنیا کے قائد اور خادم بنیں گے۔یعنی آپ ان کی راہنمائی بھی کریں گے اوران کی خدمت بھی کر رہے ہوں گے۔

(مشعل راہ جلد2 صفحہ 639)

بچوں کی تربیت کا محاذ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

اسلامی جنگوں کا ایک محاذ اندرونی محاذ ہے اور وہ تربیت کا محاذ ہے۔جس کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا ہے......اندورنی جنگ......جو تربیت کے محاذ پر لڑی جاتی ہے اور یہ جنگ تو قیامت تک جاری رہے گی۔جب تک مائیں بچے جنیں گی اور بچے اطفال اور خدام کی عمروں میں داخل ہوتے رہیں گے اس وقت تک تربیت کی یہ جنگ لڑی جائے گی......یہ جنگ آخری جنگ ہے جو حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اپنی انتہا کو پہنچی اوراب اس آخری زمانہ میں ختم ہونے والی ہے......جس طرح فوجی کیمپ ہوتے ہیں......اسی طرح یہ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم ہے اسی طرح دوسری تنظیمیں ہیں جن میں ہمارے چھوٹے اور بڑے تربیت حاصل کرتے ہیں......ہمارے اطفال نیکی کی تربیت حاصل کریں۔اس آخری جنگ کے لئے جو جماعت تیار ہوئی ہے اس کے ہر فرد کو چھوٹے اور بڑے سب کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا مقام کیا ہے،ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ان کے ہتھیار کیا ہیں اور ان کو استعمال کیسے کرنا ہے۔بہرحال آپ اس فوج کے بچے ہیں جو اللہ کے سپاہی بننے کی کوشش کر رہے ہیں اور بڑے ہی

خوش قسمت ہیں وہ سپاہی......جن کے متعلق آنحضرت ﷺ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ وہ شیطان سے آخری جنگ جیتنے والے ہیں......پس یہ وہ مقام ہے جو الٰہی بشارت جماعت احمدیہ ایک بچہ کو دیتی ہے۔ گویا ہمارا ہر طفل حضرت محمد ﷺ کی فوج کی ان صفوں میں شامل ہونے کی تیاری کر رہا ہے جن کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ وہ شیطانی طاقتوں کو ہمیشہ کے لئے شکست دے دیں گے۔

(مشعل راہ جلد 2 صفحہ 665 تا 667)

تربیت اولاد

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

باپ اپنی اولاد کا ذمہ دار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اگر سلسلے کے دس فیصدی کارکن بھی ایسے ہوں جن کی اولادیں نماز سے غافل ہیں تو یہ بڑی خطرناک بات ہے اور میرے نزدیک ایسے کارکنان کے بچوں کی تعداد جو عملاً نماز سے غافل ہو چکے ہیں اس سے زیادہ ہے اس لئے ان کی طرف بھی توجہ دینا ضروری ہے۔ نظام جماعت کو ان کے بچوں کو سنبھالنے میں ایسے کارکنوں کی مدد کرنی چاہئے لیکن اصل میں تو گھر ہی تربیت کا گھوارہ ہے اور گھر کے معاملے میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ باپ اپنی اولاد کا ذمہ دار ہے۔

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 197)

اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے بچوں کی عبادت کا خیال نہیں کرتے ان کی اولادیں لازماً ہلاک ہو جایا کرتی ہیں اس لئے وہ اس طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو اپنے ہی ہاتھوں سے قتل نہ کریں۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے مختلف رنگ میں نصیحت فرمائی ہے اور بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس معاملے میں اگرچہ مردوں کو پابند کیا گیا ہے لیکن اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جب مرد باہر ہوتا ہے تو عورت اس کی جگہ لے لیتی ہے اور اس پر بھی تربیت کی ایک بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مرد کو اس لئے ذمہ دار قرار دیا ہے کہ اسے عورت پر قوام بنایا گیا ہے۔ اگر عورت کو ذمہ دار بنایا جاتا تو مرد اس ذمہ داری سے باہر رہ جاتے۔ مرد کو ذمہ دار بنایا تاکہ صرف بچے ہی اس کے تابع نہ رہیں بلکہ عورت بھی تابع رہے اور مرد اس کو بھی پابند کرے اور اس طرح سارا نظام تربیت کے دائرے کے اندر جکڑا جائے۔

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 198-199)

ماؤں کی گود میں سچ اور جھوٹ کا فیصلہ ہو جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ فرماتے ہیں:

تمام بدیوں کی جڑھ جھوٹ ہے اور لطیفے کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے، ماؤں کو بچوں کے سامنے جھوٹ نہیں بولنا چاہئے، جھوٹے بہلاوے نہیں دینے چاہئیں۔ جھوٹی کہانیاں نہیں سنانی چاہئیں۔ ماؤں کی گودوں میں سچ اور جھوٹ کے فیصلے اکثر ہو جایا کرتے ہیں۔ جب مائیں کہتی ہیں دل بہلاوے کے طور پر کہ تم چپ کر جاؤ ہم تمہیں ابھی مٹھائی لاکر دیں گے اور جانتی ہیں کہ ہم جھوٹ بول رہی ہیں تو بچے کے دل میں جھوٹ اس طرح جاگزیں ہو جاتا ہے کہ جب بڑے ہو کر ان کو نصیحت کرتی ہیں وہی مائیں کہ جھوٹ نہ بولو تو ان کا دل کہتا ہے کہ یہ اوپر کی باتیں ہیں اندر کی باتیں وہی ہیں جو ماں کیا کرتی تھی اور اوپر کی باتیں وہ ہیں جو کہتی ہے اور جھوٹے بچے، جھوٹی نسل پیدا ہو جاتی ہے۔ تو بہت اہم فرض ہے جماعت احمدیہ کا کہ جھوٹ کے خلاف ایک جہاد کریں اور اپنی سوسائٹی میں جہاد کریں، لوگوں کو بھی روکیں جھوٹ سے اس کے نتیجہ میں عظیم الشان روحانی فوائد حاصل ہوں گے اور دنیاوی ترقیات بھی اس قوم کو عطا ہوں گی۔

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 225)

نماز کا ترجمہ بچپن سے سکھایا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ فرماتے ہیں:

جب تک بچپن سے نماز کا ترجمہ ساتھ نہ سکھایا جائے اس وقت تک نماز کے معنی انسان نماز پڑھتے وقت اپنے اندر جذب نہیں کر سکتا...... حقیقت یہ ہے کہ بچوں کو ترجمہ سکھانے کے لئے ماں باپ کا ذاتی تعلق ضروری ہوتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وڈیوز کے اوپر آپ بنا دیں اور ہم اپنے بچوں کو پکڑا دیں گے اور بے فکر ہو جائیں گے کہ ان کو نماز آنی شروع ہو گئی۔ یہ درست نہیں۔ عبادت کا تعلق محبت سے ہے...... وہ ماں باپ جن کا دل عبادت میں ہو جن کو نماز سے پیار ہو جب وہ ترجمہ سکھاتے ہیں بچے سے ذاتی تعلق رکھتے ہوئے بچہ اپنے ماں باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال

کے دیکھ رہا ہوتا ہے، ان کے دل کی گرمی کو محسوس کر رہا ہوتا ہے......وہ اگر نماز سکھائیں تو ان کا نماز سکھانے کا انداز اور ہوگا۔

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 892-893)

کل کے لئے اپنی نسلوں کی تیاری کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

پس آئندہ نسلوں کے اعتبار سے دیکھیں تو یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ہر جان کو خدا متنبہ کر رہا ہے......تم نے کل کے لئے کیا تیاری کی......کن اولادوں کو آگے بھیجو گے اور کیا وہ خدا کی عبادت گذار نسلیں ہوں گی یا عبادت سے غافل نسلیں ہوں گی......اپنے بچوں کی جب آپ نے تربیت کرنی ہے تو......آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی اور ذاتی تعلق رکھنا پڑے گا، ذاتی قابلیتوں کو استعمال کرنا پڑے گا......تب جا کر آئندہ آنے والی نسلیں آپ کی سچی نمازی بن سکیں گی۔

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 893-894)

تربیت میں ماں کا کردار

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اہل خانہ کے اندر نماز کو قائم کرنے کی ذمہ داری اہل خانہ کی ہے اور عورتوں سے کہیں کہ آپ ہم سے سیکھیں اور پھر اپنے بچوں کو سکھائیں......اپنے بیٹوں کو اپنی بیٹیوں کو بار بار پانچ وقت نماز کی طرف متوجہ کرتی رہیں۔ جو گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں نماز کے وقت او(بیت الذکر) قریب ہے یا عبادت کرنے کی جگہ جو بھی ہو وہ قریب ہو عورتیں اٹھائیں ان کو کہ ٹھیک ہے کھانا تیار ہوگا لیکن تم نماز پڑھنے جاؤ واپس آؤ پھر آرام سے بیٹھیں گے۔ بچوں کو تیار کریں اور جو گھر کی بیٹیاں ہیں ان پر نظر رکھیں۔ والدین میں باپ کی اول ذمہ داری ہے......مگر بیٹیوں کے معاملہ میں باپ کے لئے کچھ مشکلات بھی ہوتی ہیں اس کو یہ نہیں پتہ لگتا کہ کب اس نے پڑھنی ہے اور کب نہیں پڑھنی اس لئے

وہاں جب تک ماں مدد نہ کرے اس وقت تک باپ پوری طرح اپنے فرائض کو ادا نہیں کر سکتا اور بھی بہت سے مسائل ہیں نماز سے تعلق رکھنے والے جو ماں سکھا سکتی ہے۔

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 895)

اولاد کی تربیت کے لئے دعائیں کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

قرآن کریم نے تقویٰ کے لئے جو ہمیں دعا سکھائی اس میں عجیب بات ہے کہ عائلی زندگی کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان۔75) اے خدا! ہمیں ہمارے جوڑوں سے دل کا چین اور آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما۔ قُرَّۃَ اَعْیُنٍ سے مراد دونوں چیزیں ہیں آنکھ کی ٹھنڈک یعنی دل کا چین اور سکون اور ہمیں متقیوں کے لئے امام بنا۔ یہ متقیوں کے لئے امام بنانے کی دعا بہت ہی حیرت انگیز سبق قوموں کے لئے اپنے اندر رکھتی ہے اور اگر چہ اس نسبت سے یہاں پہلا اطلاق اس کا اولاد پر ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی جتنی قومیں ہیں ان پر آپ نظر دوڑا کے دیکھیں لیڈر شپ اگر متقیوں کی نہیں ہے تو اسکی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ لیڈر شپ میں تقویٰ سے قوت پیدا ہوتی ہے اور ہر تقویٰ کا اپنا الگ الگ میدان ہے۔

(خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 176-177)

بچپن سے تربیت کا آغاز ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

خود ہندوستان اور پاکستان میں معاشرہ بڑی تیزی سے تباہ ہو رہا ہے تو جیسا کہ وہاں ہمیں ضرورت ان برائیوں کے خلاف علم جہاد بلند کریں، باقی دنیا میں بھی اس سے غافل نہیں رہنا چاہئے ......ان کے متعلق ساری دنیا کی جماعتوں کو کوشش کرنی چاہئے اور یہ کوشش جوانی کے بعد ممکن نہیں ہوگی۔ جب بچے آپ کے جوان ہو جائیں پھر آپ ہزار کوشش کریں بعض دفعہ وہ آپ کے ہاتھ

سے نکل چکے ہوتے ہیں پھر وہ آپ کی بات نہیں سنیں گے۔اُس وقت تو اپنے جذبات میں مغلوب ہو چکے ہوتے ہیں۔اگر آپ بچپن سے ایک تربیت کا پروگرام بنائیں اور بچپن سے اُن کو بتائیں کہ یہ سب گند ہے، بے معنی چیزیں ہیں، آخر کار انسان کی روح کو تباہ کرنے والی ہیں، اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی پیدا کرنے والی ہیں۔ماں باپ اگر بچپن سے تربیت کریں تو وہ بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو اپنے گرد خود وہ فصیل کھڑی کر لیتے ہیں جس کے ساتھ وہ ہمیشہ معاشرے کے مقابل پر محفوظ رہتے ہیں۔ورنہ ماں باپ کے لیے یا مبلغین کے لیے ممکن ہی نہیں ہے کہ ہر دفعہ جوان لڑکوں کے ساتھ یا لڑکیوں کے ساتھ پھریں اور اُن کو ہر وقت برائی سے روکیں۔اس لئے یہ عمر ہے بچپن کی جس میں آپ کو ابھی سے کام کرنا چاہئے۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 120-121)

اپنے بچوں کو تنظیموں کے سپرد کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

مغربی معاشرے کے خلاف ہمیں ایک عالمی جہاد کرنا چاہئے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بچپن سے ہوگا، بچپن کے بعد Late ہو جاتے ہیں آپ بہت سے بچے میں نے ضائع ہوتے دیکھے ہیں۔جہاں بچے بڑے ہو جائیں وہاں اُن کو پھر کم سے کم اتنا تو کریں کہ ان کو خدام الاحمدیہ کے سپرد کریں اور بچیاں ہیں تو اُن کو لجنہ کے سپرد کریں۔جو ماں باپ اپنے بچوں کو جماعت کی تنظیموں کے سپرد کر دیں اُن کے لئے بھی پھر امکان رہتا ہے کہ وہ بچے بچ جائیں گے لیکن جو نہ خود تربیت کرتے ہیں نہ اُن کو تنظیموں کا مطیع بناتے ہیں۔نہ تنظیموں سے اُن کی وابستگی پیدا کرتے ہیں بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ ہمارے بچے تو تنظیموں سے بالا ہیں، کوئی ضرورت نہیں خدام الاحمدیہ کا یہ قائد پتا نہیں کیا حیثیت رکھتا ہے، زعیم کیسا ہے، فضول اجلاس ہیں، وقت ضائع ہوتا ہے۔بچے تعلیم کیوں نہ حاصل کریں، پی ٹی کیوں نہ کھیلیں فلاں بات میں کیوں نہ مغز ماری کریں جس سے ان کا مستقبل بن سکے۔اس قسم کے خیالات کہیں یا نہ کہیں میں جانتا ہوں انسانی فطرت میں پیدا ہوتے رہتے ہیں تو جو بڑے ہو کر بچانے

کا زمانہ ہے اُس سے بھی وہ غفلت کر جاتے ہیں۔ اس لیے میں امید رکھتا ہوں کہ ساری دنیا میں جماعتیں ان دونوں امور کی طرف متوجہ ہوں گی۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 122)

نیک خلق باپ کی نصیحت ہی نیک اثر رکھتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

وہ ماں باپ جو بدخلق ہوں ان کے بچے ان کی نصیحت کو نہیں قبول کرتے۔ کر سکتے ہی نہیں کیونکہ ان کی فطرت ان کو بتا دیتی ہے کہ اس بدخلق نے اپنی بڑائی کی خاطر ہمیں مجبور کرنے کی کوشش کی ہے، ہمیں کمزور سمجھا ہے، ہمیں اپنے سے نیچا دیکھا ہے اور چاہتے ہیں یہ لوگ کہ ہمیں زبردستی اپنے مطابق بنائیں۔ بچے اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنے ردعمل کو ظاہر نہیں کرتے یعنی بعض دفعہ نہیں کرتے بعض دفعہ پھر جب بہت زیادہ ایسے ماں باپ حد سے بڑھ جائیں تو پھر بدتمیزیاں بھی گھر میں ہونی شروع ہو جاتی ہیں، پھر ان بچوں بیچاروں کو اور مار پڑتی ہے، بعضوں کی ہڈیاں توڑ دی جاتی ہیں مار مار کے کہ ہماری بات کیوں نہیں مانتا حالانکہ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ بات نہ ماننے کی ذمہ داری خود ان والدین پر ہے۔ انہوں نے بچپن ہی سے شروع سے ہی کچھ ایسا رویہ اختیار کیا ہے گھر میں جس کے نتیجے میں بچوں کے دلوں سے ماں باپ کا اعتماد اٹھ گیا ہے اور ماں باپ اس قابل نہیں رہے کہ اس کو نصیحت کر سکیں۔ سچے پیار اور محبت سے اور خلوص کے ساتھ جو نصیحت کی جاتی ہے اس کے ساتھ سچے پیار اور خلوص کا ماحول بھی ہونا ضروری ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ باپ نے نصیحت جو کی تھی اس میں تو سچائی تھی لیکن جو باپ سچا نہیں ہے اس کی نصیحت بھی جھوٹی ہو جایا کرتی ہے۔ جو باپ بدخلق ہے اس کی نصیحت میں نیک اثر نہیں رہتا کیونکہ بدخلق آدمی کی نصیحت کوئی دوسرا شخص قبول نہیں کیا کرتا۔ اس لئے اپنے گھروں کے معاشرے کو درست کریں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے اوپر تلخیاں پیدا کرنا اور حوصلے ہار بیٹھنا ذرا سی کسی کی کمزوری دیکھ کر یہ کوئی مردوں والی صفات نہیں ہیں۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 202)

بچوں کو قرآن کا حصّہ زبانی یاد کروائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ایک اور تربیت کے پہلو سے بھی غافل نہیں رہنا چاہئے۔ ہمارے بہت سے ایسے ممالک میں پلنے والے بچے جیسے انگلستان یا دوسرے مغربی ممالک ہیں قرآن کریم کی بہت تھوڑی سورتیں حفظ کرتے ہیں اور میں نے جو سرسری جائزہ لیا ہے بعض دفعہ تو سوائے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کے ان کو کچھ بھی سورۃ یاد نہیں ہوتی اور یہ ایک بہت ہی ناپسندیدہ بات ہے۔ احمدیوں کو جس حد تک قرآن کریم حفظ ہو سکے حفظ کرنا چاہئے اور بالعموم اتنی کوشش تو کرنی چاہئے کہ سارا قرآن کریم نہیں تو ایک پارہ کے برابر مختلف جگہوں سے حفظ ہو اور اگر اتنی بھی توفیق نہیں تو کم سے کم اتنی چیدہ چیدہ سورتیں یاد ہو جانی چاہئیں بچوں کو کہ وہ مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں پڑھ سکیں۔ اس کمی کی وجہ سے عموماً وہ احمدی جن کی تربیت اس لحاظ سے نہیں ہوئی وہ سورۃ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ ہی پڑھ لیتے ہیں اور اس کے بعد ختم اور وہ بھی ایک ایسی Routine بن جاتی ہے کہ ان کو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کی بھی کوئی سمجھ نہیں آتی کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 270)

آپ اپنی اولاد در اولاد اور آنے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ...... فرمایا کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں (نداء) دو جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے بائیں کان میں تکبیر کہو (الجامع لشعب الایمان) تو درحقیقت انسانی فطرت کا یہ گہرا راز ہمیں سمجھا دیا کہ تربیت کے لئے کسی خاص عمر کا انتظار نہیں کیا جاتا۔ جونہی بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے وہ تمہاری ذمہ داری بن جاتا ہے اور اس دن سے اس کی تربیت کا آغاز ہو جاتا ہے...... دراصل پیدائش سے پہلے بھی تربیت کا ایک مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اور بچہ بننے کے وقت اُس کے آغاز کے وقت یا اُس کے آغاز کے امکان کے

وقت بھی انسان کو اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور خدا تعالیٰ سے استدعا کرنی چاہئے۔ پھر مزید میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مضمون تو اس سے بھی زیادہ گہرا اور اس سے بھی زیادہ وسیع تر ہے انبیاء کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ مدتوں بعد پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کیا کرتے تھے جن کا کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ شہر مکہ جو آج تمام دنیا کے لئے مرجع خلائق ہے جب اس کے کھنڈرات کو از سرنو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلند کرنا شروع کیا تو اس وقت قیامت تک آنے والی اپنی نسلوں کے لئے بھی دعائیں مانگیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تربیت کا آغاز صرف بچے کے بڑے ہونے کے وقت کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اس کی پیدائش کے ساتھ، اس کی پیدائش سے پہلے بلکہ اس سے بھی بہت پہلے شروع ہو جاتا ہے یعنی آپ صرف اپنی اولاد کے لئے دعا نہ کریں بلکہ اپنی اولاد در اولاد اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کریں۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 511-512)

بچپن کا زمانہ نیتیں سیدھی کرنے کا زمانہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

میں نے بارہا جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ بچہ جب پنگوڑے میں ہو، جب ماں کی گود میں ہو، جب آپ اسے گودیوں میں اچھال کر اس سے کھیلتے ہیں یا اس کی معصوم پیاری باتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے ہیں، یہ وہ زمانے ہیں جبکہ نیتیں سیدھی کرنے کا وقت ہوا کرتا ہے۔ اس وقت کی نیتیں سیدھی ہوئی ہمیشہ سیدھی رہتی ہیں۔ اس وقت اخلاقی تعلیم دینے کی ضرورت ہے اور بچپن کا ابتدائی زمانہ یعنی وہ زمانہ جبکہ ابھی اس پر عبادت فرض نہیں ہوئی ہوتی وہ زمانہ نیتوں کو درست کرنے میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے...... سب سے پہلے تو گھروں کے ماحول کو اس نیت سے صاف اور درست کرنے کی ضرورت ہے کہ ماں باپ یقینی طور پر یہ جان لیں کہ اس معاملہ میں وہ خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ اگر ان کی بداخلاقیوں کی وجہ سے اولاد کی نیتوں میں فتور پیدا ہو گیا تو پھر ان کی تمام عمر کی بد اعمالیوں میں وہ حصہ دار قرار پائیں گے۔ یہی وہ مضمون ہے جو قرآن کریم کی اس آیت میں بڑی

وضاحت سے بیان ہوا ہے جو آنحضرت ﷺ نکاح کے موقع پر تلاوت فرمایا کرتے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر:19) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، خدا کا خوف کرو وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور ہر جان اس بات کی نگران رہے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ میں نے بارہا اس پر روشنی ڈالی ہے کہ یہاں کل سے مراد صرف اگلا جہان نہیں، وہ کل نہیں جو مرنے کے بعد آئے گا بلکہ وہ کل بھی ہے جو ہماری زندگیوں میں ہماری اولاد کے مستقبل کی صورت میں ظاہر ہوگا اور ہمارے مرنے کے بعد آنے والی نسلوں کے اعمال کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ ہماری جن کمزوریوں کا اس کل سے تعلق ہے اس کے متعلق خدا تعالیٰ ہمیں متنبہ فرماتا ہے کہ تم ہمارے سامنے جوابدہ ہوگے اور ہم تمہیں آج متنبہ کر رہے ہیں۔ پس اس پہلو سے ایسے پروگراموں کی ضرورت ہے۔ یہ ایک لمبا کام ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تفصیلی محنت کا محتاج ہے، حکمت کا محتاج ہے کہ جماعتیں اپنی اپنی توفیق کے مطابق ایسے پروگرام بنائیں کہ خاندانوں کو متنبہ کرنے کی مشینری قائم ہو جائے، ایسا ایک کارخانہ بن جائے جس کے نتیجے میں مستقلاً اس موضوع پر ماں باپ کی تربیت کے سامان پیدا ہوتے رہیں۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 690-691)

منفی سوچ رکھنے والوں کی اولاد کی کوئی ضمانت نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

جماعت کو میں نے نصیحت کی تھی کہ ہم میں جو دانشوروں کا ایک طبقہ منفی سوچ والا پیدا ہو رہا ہے ان کو اپنی فکر کرنی چاہئے۔ اگر انہوں نے اپنی فکر نہ کی تو ان کی اولادوں کی بھی ضمانت نہیں بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص خود بچ جائے لیکن اپنی اولادوں کو ہلاک کر دے۔ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ (الانعام:152) میں یہ نصیحت ہے، یہ تنبیہ ہے جسے افسوس کہ بعض لوگ دانشور ہونے کے باوجود اس کو بھلا دیا کرتے ہیں۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 781)

بچوں میں گناہ کا شعور پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بچپن سے ماں باپ کو گناہوں کے مضمون کو اپنی اولاد کو اس طرح سمجھانا چاہئے کہ گناہ کا شعور پیدا ہو جائے۔ خاص طور پر یہ نسخہ مغربی سوسائٹی میں استعمال کرنے کے لئے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں آپ جتنا بھی چاہیں اپنی اولاد کو مغربی معاشرے سے بچانے کی کوشش کرتے چلے جائیں اگر وہ شعور سے عاری ہیں تو ان کی زندگی کے اکثر لمحات ایسے ہیں جبکہ وہ سمجھتے ہیں کہ نہ ماں باپ ہمیں دیکھ رہے ہیں، نہ ہمارا خدا ہمیں دیکھ رہا ہے پھر لذت جس طرف ان کو کھینچے گی وہ لازماً اس طرف جائیں گے کوئی دنیا کی طاقت ان کو روک نہیں سکتی۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 789)

تربیت کرنا صرف مربی کا کام نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

یہ خیال کر لینا کہ ایک مربی مقرر کر دیا جائے جو آپ کے بچوں کو ظاہری تعلیم دے دے بچگانہ خیال ہے۔ جن بچوں کو چاروں طرف سے گندہ ماحول اور زہریلا ماحول ہر وقت اپنی طرف کھینچ رہا ہے، جن بچیوں پر گلی کے ہر قدم پر ابتلاء آتا ہے، جہاں گندگی ہے، جہاں ننگا پن ہے، جہاں ٹیلی ویژن ہر قسم کی گندگی پھیلا رہی ہے دنیا میں، جہاں رقص و سرود اور گانوں میں اپنے ہوش و حواس ڈبو دینے کے سوا لذات کا اور تصور باقی نہیں رہا۔ اگر ہے تو وہ اس سے زیادہ بھیانک جرائم میں ہے، ڈرگز میں ہے، معصوم بچوں کی عزتیں لوٹنے میں ہیں، قتل و غارت میں ہے۔ ہر قسم کے جرائم اس سوسائٹی میں نشو و نما پا رہے ہیں اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے لئے مربی مہیا ہو جائے یا سکول کی کلاسز لگ جائیں تو آپ بچ جائیں گے تو یہ خیال غلط ہے۔ وہ اپنی جگہ ضروری ہے جب بھی توفیق ہو جماعت کو ایسا کرنا چاہئے۔ ایک علاج ہے وہی علاج ہے جو علاج حضرت محمد مصطفی ﷺ کے وجود کی صورت میں ہم نے کارفرما ہوتے دیکھ لیا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے منظر میں وہ

رسول اس دنیا میں آیا اور جس گندگی میں قدم رکھا اس گندگی کو پاک کرتا چلا گیا۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ گوبر کی طرح تھے۔تیری قوت قدسیہ سے یہ گوبر پاکیزہ سونے کی ڈلیوں میں ڈھل گیا اور ہر گند ان کا ہر حسن میں تبدیل ہونے لگا۔پس بجائے اس کے کہ آپ خوفزدہ ہوں اس سوسائٹی سے اور آپ کو یہ خطرہ ہو کہ یہ سوسائٹی آپ کے اندر نفوذ پا جائے اگر آپ باخدا بن جائیں تو آپ کا فیض اس سوسائٹی کو بچانے لگے گا۔آپ کے اردگرد جزیرے بننے شروع ہو جائیں گے۔ایسے جزیرے بنیں گے جو خدا کی محبت اور پیار اور اس کے ذکر کے جزیرے ہوں گے جہاں شیطان کو دخل کی اجازت نہیں ہوگی۔

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 439-440)

پانچ بنیادی اخلاق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

جماعت احمدیہ کے بچوں کے اوپر خصوصیت کے ساتھ میں نظر رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے......اس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔یہ کام اگر مائیں کر لیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لئے بہت ہی آسان ہو جائیں گے اور ایسے بچے جو سچے ہوں اگر وہ بعد میں لجنہ کی تنظیم کے سپرد کئے یا خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے سپرد کئے جائیں ان سے وہ ہر قسم کا کام لے سکتے ہیں کیونکہ سچ کے بغیر وہ Fiber میسر نہیں آتا وہ تانا بانا نہیں ملتا جس کے ذریعے آپ بوجھ ڈال سکتے ہیں یا منصوبے بنا کر ان کو ان میں استعمال کر سکتے ہیں......دوسرا پہلو تربیت کا نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنا ہے اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ہے......یہ بات بھی ایسی ہے جس کو بچپن سے ہی پیش نظر رکھنا ضروری ہے گھر میں بچے جب ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں اگر وہ آپس میں ادب اور محبت سے کلام نہ کریں۔اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تو تو میں میں ہو اور جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین جانیں کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں......جن کی آنکھوں کے

سامنے ان کے بچوں نے ایک دوسرے سے زیادتیاں کیں، سختیاں کیں، بدتمیزیاں کیں اور آپ نے ان کو ادب سکھانے کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور صرف یہی نہیں بلکہ ایسے بچے پھر ماں باپ سے بھی بدتمیز ہوتے چلے جاتے ہیں اور ماں باپ جن کے جلد بچوں کی تعزیر کے لئے ہاتھ اٹھتے ہیں ان کے بچوں کے پھر ان پر ہاتھ اٹھنے لگتے ہیں۔ اس روزمرہ کے حسن سلوک اور ادب کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور یہ بھی گھروں میں بچپن ہی میں اگر تربیت دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی آسانی کے ساتھ یہ کام ہو سکتے ہیں لیکن جب یہ اخلاق زندگی کا جزو بن چکے ہوں، جب ایسے بچے بڑے ہو جائیں تو پھر آپ دیکھیں گے کہ سکول میں جائیں تو کلاسوں میں یہ بچے بدتمیزی کے مظاہرے کرتے شور ڈالتے ایک دوسرے کو تکلیفیں پہنچاتے اور اساتذہ کے لئے ہمیشہ سر دردی بنے رہتے ہیں۔ یہی بچے جب اطفال الاحمدیہ کے سپرد ہوں یا لجنات کے سپرد بچیوں کے طور پر ہوں تو وہاں ایک مصیبت کھڑی کر دیتے ہیں۔ ان بچوں کی تربیت کرنا بہت مشکل کام ہے اور ہم نے جو تربیت کے بڑے بڑے کام کرنے ہیں وہ ہو ہی نہیں سکتے اگر ابتدائی طور پر یہ مادہ تیار نہ ہو...... میں نے محسوس کیا ہے کہ جب تک بچپن سے ہم اپنی اولاد کو زبان کا ادب نہیں سکھاتے اس وقت تک آئندہ بڑے ہو کر قوم میں ان کے کردار کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے اور ان کی بد خلقیاں بعض نہایت ہی خطرناک فساد پیدا کر سکتی ہیں...... یہی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں جن کے اوپر آئندہ قوموں کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں بہت بڑے بڑے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ تیسری چیز وسعت حوصلہ ہے۔ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو یہ سکھانا کہ اگر تھوڑی سی تمہیں کسی نے کوئی بات کہی ہے یا کچھ تمہارا نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں اپنا حوصلہ بلند رکھو اور یہ حوصلہ کی تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے۔ بعض بچوں سے نقصان ہو جاتے ہیں، کوئی گھر کا برتن ٹوٹ گیا کوئی سیاہی کی دوات گر گئی، کھانا کھاتے ہوئے پانی کا گلاس الٹ گیا اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض ماں باپ برافروختہ ہو کر بچوں کے اوپر برس پڑتے ہیں، ان کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں، چپیڑیں مارتے ہیں اور کئی طرح کی سزائیں دیتے ہیں...... ان گھروں میں جہاں بچوں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں وہاں آئندہ قوم میں بڑا حوصلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو اپنے بچوں کی

تربیت کی وہ محض کلام کے ذریعے نہیں کی بلکہ اعلیٰ اخلاق کے ذریعے کی ہے۔حضرت مصلح موعود جب بچے تھے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک بہت ہی قیمتی مقالہ جو آپ نے تحریر فرمایا تھا اور اس کو طباعت کے لئے تیار فرمایا تھا وہ آپ نے کھیل کھیل میں جلا دیا اور سارا گھر ڈرا بیٹھا تھا کہ اب پتا نہیں کیا ہوگا اور کیسی سزا ملے گی۔جب حضرت مسیح موعودؑ کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں خدا اور توفیق دے دے گا......وہ ماں باپ جن کے دل میں حوصلے نہ ہوں وہ اپنے بچوں میں حوصلے پیدا نہیں کر سکتے...... یہ بات ان (بچوں) کے ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں وہ ہمارے فائدے کے لئے ہیں اور ہمیں چاہئے کہ چھوٹی سی چھوٹی چیز کا بھی نقصان نہ ہو۔وضو کرتے وقت پانی کا بھی نقصان نہیں ہونا چاہئے۔منہ ہاتھ دھوتے وقت پانی کا نقصان نہیں ہونا چاہئے...... چوتھی بات غریب کی ہمدردی اور دکھ دور کرنے کی عادت ہے۔یہ بھی بچپن ہی سے پیدا کرنی چاہئے۔جن بچوں کو نرم مزاج مائیں غریب کی ہمدردی کی باتیں سناتی ہیں اور غریب کی ہمدری کا رجحان ان کی طبیعتوں میں پیدا کرتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مستقبل میں ایک عظیم الشان قوم پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔جو خَيْرَ اُمَّةٍ بننے کی اہل ہو جاتی ہیں لیکن وہ مائیں جو خود غرضانہ رویہ رکھتی ہیں اور اپنے بچوں کو ان کے اپنے دکھوں کا احساس تو دلاتی رہتی ہیں غیر کے دکھ کا احساس نہیں دلاتی وہ ایک خود غرض قوم پیدا کرتی ہیں جو لوگوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہیں......آپ اپنے بچوں کو اچھی کہانیاں سنا کر سبق آموز نصیحت کر کے یا سبق آموز واقعات سنا کر غریبوں کی ہمدردی کی طرف مائل کریں دکھ والوں کے دکھ دور کرنے کی طرف مائل کریں......خدمت کا جذبہ ان کے اندر پیدا کریں بلکہ اس کے ساتھ مواقع بھی مہیا کریں......عملاً بچوں کو بچپن ہی سے لوگوں کی تکلیفیں دور کرنے کی عادت ڈالی جائے......بچپن میں اگر اس کی عادت پڑ جائے تو اس کے نتیجہ میں بچہ جو لذت محسوس کرتا ہے وہ اس کی نیکی کو دوام بخش دیتی ہے اور پھر بڑے ہو کر خدام الاحمدیہ میں جا کر یا لجنہ کی بڑی عمر کو پہنچ کر...... بڑے بڑے کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو مستعد اور تیار پائیں گے......آخر پر پانچویں بات...... کہ جہاں نرم کلام بچے پیدا کریں، جہاں نرم دل بچے پیدا کریں، جہاں نرم خُو اولاد پیدا کریں جو دوسروں کی ادنیٰ سی تکلیف سے بھی بے چین اور بے قرار ہو جائیں اور ان کے دل کسی دوسرے کے دل کے غم سے پگھلنا شروع ہو جائیں اسکے باوجود اس اولاد کو عزم کا پہاڑ بنا دیں اور بلند

ہمتوں کا ایک ایسا عظیم الشان نمونہ بنادیں کہ جس کے نتیجے میں قومیں ان سے سبق حاصل کریں......آج کی جماعت احمدیہ اگر ان پانچ اخلاق پر قائم ہو جائے اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور ان کی اولادوں کے متعلق بھی یہ یقین ہو جائے کہ یہ بھی آئندہ انہی اخلاق کی نگران اور محافظ بنی رہیں گی اور ان اخلاق کی روشنی دوسروں تک پھیلاتی رہیں گی اور پہنچاتی رہیں گی تو پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ ہم امن کی حالت میں اپنی جان دے سکتے ہیں۔

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 758 تا 767)

تربیت کا اہم ذریعہ خلیفہ وقت کے خطبات کو باقاعدگی سے سننا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

احمدی ماں باپ کو اپنی بچیوں کی فکر کرنی چاہئے۔اپنی نوجوان نسلوں کی فکر کرنی چاہئے اور ایسے آزاد معاشرے میں جب تک شروع سے ان کی صحیح تربیت نہیں کریں گے اس وقت تک ان کے اخلاق کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔کچھ دیر تک یہ آپ کے بچے رہیں گے پھر یہ معاشرے کے بچے بن جائیں گے۔پھر یہ اس قوم کے بچے ہو جائیں گے......اولاد کی دولت سے بڑھ کر دنیا کی کوئی اور دولت نہیں ہے۔اگر اولاد ہاتھ سے نکل جائے تو گویا ساری عمر کی کمائی ہاتھ سے گئی۔پس اس کی فکر کریں اور اس ضمن میں آپ کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اگر آپ باقاعدگی کے ساتھ خطبات کو خود بھی سنیں اور اپنے بچوں کو بھی سمجھائیں......اس لئے تربیت کا بہت ہی اچھا ذریعہ ہے......ان خطبات کے وسیلے سے انشاء اللہ ایک گہرا ذاتی تعلق پیدا ہو جائے گا اور جب خدا سے تعلق پیدا ہو جائے تو پھر دنیا والے اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے......اپنی اولاد کو خطبات سنانے کا انتظام کریں اور انہی الفاظ میں سنائیں اور خلاصوں پر راضی نہ ہوں......اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں اگر آپ یہ کریں گے تو ان پر بہت بڑا احسان کریں گے۔اپنی آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

(خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 471-473)

دعاؤں کا سہارا لیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

میں نے بہت سے احمدی ماں باپ کو روتے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں اس طرح ہماری بچی ہاتھ سے نکل گئی، اس طرح ہمارا بچہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ اس کے نظریات تبدیل ہو جاتے ہیں زندگی کے متعلق اس کا تصور بدل جاتا ہے اور کوئی نصیحت اس پر کام نہیں کر سکتی...... پس ایسی حالت میں دعاؤں ہی کا سہارا ہے۔

(خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 527)

بچپن کی سیکھی چیزوں کا اثر دل پر پڑتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اگر ایک گھر کو استطاعت ہے تو وہ خود اپنے لئے ڈش خریدے جس کے ذریعے...... خطبہ دیکھا اور سنا جا سکے...... خود بھی شامل ہوں اور اپنے بچوں کو بھی شامل کریں۔ چھوٹی عمر کے بچوں کو بھی ساتھ شامل کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ بچپن میں انسان جو چیزیں دیکھتا اور سنتا ہے ان کا بہت گہرا اثر دل پر پڑتا ہے اور ہمیشہ کے لئے وہ دل پر انمٹ نقوش بن جاتے ہیں...... اس لئے اگر بچپن میں اس قسم کی تقریبات میں شمولیت کی توفیق ملی ہو تو اس سے جماعت کے ساتھ ایک گہری وابستگی ہو جاتی ہے۔

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 85)

بچپن ہی سے خدا کی محبت کو دلوں میں ڈالنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بڑے چھوٹے سارے فرضی عبادات بھی بڑی توجہ سے ادا کریں اس کے علاوہ نفلی عبادات کریں۔ تہجد کے وقت ماں باپ اٹھیں تو بچوں کو بھی اٹھائیں اور ان کو بتائیں کہ کھانا مقصود نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی لقاء مقصود ہے، پہلے عبادتیں کرو پھر وقت نکالو اور کھانے کے لئے آؤ...... بچپن میں یہ

آسان ہوتا ہے......پس نرمی کے مضامین جو دل کو نرم کریں، جو اللہ تعالیٰ کی محبت ......انسان کو تیار کریں وہ بچپن سے ہی دلوں میں ڈالنے چاہئیں اور عبادات کا ماحول گھروں میں پیدا کرنا چاہئے۔تلاوت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ ہر بچے کو آپ جب تلاوت کی عادت ڈالنے کی کوشش کریں گے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اکثر بچوں کو تلاوت کرنی ہی نہیں آتی......خدا کے لئے اس طرف توجہ کرو۔اس نسل کو کم از کم صحیح تلاوت تو سکھا دو ورنہ ہم خدا کے حضور پوچھے جائیں گے اور ہماری اگلی نسلوں کی بے اعمالیاں بھی ہم سے سوال کریں گی۔

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 174-175)

میزبان کے ہاں بچوں کو شرارتوں سے منع نہ کرنا ظلم ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کے بچے میزبانوں کے بچوں کے ساتھ مل کر قیامت برپا نہ کریں۔بچوں کی فطرت میں یہ بات ہے کہ اکیلے گھر کے بچے اگر ایک درجہ کا شور کر سکتے ہیں تو دو گھروں کے بچے گیارہ یا بیس یا بائیس درجہ کا شور کر سکتے ہیں اور دونوں کو کھل کر کھیلنے کی چھٹی مل جاتی ہے کیونکہ اس خیال سے کہ دوسرے ماں باپ برا نہ منائیں۔دونوں کے ساتھ نرمی برتی جاتی ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس کے گھر پر یہ بچے قیامت ڈھا دیتے ہیں ان کی کوئی چیز سلامت نہیں رہتی......مہمان تو جب چاہے اپنے بچوں کو الگ کر لے لیکن میزبان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ادب کے خلاف ہے کہ مہمان کے بچوں کو کسی رنگ میں بھی کچھ کہا جائے......وہ مائیں جو اپنے بچوں کو دوسروں کے ہاں شور کرنے اور ان کی چیزیں خراب کرنے یا تنگ کرنے کی چھٹی دیتی ہیں وہ بڑی ظالم مائیں ہیں وہ وقتی طور پر صرف میزبان کو نقصان نہیں پہنچاتیں بلکہ اپنی اولاد کو ہمیشہ کے لئے خراب کر رہی ہوتی ہیں اور ایسے بچوں میں سے تمیز اٹھ جاتی ہے۔ان میں ایثار نہیں رہتا۔وہ دوسروں کا احساس کرنے کے جذبات سے عاری ہو جاتے ہیں اور قوم کو پھر بد خلق لوگ ملتے ہیں پس ماؤں کو چاہئے کہ صاحب خلق کو اپنی گودوں میں پالیں اور بڑا کریں اور ایسی حالت میں انہیں قوم کے سپرد کریں کہ ان کے اخلاق سنور چکے ہوں اور وہ قومی اخلاق سے آراستہ ہوں اور

ایک دوسرے کے ساتھ عمدہ معاشرت کا سلوک کریں، معاشرتی حقوق ادا کریں...... بچے کے بچپن میں یہ باتیں بگڑا کرتی ہیں، جن ماؤں نے اپنی اولاد کو کھلی چھٹی دے رکھی ہو کہ جو چاہیں کریں ان کی اولاد بڑی ہو کر لازماً معاشرے کو نقصان پہنچاتی ہیں پس آپ جبکہ مہمان بن کر مختلف جگہوں سے آئیں گے تو اگر آپ کے بچے ساتھ ہیں تو ان کو لگام دیں اور پوری طرح اس بات کا احساس کریں کہ ان کی وجہ سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 509)

بچوں پر ناجائز سختی کا برا اثر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ فرماتے ہیں:

بچوں پر ناجائز سختی جھوٹ پیدا کرتی ہے۔ اگر ایک بچے کو روز مرہ یہ پتا ہو کہ مجھ سے پلیٹ ٹوٹ جائے گی تو جوتیاں پڑیں گی۔ مجھ سے فلاں چیز غلط ہوئی تو گالیاں پڑیں گی یا مار پڑے گی یا مجھے ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔ وہ ہر وقت دل میں بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے ذرا اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو، ہیں تم نے یہ کیا کیا وہ فوراً کوئی بہانہ بنا دے گا۔ پس بظاہر ماں باپ سچے ہیں، بظاہر ماں باپ غلطیوں کی سرزنش کرنے والے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں ہم بہت ہی نیک اور پاک اولاد پیدا کر رہے ہیں لیکن یہ کوشش عملاً جھوٹی اولاد پیدا کرنے پر منتج ہو جاتی ہے۔ جس قسم کی عمر ہے اس قسم کا سلوک کرنا چاہئے اگر چھوٹی عمر میں آپ کو اتنی سختیاں کرنے کا حق ہے اگر اللہ تعالیٰ آپ کو شریعت کا مکلّف بنا دیتا تو کون ہے آپ میں سے جو عذاب سے بچ سکتا۔ تبھی آنحضور ﷺ نے سات سال کی عمر تک بچے کو نماز پڑھنے کے لئے سختی سے ہدایت دینے کی ہدایت نہیں فرمائی۔ فرمایا سات سال کا ہو جائے پھر پیار اور محبت سے اس کو سمجھاؤ اور شامل ہو جائے تو ہو جائے شامل نہ ہو تو نہ ہو۔ دس سال تک اس سے یہ سلوک کرو یہاں تک نماز کا تعلق اس کے دل میں رائج ہو جائے، راسخ ہو جائے تب پھر اس پر تھوڑی بہت سختی شروع کرو (ابوداؤد) اور بارہ سال کے بعد جب وہ بلوغت کو پہنچتا ہے اس کے بعد اس کا معاملہ اور خدا کا معاملہ تم اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نصیحت میں گہری حکمتیں ہیں وہ لوگ جو بچوں سے چھوٹی باتوں پر سختی کرتے ہیں......ایسے لوگ، ایسے بعض باپ ہوں یا مائیں وہ

بچوں کو تباہ کر دیتے ہیں اور بعض ایسے نوجوان میں نے دیکھے ہیں، نوجوان کیا بڑی عمر کے بھی ان کے بچپن کی ساری تصویر ان کے اس رجحان میں نظر آجاتی ہے تو بعد میں پوچھو یہ کیا ہوا؟ ایک دم دل میں خوف پیدا ہوتا ہے اور فوراً بہانہ بنانے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اس سے ان بیچاروں کا دردناک بچپن کا منظر سامنے آجاتا ہے کیا بیچاروں پر گزری ہوگی بچپن میں اپنے گھروں میں، کس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں میں ماں باپ نے لعن طعن کی ہوگی یہاں تک کہ عادت پڑ گئی جھوٹ بولنے کی۔

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 543-544)

بچوں میں نفل پڑھنے کی تحریک پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی آئندہ نسلوں میں نماز قائم رہے اور پوری شان اور حفاظت کے ساتھ قائم رہے تو اس کے اردگرد وہ فصیلیں بھی کھڑی کریں جو نوافل کی فصیلیں ہیں ان سے نماز پر ضرب نہیں آئے گی۔ اگر کبھی کمزوری دکھائیں گے تو نوافل کی حد تک اثر رہے گا لیکن فرائض قائم رہیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ صرف گھروں میں نماز باجماعت کے قیام کی عادت ہی نہ ڈالی جائے بلکہ نوافل کی روح کو ترویج دی جائے اور اپنے بچوں کو نفل پڑھنے سکھائے جائیں۔ کبھی آدھی رات کو اٹھا کر ان کو تہجد کے مزے میں شامل ہونے کی توفیق عطاء ہو تو رفتہ رفتہ ان کو چسکے پڑیں گے، رفتہ رفتہ ان کو عادت ہوگی اور بڑے ہوکر یہی یادیں ہیں جو ان کی پاکباز زندگی میں ڈھل جائیں گی۔ پس چھوٹے بچوں کی حفاظت کے لئے خصوصیت سے یہ بہت ضروری ہے...... نماز قائم ہوگی تو جماعت احمدیہ قائم رہے گی...... اس لئے نمازوں کی حفاظت کریں۔

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 735)

بچپن سے ہی نماز کی اہمیت کا احساس

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

سب سے زیادہ اہم ذمہ داری گھر سے شروع ہوتی ہے۔ ماں باپ کی سب سے اہم ذمہ داری

ہے۔اگر وہ بچوں کو بچپن ہی سے نمازوں کی اہمیت کا احساس نہ دلائیں،اگر بچپن ہی سے ان کو وہ پیار اور محبت اور سلیقے اور بعض موقع پر ذرا سخت نصیحت کے ذریعے نماز کی اہمیت نہ سمجھائیں اور اس کی محبت کو دل میں جاگزیں نہ کریں۔تو بڑے ہو کر پھر یہ نسلیں ہاتھ سے نکل جایا کرتی ہیں۔بہت ہی اہم بات ہے کہ بچپن میں نماز کی محبت پیدا کی جائے۔

(خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 312)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اپنے بچوں پر نظر رکھ کر دیکھیں کہ ٹیلی ویژن پر وہ پروگرام دیکھ رہے ہوں اور ان کے کان میں آواز پڑے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز پڑھو تو ان کے چہرے پر جو ردعمل ہے اس کا مطالعہ کر کے دیکھیں بعض ایسے ردعمل ہونگے کہ جو پڑھ کر والدین کے ہوش اڑ جانے چاہئیں کیونکہ وہ ان کی قطعی ہلاکت کی خبر دے رہے ہوں گے وہ وہاں سے ایسی بیزاری سے اٹھیں گے کہ کیا عذاب،کیا مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ہم جب کوئی پروگرام دیکھ رہے ہوتے ہیں تو آواز پڑ جاتی ہے کہ اٹھو جی نماز پڑھو یہ کرو تو وہ کرو۔یہ ردعمل بعض دفعہ دبا ہوا صرف اداؤں سے معلوم ہوتا ہے بعض دفعہ لفظوں سے ظاہر ہو جاتا ہے اور ایسے بچے انتظار کرتے ہیں کہ جب بھی ماں باپ کے دائرہ اثر سے باہر جائیں تو پھر اپنی مرضی کے رستے تلاش کریں اپنی مرضی کی دلچسپیوں میں حصہ لیں اور یہ جو ہلاکت ہے یہ سب سے زیادہ مغرب میں ہماری نسلوں کو آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہی ہے......ہماری آئندہ نسلوں کو جو خطرات درپیش ہیں ان کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہوئے سب سے زیادہ زیر بحث لایا جائے اور اس کے متعلق ذرائع اختیار کئے جائیں تدبیریں سوچی جائیں ان پر دائمًا عمل کرنے کے منصوبے بنائے جائیں اور پھر وقتاً فوقتاً جائزہ لینے کا انتظام بنایا اور نافذ کیا جائے یہ سارے انتظامات جن کا میں ذکر کر رہا ہوں ان کا خلاصہ وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کہ قرب الٰہی کی کوشش کی جائے اور نمازوں کو قائم کیا جائے اور نمازوں کو قائم کرنے میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نماز میں ایسی لذت پیدا کرنا ضروری ہے یا نماز سے ایسا تعلق باندھنا ضروری ہے کہ دیگر تعلقات اس کے مقابلہ پر ہیچ ہو جائیں۔یہ اعلیٰ مقصد جب تک حاصل نہیں ہوتا نمازی محفوظ نہیں ہے۔

(خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 346-347)

والدین کو اپنے بچے کی غلطی ماننی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا ہے جب نوجوان بچیاں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے بدکنا ہے اور قوانین یا اخلاقی قدروں سے باہر نکلنا ہے تو ان کے بالوں کے انداز میں اور ان کے کپڑوں کے انداز میں چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں ہوتی ہیں اور ہر نظر اس کو پہچان سکتی ہے اگر آپ ان کے ماں باپ کو یہ کہیں کہ اس کے بال ایسے تھے تو ماں باپ بھڑک کر کہیں گے تم اس کے بالوں کے متعلق کچھ کہنے والے کون ہوتے ہو؟ اس کا حق ہے جس طرح مرضی رکھے آپ کہیں اس کے کپڑے ایسے تھے تو کہتے ہیں تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے۔ اپنی بیٹیوں کے کپڑے سنبھالو۔ خبردار جو ہماری بیٹیوں کے کپڑوں پر بات کی۔ یہ سمجھانے کا طریقہ نہیں ہے علامتیں سچی ہیں۔ انہوں نے جو پیغام دیا وہ ضرور سچا ہے لیکن ماں باپ کو سمجھاتے وقت محبت اور ہمدردی اور گہرے درد کے ساتھ علیحدگی میں ان کو کہنا ہوگا آپ اپنی بچیوں کی حفاظت کریں ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ آپ کا فکر ہے آپ کو صدمہ پہنچے گا اور صرف ایک نہیں اور کئی انداز ہیں۔ پھر ساتھ اس کے لئے دعائیں کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔

(خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 358-359)

خاندانی فخر کا انجام گمراہی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ایسے بچے جو ماں باپ کی اندھی محبت پر ایمان رکھتے ہوں اور یہ دعوے کرتے پھریں کہ ہم فلاں کے بیٹے ہیں کون ہے جو ہمیں پوچھ سکے، ہم جو چاہیں کریں۔ وہ بھٹک جایا کرتے ہیں اور اکثر ان کا انجام گناہ گاری پر ہوتا ہے یا جرائم پر ہوتا ہے۔

(خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 955)

اپنی وقف اولاد کی تربیت حضرت ابراہیمؑ کی طرح کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

جو لوگ واقعۃً خدا کی راہ میں اپنی اولاد کو پیش کرنا چاہتے ہیں ان کا کردار یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت ایسی کرتے ہیں کہ پھر زبردستی نہ ہونے کے باوجود وہ خود اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے بےقرار ہو جایا کریں۔ چنانچہ ہم نے جو تجربے کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے واقفین ہیں جنہوں نے اپنی اولادوں کو وقف کیا اور پھر ان کی اچھی تربیت کی۔ ان کے اندر یہ روح پھونکی، بچپن سے ان کے کانوں میں یہ بات ڈالی کہ زندگی کی اصل حقیقت قربانی ہے باقی سب تو یونہی موت کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ جب وہ بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنے والدین کے عہد کو پورا کیا اور تا مرگ وہ اپنے عہد پر قائم رہے۔ اس کے برعکس کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو خواہش رکھتے ہیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان کی طرف سے اس قسم کے خطوط ملنے لگ جاتے ہیں کہ ہم بہت بےقرار اور بےچین ہیں، ہم چاہتے تو یہ ہیں کہ ہمارے بچے واقف زندگی بنیں، ہم نے بچپن سے ان کو وقف کیا ہوا تھا لیکن اب یہ جوان ہو گئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم وقف میں نہیں جانا چاہتے۔ اس میں کوئی شک نہیں وہ اس معاملہ میں بےاختیار ہیں۔ چنانچہ بعض دفعہ ایسے والدین مل کر بےاختیار زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں کہ ہمارا کیا حال ہے کہ اولاد کو وقف کیا تھا، خواہش تھی کہ اولاد بڑی ہوگی، دین کے لئے قربانیاں پیش کرے گی، ہمارے دلوں کو تسکین پہنچے گی لیکن یہ اب بڑے ہو کر اس بات سے منکر ہو گئے ہیں......سنگاپور میں بھی ایسے دوست مجھے ملے جنہوں نے ابھی آدھی بات کی تھی تو ان کا روتے روتے برا حال ہو گیا۔ میں نے سمجھا پتہ نہیں کون سا غم ہے کہ جو اس قدر نا قابل برداشت ہو رہا ہے؟ آخر پر انہوں نے یہ بتایا کہ میں نے پہلے ایک بیٹا وقف کیا وہ جب بڑا ہوا تو وہ پھر گیا۔ پھر میں نے دوسرا بیٹا وقف کیا وہ بڑا ہوا پھر وہ بھی پھر گیا اور اب مجھ سے یہ غم برداشت نہیں ہوتا۔ اب ایک تیسرا بیٹا ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو توفیق عطا فرمائے اور بڑا ہو کر واقف زندگی بنے۔ پس ان کے دل کی تمنا تو بہت مخلصانہ تھی اس میں کوئی شک نہیں لیکن ابراہیمی قربانی سے انہوں نے یہ سبق نہیں سیکھا کہ جب پورے اخلاص سے

اولاد کو وقف کرو تو بچپن سے ہی اس کی طرف پوری توجہ بھی دو۔ اس کی تربیت ایسی ہو کہ بڑے ہو کر اگر اس کو یہ کہو کہ آؤ میں تمہاری گردن کاٹتا ہوں تو وہ کہے ہاں اے ابّا ضرور ایسا کرو کیوں کہ خدا کا حکم ہے کہ ایسا کرو۔

جب تک جماعت احمدیہ اپنے اندر یہ روح پیدا نہیں کرتی اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل خدا کی راہ میں قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتی اس وقت تک حقیقت میں ہمارے درخت وجود کو ابراہیمی صفت کے پھل نہیں لگ سکتے۔ نہ لگ سکنے کی بات تو میں محاورۃً کہہ رہا ہوں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمثیلی طور پر ابراہیمؑ قرار دیا تو واقعۃً ایک عظیم الشان واقفین کی نسل پیدا کرنے کی بھی توفیق بخشی اور آج ہزار ہا لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی تمناؤں کی گردنوں پر چھری پھیر دی ہے اور ذبح عظیم کا جو ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے وہ یہی ذبح عظیم ہے۔

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 385-387)

تربیت کے ساتھ ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

خصوصیت کے ساتھ وہ والدین جنہوں نے وقف نو میں اپنے بچے پیش کئے ہیں ان کو میں تاکید کرتا ہوں کہ اب اپنے آپ کو مسلمان بنانے کی کوشش شروع کر دیں۔ ان معنوں میں مسلمان جن معنوں میں ابراہیمؑ کو مسلمان کہا گیا۔ ان معنوں میں مسلمان جن معنوں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مسلمان کہا گیا۔ وقف کا ارادہ کر لینا کافی نہیں۔ اس ارادے کے ساتھ بہت سی لمبی قربانیاں وابستہ ہیں۔ ساری زندگی آزمائشیں ہیں۔ بلاء عظیم ہے۔ بہت بڑے ابتلا ہیں۔ اپنے بچے کو ایسے ایک نظام کے سپرد کر دینا جو کبھی اسے کہتا ہے افریقہ چلے جاؤ جبکہ اس کی اعلیٰ تعلیم کا تقاضا ہے کہ امریکہ میں، دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں بیٹھ کر وہ کام کرے اور اس کی صلاحیتیں اپنے جوہر دکھائیں۔ کبھی کہا جاتا ہے ایشیا کے کسی غریب ملک میں چلے جاؤ، ہندوستان چلے جاؤ، طوالو چلے جاؤ، فجی چلے جاؤ، ماریشس چلے جاؤ، ایسے ایسے پرانے ممالک جو موجودہ زمانے کے ترقی یافتہ ممالک

سے بہت پیچھے چل رہے ہیں، ان میں ان ترقی یافتہ ممالک کے پیدا شدہ بچوں کو جنہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے جب بھجوایا جاتا ہے تو یہ کوئی آسان بات نہیں ہے۔ والدین پر بھی آزمائش آتی ہے، ان بچوں پر بھی آزمائش آتی ہے اس لئے جب تک انسان ابراہیمی روح کے ساتھ اپنی ساری زندگی خدا کے حضور پیش نہ کرے اس آزمائش کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتا۔

اور ساتھ ساتھ مسلسل دعائیں ہوتی رہنی چاہئیں۔ کام بہت بڑے ہیں اور بہت تیزی کے ساتھ پھیلتے چلے جارہے ہیں اور ان کی ذمہ داریاں ہمارے کمزور کندھوں پر رکھی گئی ہیں۔ ساری جماعت نے اس خدمت میں حصہ لینا ہے۔ ایک تو واقفین نو ہیں، واقفین کے والدین ہیں۔ اس کے علاوہ باقی تمام جماعت بھی تو حضرت محمد رسول اللہؐ ہی کی طرف منسوب ہوتی ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتی ہے اس لئے جب میں خصوصیت کے ساتھ واقفین نو یا ان کے والدین کا ذکر کرتا ہوں تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ باقی جماعت بری الذمہ ہوگئی، باقی جماعت کو ان کے لئے سپورٹ کا کام کرنا چاہئے۔ ان کی تائید میں ہر قسم کی مدد کرنی چاہئے۔ واقفین کا نظام از خود جاری نہیں ہوسکتا۔ بے شمار لٹریچر کی ضرورت ہوگی، بے شمار مدارس کی ضرورت ہوگی، اعلیٰ تعلیمی اداروں کی ضرورت ہوگی۔ بہت سے ممالک میں ان کو بھجوانے کے اخراجات کی ضرورت ہوگی اور اس سلسلے میں مختلف زبانیں سیکھنا ہوں گی ،سکھانی ہوں گی۔ کچھ واقفین کام کر رہے ہوں گے، کچھ ان کے پیچھے بہت سے ایسے احمدی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہوں گی جو وقف نہ بھی ہوں تو وقف کی روح کے ساتھ ان کے ممالک کی زبانوں میں اسلامی لٹریچر کے ترجمے کر رہے ہوں گے۔ جو امیر ہیں وہ اپنی مالی قربانیاں پیش کر رہے ہوں گے۔ پس وہ فوج کا حصہ جو لڑتا ہے صرف وہی نہیں لڑا کرتا۔ اس کے پیچھے فوج کے سپورٹ گروپس ہوتے ہیں اور بڑی بھاری تعداد میں ایسے سپاہی ہیں جو براہ راست گولی چلاتے نہیں لیکن گولی چلانے والوں کی امداد کے کام کرتے ہیں اور پھر اس سے پیچھے پوری قوم ہوتی ہے۔ ساری قوم اس فوج کی پشت پناہی پر مستعد رہتی ہے تب قومیں زندہ رہتی ہیں، تب قومیں دنیا میں آزادی کا حق رکھتی ہیں۔

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 505-506)

ذبح عظیم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اصل ذبح عظیم تو وہی تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے غلاموں نے کر دکھایا پھر اب آخرین کا یہ دور ہے جس میں ایک دوبارہ از سرنو ذبح عظیم کا ایک نظام جاری ہو گیا ہے۔ ہزار ہا کی تعداد میں جو واقفین نو آج جماعت نے خدا کے حضور پیش کئے ہیں یہ وہی حضرت اسماعیلؑ کی یادہی میں تو پیش کئے جا رہے ہیں، یہ سب اس ذبح عظیم میں شامل ہیں۔ پس آپ ایسی تربیت کریں جیسی ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کی کی تھی۔ جب یہ سن بلوغت کو پہنچیں، جب آپ کے ساتھ کاموں میں شامل ہونے لگ جائیں، جب کوشش کرنے کی عمر تک پہنچیں اس وقت جب ان سے پوچھا جائے تو آپ کو یہی جواب دیں کہ اے ہمارے باپ! جو آپ نے خدا کی رضا کی خاطر کیا ہے ہم بھی اس پر راضی ہیں۔ شوق سے چاہیں تو ہماری گردنوں پر چھریاں پھیر دیں۔ ہمیں آپ صبر کرنے والے بندوں میں سے پائیں گے۔

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 539)

صالح اولاد کے لئے دعا کرنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بہت ہیں جو رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ یا رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (الصافات: 101) کی دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں بھی صالح اولاد عطا فرما مگر ہر ایک کی دعا مختلف رنگ میں سنی جاتی ہے۔

پس سب سے پہلی بات جو قابل توجہ ہے جماعت کے سامنے کھولنی چاہتا ہوں کہ یہ وہ سنت ابراہیمؑ ہے جو مسلسل اس وقت سے چلی آرہی ہے اور قرآن کریم نے اس کو بار ہا مختلف رنگ میں صرف ابراہیمؑ کے حوالے سے ہی نہیں بلکہ اور انبیاء علیہم السلام کے حوالے سے بھی پیش فرمایا لیکن ہر دعا کا نتیجہ الگ الگ نکلا اور دعا ایک ہی تھی کہ اے خدا! مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ تو محض الفاظ پر دعا

کی قبولیت منحصر نہیں ہوا کرتی بلکہ کس الحاح، کس خلوص، کس بیقراری اور کامل سپردگی کے ساتھ وہ دعا کی جا رہی ہے اس پر نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس دعا کو کس رنگ میں قبول فرمایا جائے؟ تو الفاظ تو وہی ہیں جو دیگر انبیاء کے حوالے سے بھی ملتے ہیں اور سب مومن بھی یہی دعائیں کرتے ہیں۔ ہمیں صالح اولاد عطا فرما، ہمیں صالح اولاد عطا فرما مگر اس دعا کے بعد پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کا نشان اسی حد تک اسی رنگ میں ظاہر ہوگا جس حد تک اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے دل پر نظر رکھتے ہوئے یہ معلوم فرمائے گا کہ کس حد تک خلوص کے ساتھ دعا کی گئی ہے؟ اور خلوص کی دعاؤں کے بعد پھر ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی، پھر مسلسل ان دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ ایک محنت کا دور ہے جس کا ذکر اس قبولیت کے نشان میں ملتا ہے اور اس حوالے سے آج ہمارے لئے یہ دعا اسی طرح مشعل راہ ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں یا اس سے پہلے یا اس کے بعد میں تھی۔

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 612)

صالح اولاد کی دعا کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی زور دینا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

وہ لوگ جو اپنی اولاد کے لئے مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ کی دعائیں تو مانگتے ہیں لیکن ہمہ وقت ان کی ایسی تربیت نہیں کرتے جس کے نتیجے میں اولاد کو صالح بننا چاہئے، اولاد کے لئے اور چارہ نہ رہے سوائے اس کے کہ وہ صالح بن جائیں اور پھر اس سارے عرصے میں دعائیں ساتھ جاری رہنی چاہئیں۔

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 616)

خدا کی محبت ایک پاکیزہ جذبہ ہے جس کی صحیح عمر بچپن ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

خدا کی محبت ایک ایسا پاکیزہ جذبہ ہے، اور ایک ایسا باوفا جذبہ ہے جو دل میں ایک دفعہ داخل ہو جائے تو بڑھتا تو رہتا ہے، چھوڑتا کبھی نہیں اور اس کے لئے بہت ہی اچھی عمر، بہت ہی صحیح عمر بچپن کی ہے۔ جن دلوں میں بچپن میں اللہ تعالیٰ کی محبت داخل ہو جائے وہ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں۔

کیونکہ پھر ساری زندگی یہ محبت وفا کرتی ہے۔ انسان کسی حالت میں بھی چلا جائے وہ اس محبت سے خالی نہیں رہ سکتا اس لئے یہی وہ عمر ہے جس میں آپ کو اپنے رب سے پیار کرنا چاہئے اپنے رب سے محبت کے آداب سیکھنے چاہئیں اور ذاتی تعلق قائم کر لینا چاہئے ۔ یہاں تک ...... کے دل میں یہ یقین پیدا ہو جائے کہ میرا خدا میرا ہے اور میرے ماں باپ کا بھی واسطہ بیچ میں نہیں۔ میں براہ راست اپنے اللہ سے محبت رکھتا ہوں اس سے ذاتی تعلق رکھتا ہوں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 57)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

آپ کی یہ عمر اپنے رب سے محبت کرنے کی عمر ہے اور ان عادات کے پیدا کرنے کی عمر ہے جن کے ساتھ اپنے رب سے پیار کیا جاتا ہے۔ پس اپنے رب سے پیار کرنا شروع کریں۔ پھر دیکھیں کہ مستقبل میں احمدیت کے لئے کس طرح اولیاء اللہ پیدا ہوں گے۔

دوسری باتیں اس کے مقابل پر بظاہر بہت ادنیٰ اور بالکل چھوٹی ہیں لیکن میرے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں کیونکہ ان کا بھی درحقیقت اللہ کی محبت سے تعلق ہے۔ آپ نے عہد کیا ہے اور ہر دفعہ کرتے ہیں کہ میں کسی کو گالی نہیں دوں گا اور دیتے ہیں۔ یہ کیسا عہد ہے اور یہ عہد کرتے ہیں سچائی کے عہد کے بعد۔ اس سے پہلے ابھی یہ عہد کر چکے ہوتے ہیں کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اچھا سچ بولتے ہیں کہ معاً بعد جو وعدہ کرتے ہیں اسی کو جھٹلا دیتے ہیں یعنی نہ سچ بولنے والا وعدہ سچا اور نہ گالی نہ دینے والا وعدہ سچا تو ایسے لوگوں سے تو پھر خدا محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے تو کچھ بنیادی صفات بھی ہونی چاہئیں ان صفات میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی زبان کو پاک رکھیں اپنے دل کو پاک رکھیں ......خلوص نیت کے ساتھ اپنی زبان، اپنے دل کو پاک کرنے کی کوشش تو ضروری ہے۔ اسی زبان سے آپ ذکر الٰہی کریں گے۔ اسی زبان سے اللہ کا شکر ادا کریں گے۔ جو برتن کسی اچھے کام کے لئے استعمال کیا جائے اس کو گندے کام کے لئے استعمال نہیں کیا کرتے۔ کبھی کسی ناپاک برتن میں بھی کسی کو کھانا کھاتے دیکھا ہے؟ کتوں کے برتن الگ ہوتے ہیں۔ انسانوں کے برتن الگ ہوتے ہیں ......تو جب ہر برتن ایک خاص مقصد کے لئے استعمال ہوتا ہے تو زبان کا برتن بھی جس سے ذکر الٰہی ہونا چاہئے اس کو صاف اور پاک رکھنا آپ کا فرض ہے۔ لیکن ایسی حیرت انگیز اور دکھ والی باتیں

سامنے آتی ہیں کہ بعض دفعہ ربوہ کے محلوں میں بچے رستوں میں گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور غلیظ گالیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اس سرزمین میں یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ احمدی ماں کا بچہ گالی دے بعد میں پتہ چلتا ہے کہ مائیں خود بدزبان ہیں ...... میں آپ بچوں سے کہتا ہوں کہ بھول جائیں ایسی ماؤں کو۔ ان سے رحمت تو وصول کریں اگر وہ ملتی ہے۔ لیکن روک دیں اس زہر کو جو وہ پلانا چاہتی ہیں۔ یہاں ہے مقابلہ وقت کا۔ اس معنی میں مقابلہ کہ اپنی ماؤں سے کہیں کہ آپ ہمارے سامنے گالی نہ دیں۔ ہم آپ کے سامنے گالی نہیں دیں گے۔ ہم کہیں بھی گالی نہیں دیتے۔ اس لئے آپ بھی اپنی زبان کو پاک کریں۔ نصیحت کا رخ آپ کی طرف سے ماؤں کی طرف چلنا چاہئے۔ یہ بھی شکر کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ بچوں پر ماؤں کا اتنا احسان ہے کہ جب آپ ان کو نیک باتیں کہیں گے تو آپ ان کے احسان کا بدلہ ادا کر رہے ہوں گے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 63-64)

سچ کو شعار بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

سچ کو شعار بنائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سچائی کے بغیر کسی قوم کی تربیت ممکن نہیں۔ ہماری گلیوں میں، ہمارے گھروں میں بچے جھوٹ بولتے پھرتے ہیں۔ جھوٹے ڈراوے دیتے ہیں۔ جھوٹی کہانیاں سنتے ہیں۔ جھوٹی کہانیاں سناتے ہیں...... پس جھوٹے مذاق بھی نہ کریں۔ بالکل برداشت نہ کریں۔ ہنسیں نہیں۔ کوئی بچہ جھوٹ بول کر مذاق اڑاتا ہے تو اسے کہیں کہ یہ تم نے کیا حرکت کی ہے۔ یہ کوئی مذاق ہے۔ یہ تو تم نے جھوٹ بولا ہے...... آپ کا یہ اولین فرض ہے کہ...... اپنے غیر از جماعت دوست بچوں کو بھی پاک تعلیم دیں۔ ان کو کہیں ہم بھی جھوٹ نہیں بولتے۔ تم بھی جھوٹ نہ بولو اس میں کون سا اختلاف ہے تو یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم ہے۔ ہم دونوں دعویدار ہیں کہ ہم ان کے غلام ہیں تم سمجھتے ہو کہ میں غیر مسلم ہوں تو بے شک سمجھتے رہو۔ لیکن سچا میں ہوں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچائی میں بہرحال میں ہی غلام ہوں۔ کیونکہ تم جھوٹ بول رہے ہو اس لئے یہ جھوٹ چھوڑ دو۔ یہ مجھے برا لگتا ہے میرا تو دل چاہتا ہے کہ سارے ہی سچے غلام بنیں۔ پس اپنے معاشرے

کو بھی صاف رکھیں ۔ جب اس طرح سچ بولتے ہوئے اور سچ کی تعلیم دیتے ہوئے آپ بڑے ہوں گے تو خادمان (دین حق) کی ایک عظیم الشان نسل تیار ہو جائے گی ۔ اس لئے بچپن سے پاک زبان اختیار کرنے والے، سچائی سے چمٹ رہنے والے، اپنی زبان اور اپنے دل کو سچائی کے نور سے بھر دینے والے ایسے باوفا بچے بن جائیں کہ جن کے معصوم دلوں میں اللہ کی محبت اتر رہی ہو اور وہ اس سے وفا کر رہے ہوں ۔ اس طرح جب مجاہدین (دین حق) کی ایک عظیم الشان نسل تیار ہو جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ ساری دنیا کی تقدیر کو بدل کر رکھ دے گی ۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 65-67)

بچپن میں خدا سے محبت کرنا سیکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

قرآن کریم سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خدا بچوں سے بھی پیار کرتا ہے اور بوڑھوں سے بھی ۔ کالوں سے بھی پیار کرتا ہے اور گوروں سے بھی وہ سب کا خدا ہے ۔ اس لئے یہ نسخہ میں آپ کو بتانے کے لئے آیا ہوں کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اللہ کہاں ہے؟ اللہ سے پوچھنے کی عادت ڈالئے ۔ اگر چھوٹے چھوٹے بچے بچپن میں ہی کسی چھوٹی بڑی مشکل یا مصیبت کے وقت خدا کو پکاریں ۔ مثلاً کسی کی پنسل بھی گم ہو جائے اور وہ پیارے سے ، یقین سے دعا کرے کہ اے میرے خدا ! مجھے تو کوئی طاقت نہیں ۔ مجھے تو اپنی پنسل کا بھی پتہ نہیں کہاں گئی ۔ تو میری مدد فرما ۔ پھر وہ دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے ۔ وہ حیران ہو جائے گا کہ خدا کتنا پیار کرنے والا ہے ۔ چھوٹے چھوٹے بچوں سے بھی پیار کرتا ہے ۔ اسی طرح جب آپ بچپن سے اپنے خدا سے محبت کرنا سیکھ جائیں گے ، پیار کرنا سیکھ جائیں گے اللہ تعالیٰ آپ سے محبت و پیار شروع کر دے گا ۔ پھر یہ خدا کی ذمہ داری ہے کہ آپ کو مرنے نہ دے جب تک اپنا رستہ نہ دکھا دے ۔ اس سے زیادہ آسان ، اس سے زیادہ یقینی اور اس سے زیادہ معقول رستہ خدا تک پہنچنے کا کوئی نہیں ۔ اس لئے میں آپ کو جس خدا کی طرف بلا رہا ہوں یہ صرف فرضی خدا نہیں ہے خیالی خدا نہیں ہے یہ ایسا خدا ہے جس سے مجھے واسطہ پڑ چکا ہے اب بھی پڑتا ہے ۔ بچپن میں بھی پڑا اور میں نے اس کو اسی طرح ہمیشہ محبت کرنے والا ، پیار کرنے والا اور دعاؤں کو

قبول کرنے والا پایا ہے۔اور وہ بچوں کی دعاؤں کو بھی سنتا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ اس بات کو تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ میں نے اپنے بچوں کو بچپن سے یہی تربیت دی ہے کہ تم ہر مشکل کے وقت خدا کو کہا کرو اور اس سے دعا مانگا کرو۔لیکن ہمارا خدا تو ہماری پیدائش سے بھی پہلے موجود تھا اور اس پر تو کبھی موت نہیں آئے گی اس لئے بچوں کو یہ سکھانا ضروری ہے کہ پہلے اپنے خدا سے تعلق جوڑیں اور پھر اپنے ماں باپ سے تب وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ان پر نازل ہوں گے۔ چنانچہ میرے بچوں نے جب بھی دعائیں کیں ایسے حیرت انگیز طور پر پوری ہوئیں کہ کئی دفعہ ان کو یقین نہیں آتا تھا کہ خدا تعالیٰ اتنی جلد قبول فرمالے گا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 175-176)

بچوں کے اخلاق بگاڑنے کے ذرائع

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

دنیا میں شیطان نے اپنے دام میں انسان کو پھنسانے کے لئے مختلف قسم کے جو جال پھیلائے ہیں وہ زندگی کے ہر شعبہ پر پھیلائے جارہے ہیں ان سے صرف بڑے لوگ ہی متاثر نہیں ہوتے بلکہ چھوٹوں کو بھی متاثر کیا جارہا ہے۔ چنانچہ اب ریڈیو کے، ٹیلی ویژن کے ذریعہ اور اسی قسم کے نئے مواصلات کے ذریعہ اور کیسٹ اور وڈیو کیسٹ ریکارڈنگ کے ذریعہ بچوں کے مزاج کو بگاڑا جارہا ہے اور انہیں نت نئی گندگیوں کی طرف مائل کیا جاتا ہے تاکہ جب وہ بڑے ہوں تو خدا کے نہ رہیں اور بلوغت تک پہنچتے پہنچتے ان کے رجحانات ہی بالکل بدل جائیں......ہمیں ایک مقابل کی تحریک چلانی چاہئے جو بچوں کی طرف سے جاری ہو اور ہمارے بچوں میں ان چیزوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت پیدا کی جائے اور اس کے لئے اگرچہ بڑے پروگرام بنائیں اور مضامین لکھ کر بچوں کی مدد کریں لیکن اس میں زیادہ تر ہمارے بچے حصہ لیں۔مثلاً جب ہم بچوں کو نماز پڑھانے کا طریق بتاتے ہیں یا بچوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کے قصے سناتے ہیں یا بچوں کو بتاتے ہیں کہ اس طرح پرانے زمانوں میں یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں کس طرح بچے چھوٹی عمر میں ہی خدا والے بن گئے تھے۔تو یہ وہ باتیں ہیں جن کو بجائے اس کے کہ کوئی بڑا ان کو سنائے بچوں کے پروگرام بنائے جائیں اور ان

کی وڈیو ریکارڈنگ کی جائے اور پھر ان کو مختلف زبانوں میں ڈھال کر انگریز بچے انگریزی میں اور جرمن بچے جرمن میں اور چینی بچے چینی میں اور انڈونیشین بچے انڈونیشین میں اپنی اپنی قوم کے بچوں کو سنبھالنے کا انتظام کریں اور وہ ان کو نمازیں پڑھنے کے طریق سکھائیں۔ نماز کے آداب بتائیں۔ آنحضرت ﷺ کے بلند مقام کے متعلق بچوں کو آگاہ کریں تا کہ اگلی نسل کی پوری پوری تربیت ہو اور ہمارے احمدی بچے ساری دنیا کی راہنمائی کرنے لگیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 193-194)

احمدی بچے خدا سے تعلق جوڑیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

احمدی بچوں کو جنگ لڑنے کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ اس کے لئے نئے آلات کے ذریعہ ایسی اعلیٰ تصویریں بنائی جائیں اور ایسے اچھے کردار پیش کئے جائیں کہ ان کو دیکھ کر احمدی بچے بھی سنبھلیں۔ ان کو بھی پتا لگے کہ ہمارا رستہ اور ہے اور غیر بھی دیکھیں تو ان کو بھی محسوس ہو کہ احمدی بچے کے کیا افکار ہیں۔ اس کی کیا بلند پروازیاں ہیں۔ وہ محض تصور میں آسمان کے ستارں کو سر نہیں کر رہا بلکہ ان ستاروں کے خدا سے تعلق جوڑنے کی سوچ اور فکر کر رہا ہے۔ وہ مخلوق کو فتح کرنے کے ہوائی منصوبے نہیں بنا رہا بلکہ خالق کی نظر میں محبوب اور مقرب بننے کی کوششیں کر رہا ہے۔ احمدی بچے کا یہ کتنا بلند تر مقام ہے دنیا کے اس بچے کے مقابل پر جس نے محض مادی تسخیر کو اپنی زندگی کا مدعا بنا لیا ہے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 196)

نظم خوانی کے پروگرام بنائے جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

احمدی بچوں کو مغربی تہذیب کی اچھی باتوں، دلچسپ چیزوں اور سائنسی علوم سے آشنا کرنے کے لئے کوئی مناسب اور دلچسپ انتظام بھی ہمیں بہر حال کرنا چاہئے۔ مثلاً ایسی وڈیو ریکارڈنگ اور ایسی تصویریں جن میں سائنس کی ترقیات زندگی کے واقعات اور جانوروں کے حالات اور اس قسم کی

دوسری چیزیں دکھائی جائیں جن کو دیکھ کر بچے لطف بھی اٹھاتے ہیں اور ان کا علم بھی بڑھتا ہے اس قسم کی چیزوں کو رواج دینا چاہئے۔ ٹیلی ویژن کے بے ہودہ کھیلوں اور گانوں کی بجائے ایسی وڈیو ریکارڈنگ تیار ہونی چاہئے جس میں بچہ نہایت ہی سریلی آواز سے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام سنا رہا ہو یا اور نظمیں پڑھ رہا ہو۔اسی طرح تلاوت بھی بچوں کی نہایت ہی سریلی آواز میں سنائی جائے اور سکھائی جائے۔اس قسم کے بہت سے پروگراموں کی ہمارے پاس گنجائش موجود ہے۔باہر سے بھی مطالبے ہو رہے ہیں۔چنانچہ میں جن ملکوں میں بھی گیا ہوں وہاں کی ہر جماعت کی طرف سے یہ مطالبہ بڑی شدت کے ساتھ کیا جا تا رہا ہے کہ بچوں کو گندے ماحول سے بچانے کا انتظام کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں ہم اپنے بچوں کو ایسے سکولوں میں بھیجنے پر مجبور ہیں جہاں وہ مغربی تہذیب کی برائیوں سے متاثر ہوتے ہیں ایسے اثرات کو مٹانے کے لئے جماعت ہماری مدد کرے ورنہ اگر ان باتوں میں زیادہ دیر گزر گئی تو ہوسکتا ہے ہمارے بچے ہاتھ سے نکل جائیں۔ان کے رجحانات بدل جائیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 196-197)

احمدی بچوں نے ساری دنیا کے بوجھ اٹھانے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

میں بچوں سے یہ کہتا ہوں کہ اب آپ نے بڑے ہو کر ساری دنیا کے بوجھ اٹھانے ہیں اس لئے ابھی سے اپنی فکر کریں اس عمر میں اگر آپ کی صحیح تربیت ہو جائے تو پھر ہمیشہ کے لئے آپ کو ضمانت مل جائے گی۔آج جو اچھی عادتیں آپ اپنے اندر پیدا کر لیں گے وہ آپ کو ساری زندگی میں کام دیں گی۔آج کا بچہ کل کا احمدی نوجوان بن رہا ہوگا۔پرسوں کا احمدی بوڑھا بن رہا ہوگا اس لئے آج ہی اپنے اخلاق کی طرف توجہ کریں اپنی عادات کی طرف توجہ کریں اپنے حالات کی طرف توجہ کریں اور ان کو درست کرنے کی کوشش کریں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 198)

سچ بولیں اور جھوٹ سے نفرت کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بچو! آپ سے ایک چھوٹا سا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ آپ عہد کریں کہ ہمیشہ سچ بولیں گے اور گندی زبان استعمال نہیں کریں گے لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کتنے احمدی بچے ہیں جو اس عہد کو خاص طور پر پورا کر رہے ہیں...... خدا کرے یہ سارے بچے اپنے عہد کو پورا کر رہے ہوں لیکن بعض دفعہ کوئی احمدی گالی دیتا ہے تو اس کو پتا بھی نہیں لگتا کہ میں گالی دے رہا ہوں...... اس لئے یہ نظام سلسلہ کا کام ہے کہ وہ بچوں پر نظر رکھے اور ان کو بتائے کہ تمہارے اندر یہ یہ برائیاں موجود ہیں تم ان کو دور کرنے کی طرف توجہ دو اور اپنی اصلاح کی فکر کرو۔ بچو! یاد رکھو سچ ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے کردار کو بناتی ہے مگر اب سچ غائب ہوتا چلا جا رہا ہے اب تو بڑوں کی سوسائٹی میں بھی یہ ایک ایسا جانور بن گیا ہے جس کو شاید کہیں کہیں آپ دیکھیں ورنہ عام طور پر یہ کہیں نظر ہی نہیں آتا اور بے چارے انسان کا عجیب حال ہے کہ دنیا کے جو عام جانور ہیں جب وہ کم ہونے شروع ہو جائیں تو اس کو ان کی فکر پڑ جاتی ہے اور کہتا ہے کہ ان کو بچانے کا انتظام کرو چنانچہ آسٹریلیا میں ابھی لاکھوں کی تعداد میں کنگرو ہے لیکن ان کو فکر پڑی ہوئی ہے کہ یہ جانور نظروں سے غائب نہ ہو جائے...... غرض ان قوموں کو تو یہ فکر ہے کہ جانور بھی نظروں سے غائب نہ ہو جائیں لیکن یہاں سچ غائب ہو رہا ہے اور کسی کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ بلکہ کہتے ہیں سچ غائب ہو ہی جائے تو اچھا ہے۔ جہاں بھی ظاہر ہوتا ہے مصیبت ہی ڈالتا ہے۔ مگر اے بچو! آپ نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ آپ احمدی بچے ہیں۔ آپ نے اس میدان کو جیتنا ہے۔ اگر آپ نے سچ کی حفاظت نہ کی تو پھر آئندہ کبھی کوئی اس کی حفاظت کرنے والا نظر نہیں آئے گا۔ یہ سچ کی عادت ہے جو انسان کے کام آیا کرتی ہے۔ اگر آج آپ کو خدانخواستہ جھوٹ کی عادت پڑ گئی تو پھر بڑے ہو کر آپ کو کوئی سچا نہیں بنا سکے گا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 198-199)

ترقی کا راز سچ میں مضمر ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

یہ سچائی ہی ہے جو انسانی زندگی کے کام آتی ہے۔ سچائی سے ہی دنیا بنتی ہے اور سچائی سے ہی دین بنتا ہے سچائی سے ہی مادی ترقیات نصیب ہوتی ہیں اور سچائی ہی کے ساتھ روحانی ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔ جھوٹ کے تو نہ یہاں قدم ٹکتے ہیں۔ نہ وہاں قدم ٹکتے ہیں اس لئے اے بچو! آپ کی دنیاوی ترقی کا راز بھی اس بات میں مضمر ہے کہ آپ سچے ہو جائیں۔ آپ کی دینی ترقی کا راز بھی اس بات میں ہے کہ آپ سچے احمدی بن جائیں اور سچ کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کریں اور جھوٹی بات کو سننا بھی برداشت نہ کریں۔ اگر کوئی بچہ مذاق میں بھی جھوٹ بولتا ہے تو اس کے جھوٹ پر بھی آپ بالکل نہ ہنسیں۔ بلکہ حیرت سے دیکھیں اور اسے کہیں ۔ یہ تم کیا بات کر رہے ہو۔ یہ مذاق کا قصہ نہیں ہے۔ مذاق کرنا ہے تو سچے مذاق کرو۔ ایک دوسرے کو لطیفے سناؤ اور اس قسم کی باتیں کرو جن سے حاضر جوابی کا مظاہرہ ہوتا ہو۔ جھوٹ بولنے سے مذاق کا کیا تعلق ۔ یہ تو گندگی ہے۔ جہاں بھی جھوٹ دیکھیں وہاں اس کو دبائیں اور اس کی حوصلہ شکنی کریں۔ بلکہ اگر آپ کے ماں باپ میں یہ عادت ہے تو ان کو بھی ادب سے کہیں کہ ابا اُمی آپ نے تو ہمیں سچائی سکھائی تھی۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں یا کیا کہہ رہے ہیں؟ احمدی والدین ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ بات آپ کو سجتی نہیں۔ پس اگر سارے بچے سچ بولنے کی عادت ڈالیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی نعمتیں اور کتنے فضل نصیب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں ہی کو ملتا ہے جو سچے ہوں۔ اگر آپ سچے بن جائیں گے تو اس بچپن کی عمر میں بھی آپ کو خدا مل جائے گا اگر اس عمر میں جھوٹ بولنے کی عادت پڑ گئی تو بڑے ہو کر نہ خود خدا کے فضل حاصل کر سکو گے، نہ دنیا کو خدا کی طرف بلا سکو گے۔ اس لئے میں سب بچوں کو بہت تاکید کرتا ہوں کہ ہمیشہ سچ بولیں اور سچائی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 200)

ٹوپی پہننا قومی شعار ہے اس سے ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

معلوم ہوتا ہے کہ ٹوپی پہننے کا تصور مٹتا جا رہا ہے حالانکہ یہ بہت اہم چیز ہے اور بچوں کے کردار سنوارنے میں اس کا بڑا دخل ہے اس لئے بچے اس کو معمولی چیز نہ سمجھیں۔ اگر سارے بچے ایک ہی قسم کی ٹوپیاں پہن کر یہاں بیٹھے ہوتے، اندازہ کریں یہ مجلس کتنی خوبصورت لگتی۔ اس وقت میرے سامنے جو بچے بیٹھے ہوئے ہیں وہ ٹوپیاں پہن کر آئے ہیں ان کو دیکھیں ماشاءاللہ کتنے اچھے لگ رہے ہیں ان کے اندر ذمہ داری کا احساس نظر آ رہا ہے۔ یہ بے ٹوپیوں والوں کی نسبت زیادہ پیارے لگ رہے ہیں اور زیادہ اچھے دکھائی دے رہے ہیں اس لئے میں ان بچوں سے جو ٹوپی نہیں پہنتے یہ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی تہذیب کو کیوں اپناتے ہیں وہ احمدی بچے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ احمدیت نے دنیا کو ایک نئی تہذیب دینی ہے اور اس تہذیب میں یہ بات داخل ہے کہ ہم اپنے سر ڈھانک کر رکھیں اس سے ذمہ داری کا بہت بڑا احساس پیدا ہوتا ہے۔ پس اطفال الاحمدیہ کی مجالس میں آئندہ سے کوئی بچہ ننگے سر نظر نہیں آنا چاہئے۔ پس خدام الاحمدیہ یا اطفال الاحمدیہ کے شعبے کو چاہئے کہ وہ سارا سال اطفال کو تحریک کرتے رہیں کہ وہ ٹوپی پہنیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 201)

بچے حضرت محمد ﷺ کے رنگ میں رنگین ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے احمدی بچوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو کر اخلاق فاضلہ سیکھیں ان کے اندر اعلیٰ کردار پیدا ہو، دنیا کو فتح کرنے والا کردار۔ احساس کمتری ان کے دل سے مٹ جائے۔ ان کو اس بات کا یقین ہو کہ وہ ایک اچھے معاشرے کے محافظ ہیں اور دنیا کو اچھی قدریں دینے کے لئے نکلے ہیں ان کو یہ بھی پتہ ہو کہ وہ دنیا کے رہنما بننے والے ہیں۔ دنیا سے جھوٹ اور جھوٹی عزتوں کو مٹا کر انہوں نے ساری دنیا کو

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں داخل کرنا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ہماری نسلیں صحیح تعلیم و تربیت پا کر بڑی ہو رہی ہوں اور دنیا کی خدمت وراہنمائی کی عظیم ذمہ داریوں کو کما حقہ اٹھانے والی ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم بھی وہ دن دیکھیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 203)

آمین کی تقریب بھی سادگی سے ہونی چاہئے

ایک بچی کی تقریب آمین پر حضورؒ نے فرمایا:

اس تقریب کا نہایت اہم اور ضروری حصہ دعا ہے نہ کہ تحفے تحائف دینا اور لینا اور یہی ہم اپنے بچے کو بھی سکھانا چاہتے ہیں......لوگ کہتے ہیں کہ بچے کو ایک چھوٹا سا تحفہ دینے میں کون سی قباحت ہے، لیکن آہستہ آہستہ یہی چھوٹی چھوٹی باتیں ہمیں اندھیروں کی طرف دھکیل دیتی ہیں اور یہی چیز پھر تصنع میں تبدیل ہو جاتی ہے......چنانچہ میں نے اس رواج کو مزید فروغ دینے پر پابندی عائد کر دی......تا کہ وہ تحائف کی نسبت دعا کو زیادہ اہمیت دیں اور اس کی اہمیت کو سمجھنے لگیں اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ بے صبری سے تحفوں کی امید میں ہی لگے رہتے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 231)

ہمارے بچوں نے دعاؤں کے پھل کھائے ہوئے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ہم اپنے بچوں کی توجہ دعاؤں کی طرف اس لئے مبذول کرواتے ہیں تا کہ انہیں یہ اہمیت واضح ہو کہ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل نازل ہوں گے اور شاید ہی کوئی ایسا احمدی گھرانہ ہو جس کے بچے نے اپنی دعاؤں کے پھل نہ پائے ہوں۔ اور اگر بالفرض ہم بعض اوقات نا امید بھی ہو جائیں تو ہمارے بچے یقین دلا دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں ضرور فضل فرمائے گا۔ لہٰذا بجائے اس کے کہ والدین اپنے بچوں کو کہیں کہ فکر کی بات نہیں ہے، بچے والدین کی فکرمندی دور کر دیتے ہیں۔ اور یہی چیز ایک حقیقت حال بن کر سامنے آ جاتی ہے اور دعاؤں کے معجزات کی وجہ سے

ان کے اندر ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 232)

قبولیت دعا کا ایمان افروز واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ بچپن میں ہم اپنے والدین کے ساتھ پہاڑی مقام سے قادیان واپس آ رہے تھے تو راستہ میں یہ معلوم ہونے پر کہ کار میں پٹرول ختم ہے حضرت فضل عمر (نوّر اللہ مرقدہ) نے اپنے بچوں سے کہا کہ جس بچے کی دعا کے نتیجہ میں ہم خیر وعافیت سے گھر پہنچ جائیں گے اس بچے کو دو گیلن پٹرول بطور انعام دیا جائے گا......اس وقت ......رات پڑ چکی تھی اور راستہ بھی سخت خطرناک تھا۔ گو بحیثیت جماعت کے سربراہ اور (خلیفہ) ہونے کی حیثیت سے آپ کی دعا زیادہ قابل قبول تھی لیکن آپ چونکہ ہمیں دعا کی اہمیت سکھانا چاہتے تھے اور یہ بتانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ جو رحمت اور محبت کا سرچشمہ ہے وہ کسی کی بھی دعا خواہ وہ کوئی بھی ہو اور خصوصاً بچوں کی دعا زیادہ قبول فرماتا ہے......یہی وہ اعلیٰ سبق تھا جو ہمیں سکھانا مقصود تھا۔ سفر خدا کے فضل سے گزرتا گیا اور بظاہر یوں لگتا تھا کہ سارے بچے دعا کرنا بھول چکے تھے۔ لیکن جیسے ہی ہم قادیان میں داخل ہو گئے تو میں خوشی سے چلا اٹھا......کہ یہ میری مسلسل دعاؤں کے نتیجہ میں ہی ہم بخیر وعافیت پہنچ گئے ہیں...... چنانچہ مجھے میرا تحفہ دے دیا گیا......یہی عادت میں بھی اپنے بچوں کو ڈالتا رہا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 232-233)

دعا کا فارمولا ہی بچوں کو خدا کی طرف لا سکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بچے کا تو کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ تو بالکل معصوم ہوتا ہے۔ بچہ خواہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہو یا عیسائی کے گھر میں یا کسی اور کے، خدا تعالیٰ کا وجود ان سب کے لئے ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہی ایک

طریق ہے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو تیار کر سکتے ہیں......اب یہی ایک فارمولا رہ گیا ہے جو میں آپ سب کے لئے تجویز کرتا ہوں اسی ذریعے سے آپ اپنے بچوں کو خالق حقیقی کی طرف واپس لا سکتے ہیں......میرے نزدیک یہی ایک طریق ہے (دعا کا)......پس اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ سے پیار کرنا سکھائیں اور پھر دیکھیں کہ وہ کبھی ضائع نہیں کرے گا اور یہی وقت کا اہم تقاضا ہے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 234)

حضرت نوحؑ اوران کے بیٹے کے واقعے میں ایک سبق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اگر بے اختیاری کی حالت میں اولاد ہاتھ سے نکل جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر کسی کو ذمہ دار قرار نہیں دیا مگر فطرت کے دکھ میں اس کو سزا ضرور مل جاتی ہے۔حضرت نوحؑ کی مثال دیکھیں کہ اولاد ناشکری بنی......ایسا عمل نہیں کیا جسے عمل صالح کہا جا سکتا ہے تو حضرت نوحؑ کے قرب نے اسے بچایا نہیں۔حضرت نوحؑ کو اس کی وجہ سے سزا نہیں ملی کہ حضرت نوحؑ کی پوری کوششوں کے باوجود وہ اولاد ایسی نکلی......حضرت نوحؑ کو جو دکھ پہنچا ہے بیٹے کو غرق ہوتا ہوا دیکھ کر، وہ ان کے لئے ایک سزا تھی اور اتنی بڑی سزا کہ بول اٹھے کہ اے خدا تو نے وعدہ کیا تھا کہ میری اولاد ضائع نہیں کی جائے گی۔تب خدا نے فرمایا کہ تجھے پتہ نہیں۔ یہ تیری اولاد وہ اولاد نہیں ہے جس کے لئے میں نے حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا۔تو غفلت ہوئی، جرم کے طور پر اس کو سزا تو نہیں ملی مگر فطری تقاضوں کے نتیجے میں سزا ضرور مل جاتی ہے۔پس جن لوگوں کا میں نے ذکر کیا ہے کہ اپنی آنکھوں کے سامنے وہ غفلت میں اپنی اولادوں کو ضائع کرتے ہیں ان کی بھی مختلف قسمیں اور درجے ہیں۔کچھ تو غافل ان معنوں میں ہیں کہ ان کو پرواہ ہی کوئی نہیں۔وہ سمجھتے ہیں میں اپنی ذات کا ذمہ دار، مجھے کوئی فکر نہیں۔ اولاد آزاد ہے جو چاہے کرے، میں کیوں کسی کے معاملے میں دخل دوں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 536-537)

اپنے اور اپنے اہل وعیال کے اخلاق پر گہری نظر رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اپنی ساری اولاد کی طرف نظر رکھیں، اپنی بیویوں کی طرف نظر رکھیں، اپنے بچوں، ان کے بچوں کی طرف نظر رکھیں اور غافل نہیں ہونا کیونکہ آپ سب کو ایک اکائی کے طور پر بھی دیکھا جائے گا۔ انفرادیت کے لحاظ سے ہر شخص اپنا جوابدہ الگ ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (الانعام :165) کوئی بھی جان نہیں ہے جو کسی اور جان کے لئے ذمہ دار قرار دی جائے، اس کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ مگر بعض بوجھ ہیں جو قومی بوجھ ہیں...... فَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھو آگے بڑھے اور سارے بوجھ اٹھا لئے ...... میں آپ کو خاندانی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ اپنے اہل وعیال کے اخلاق پر گہری نظر رکھنا اور اپنے ہی اخلاق پر نہیں ان کے اخلاق پر بھی لحہ لحہ نگاہ ڈالنا کہ کس طرف کو چل رہے ہیں۔ اور اگر آپ کو اپنے اخلاق ہی کی ہوش نہیں تو ان کے اخلاق پر کیسے نظر ڈال سکیں گے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 537-538)

اپنے آباؤ اجداد کی نیکیوں کو زندہ رکھو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

میں بار بار آپ کو توجہ دلاتا رہا ہوں اور سب دنیا کو توجہ دلاتا رہا ہوں کہ اپنے آباؤ اجداد کی نیکیوں کو زندہ رکھو اپنے گھروں میں ان کا ذکر خیر چلایا کرو اپنے ماں باپ سے سنا کرو کہ وہ کون لوگ تھے مگر میں نے تو اکثر نئی نسل کے بچوں سے جب سوال کئے ہیں تو مشکل سے باپ کا نام ''پپا'' یاد رہتا ہے اور ماں کا نام ''مما'' اور اس سے آگے چلیں تو ان کو کچھ پتا نہیں کہ وہ کون تھے ان کی لاعلمی کے ذمہ دار آج کی نسل کے بڑے بزرگ لوگ ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کی جستجو کریں۔ خود تلاش کریں کہ وہ کون تھے اور دین کی راہوں پر انہوں نے کیا کیا قربانیاں کی تھیں؟ پھر اگلی نسل کو وہ باتیں بتائیں اور جب یہ بتائیں گے تو لازماً جو انہوں نے کھویا تھا اس کے ذکر کے ساتھ جو پایا ہے وہ بھی تو

بتانا ہوگا۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ خدا کے راستے میں کھونے والے کچھ پا نہ رہے ہوں......تو ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو توحید کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کے اوپر جو خدا کے فضل نازل ہوئے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے پھر ان سے احسانات کے سلسلے کئے ہیں، ان کا بھی ذکر خیر چلے۔ یہ بھی تو بتایا کرو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کو رؤیا اور کشوف میں آئندہ کی خبریں دیا کرتا تھا۔ کس طرح مشکل وقتوں میں ان کا سہارا بنا کرتا تھا۔ وہ کیا تھے انہوں نے کیا کھویا تھا، اور پایا کیا اور ان کی نسلیں کس طرح دنیا میں پھیل گئیں اور عظیم الشان ترقیات حاصل کیں؟ یہ باتیں بھی ساتھ بتائی جائیں تو ایسی صورت میں نئی نسل کا پچھلی نسل سے تعلق ٹوٹ سکتا ہی نہیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 550-551)

بچوں کی ٹیمیں بنائیں۔ ہر ٹیم کے سپرد ایک بیت الذکر کی تعمیر ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

مجھے جو گذشتہ چند دنوں میں جماعت جرمنی کے نئے بچوں سے واسطہ پڑا ہے مجھے ان سے بہت توقعات ہیں اور ان کو میں نے بہت پہلے سے سدھرا ہوا پایا ہے۔ سوال جواب سے بھی ظاہر ہوتا ہے مگر روزمرہ ان کے دیکھنے سے، ان کی باتوں سے، ملاقات میں جب مجھ سے ملتے ہیں مجھے خدا تعالیٰ کے اس فضل کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے الفاظ نہیں ملتے کہ اللہ نے آپ کی نئی نسل کو سنبھال لیا ہے۔ بہت پیارے بچے پیدا ہو رہے ہیں، بہت پیاری بچیاں پیدا ہو رہی ہیں، مگر ان میں بہت سے ضائع بھی ہو رہے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو ماحول کا شکار ہو گئے تو اس مضمون پر غور کرتے ہوئے میں نے یہ سوچا کہ آپ کے بچوں کی ایک الگ ٹیم بنائی جائے جو بچوں ہی سے پیسے اکٹھے کریں اور ان کے بھی ہر Region میں مقابلے ہوں۔ سو بیوت الذکر کے لئے اس علاقے کے بچوں کی ٹیمیں ہوں اور وہ بچے جو اس وقت کام نہیں کر رہے اور جماعت سے پیچھے ہٹ رہے ہیں ان کو بھی ممبر بنایا جائے اور پھر دیکھیں کہ یہ بچے انشاء اللہ کتنے زور سے آگے بڑھیں گے۔ کیونکہ جرمنی کی قوم کو ابھی تک خدا تعالیٰ نے یہ فضیلت عطاء فرمائی ہے کہ بچوں کے لئے الگ پیسے مقرر کرتے ہیں اور باقی دنیا میں تو یہ رواج چل رہا ہے کہ پہلے بچے کے اگر بارہ سو ہیں تو دوسرے کے (600) چھ سو ہو جائیں گے تیسرے کے

تین سو رہ جائیں گے۔ جرمن کو قوم کو یہ فضیلت ہے کہ پہلے بچے کے بارہ سو ہیں تو دوسرے کے پندرہ سو(1500) ہوں گے اور تیسرے کے اور آگے بڑھیں گے تو یہ حیرت انگیز بات ہے جو اس قوم میں پائی جاتی ہے۔ جب تک ہے خدا کرے یہ ہمیشہ جاری رہے، اس سے استفادہ کریں۔ تو احمدی بچے جن کی عمر یعنی بلوغت کے بعد تک یعنی سترہ اٹھارہ سال تک کے جو کالج کے لڑکے یا سکول کے لڑکے چھوٹی عمر کے بھی، ان سب کی ٹیمیں بنائیں انہی کے نگران بنائیں اور ان کو ایک ایک بیت الذکر ایک ایک گروہ کے سپرد کردیں کہ اس کے لئے تم نے پیسے اکٹھے کرنے ہیں اور بچوں سے کرنے ہیں......اس گروہ میں ہر قسم کے بچے شامل ہونگے بچیاں بھی ہوں گی۔ بچیوں کی الگ ٹیمیں بنائی جائیں گی اور چھوٹے بچے بھی ہونگے تو ان کی ایک الگ مقابلے کی دوڑ شروع کرا دیں۔ پھر ہر Region میں وہ بچے کہیں گے کہ ہم نے اللہ کے فضل سے اپنے Region میں بیت الذکر بنانے کے لئے پہلے سال یہ اکٹھا کیا ہے، آئندہ سال یہ کریں گے اس سے اگلے سال وہ کریں گے......ہم نے حضرت ابراہیمؑ کی سنت کو ضرور قائم کر کے دکھانا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جگہ جگہ بیک وقت بیوت الذکر اونچی ہونی شروع ہو جائیں گی اور ان بیوت الذکر کی برکت سے آپ کی کایا پلٹ جائے گی......آنے والی نسلیں مڑ کر آپ کو دیکھا کریں گی اور کہیں گی یہ تھے توحید کے علمبردار جنہوں نے دیکھو کتنے تھوڑے سے عرصے میں کتنے عظیم الشان کام کر دکھائے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 558-561)

اے جرمنی کے احمدی بچو! مسیح اور توحید کے عَلَمْ کو اٹھاؤ اور دنیا کے لئے ایک عمدہ مثال بن جاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

انہی بچوں سے میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ جھوٹ کے خلاف یہ بھی ایک عَلَمْ جہاد بلند کریں۔ ان بچوں میں میں نے نسبتاً زیادہ سچائی دیکھی ہے۔ کیونکہ جو پہلی نسلوں کے لوگ ہیں بعض عادتاً جھوٹ بولتے ہیں......اکثر کو پتا ہی نہیں کہ ہم روز کتنا جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں اور ان کے بچے جنہوں

نے جرمنی میں تربیت پائی ہے جہاں جرمنی کو توحید کا پیغام دے رہے ہیں وہاں جرمنی سے توحید کا ایک سبق سیکھ بھی سکتے ہیں اور وہ سچائی کی توحید کا سبق ہے اور سیکھ رہے ہیں۔ میں بہت سے احمدی بچے اور بچیوں کو دیکھ رہا ہوں جو بڑے ہو رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے ان کے دل صاف ہو رہے ہیں، ان کو جھوٹ کی عادت نہیں رہی، صاف ستھری بات کرنے والے لوگ ہیں۔ تو ان بچوں کو میں کہتا ہوں کہ تم یہ علَم بھی اپنے ہاتھ میں لے لو اور جماعت جرمنی کے بچے ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیں کہ رہتی دنیا تک بچے آپ کی مثالیں دیں اور آپ کی مثالوں سے مثال پکڑیں۔ ایک ابراہیمؑ نے ایک اسماعیلؑ جو پیدا کیا تھا وہ اس لئے نہیں تھا کہ ایک ہی رہے، اس سے بہت سے اسماعیلوں نے پیدا ہونا تھا۔ ان سب کا سردار اور سب کائنات کا سردار محمد رسول اللہ ﷺ بھی اسی کی نسل سے پیدا ہوئے تھے۔ پس آج آپ اس دنیا کو اسماعیلوں سے بھر دیں اور ابراہیمؑ کی اس آواز پر لبیک کہنے والے بنیں جس نے اپنے بیٹے کو بلایا تھا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے خدا کے حضور قربان کر رہا ہوں بتا تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے یہی جواب دیا تھا۔ اے میرے باپ! جو تجھے کہا جا رہا ہے تو وہی کر۔ میری گردن پہ چھری پھیر دے۔ پس اے جرمنی کے احمدی بچو! یہ ایک اور رنگ کی چھری ہے جو تمہاری گردن پر پھیری جانی ہے لیکن یہ چھری تمہیں زندہ کر دے گی تمہاری نسلوں کو زندہ کر دے گی۔ تمہارے ماحول کے ملکوں کو زندہ کر دے گی، آئندہ آنے والی صدی کو زندہ کر دے گی۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 561-562)

بچپن سے بچوں کے دل والدین اپنی طرف مائل کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

آج کے بچے کل کی نسلیں ہیں جنہوں نے آج کا احمدیت کا پیغام اگلی صدی میں منتقل کرنا ہے۔ بچوں کی طرف تربیتی نقطہ نگاہ سے توجہ دینے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ ماں باپ جو بچوں کی تربیت کرتے ہیں خود ان کی بھی تربیت ہوتی ہے اور لازم ہے کہ وہ اپنی تربیت اپنے بچوں کے حوالے سے کریں تو پہلی بات جو بچوں کے تعلق میں خصوصیت سے یہاں کے ماحول میں بتانی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ماں باپ

کے لئے لازم ہے کہ بچپن ہی سے اپنے بچوں کا تعلق اپنے ساتھ بڑھائیں اور ایسے خاندان بنائیں جن میں نگاہیں اندر کی طرف اٹھنے والی ہوں اور بچوں کو گھر کے ماحول میں سکون ملے۔ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ سختی سے بچوں کو دبانے کے نتیجے میں اگر اس عمر تک جب تک وہ ان کے ماتحت ہیں ان میں کوئی خرابی پیدا ہوتی دکھائی نہیں دے رہی، تو وہ غلطی پر ہیں۔ چونکہ بہت سے بچے اپنے ماں باپ کے حکم کی تعمیل میں یا ان کی سختی سے ڈر کر بسا اوقات اپنے دل کی خواہشات کو دبائے رکھتے ہیں اور جب وہ سوسائٹی میں کھل کر باہر جاتے ہیں تو وہ خواہشات ایک ایسے ماحول میں پنپنے لگتی ہیں جو ان کے لئے سازگار ہے۔ ہر بدی کا خیال، ہر اس لذت کی تمنا جو جلدی حاصل کی جاسکتی ہے امریکہ کی سوسائٹی میں سب سے زیادہ جلدی حاصل کی جاسکتی ہے..... چنانچہ جب وہ گھر کے ماحول سے نکلتے ہیں تو باہر کا ماحول انہیں بدیوں میں خوش آمدید کہتا ہے، نیکیوں میں نہیں اور یہ ایک اس ماحول کی خصوصیت ہے جسے بچوں کو سمجھانا ضروری ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بچے یہ شکایت کرتے ہیں کہ جب ہم (دینی) طریق پر عمل کر رہے ہوں تو لوگ ہم پر ہنستے ہیں، لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ یہ اور قسم کی نسل ہے اور ماحول کا یہ اختلاف اور نیکی پر حملہ کرنا، یہ امریکہ کے ماحول کا ایک جزو بن چکا ہے..... اس کے نتیجے میں بچے میں خود اعتمادی کا فقدان ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جو اپنے گھر سے میں اقدار لے کر چلا تھا سوسائٹی میں تو ان کی کوئی قیمت نہیں۔ سوسائٹی میں جن اقدار کی قیمت ہے وہ ایسی اقدار ہیں جن کو گھر میں برا کہا جاتا ہے۔ پس آزادی کا ایک احساس باہر نکل کر ایسا پیدا ہوتا ہے جو تیزی کے ساتھ ایسے بچوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس اس مشکل کو پیش نظر رکھتے ہوئے لازم ہے کہ بچپن ہی سے بچوں کے دل اپنی طرف یعنی ماں باپ اپنی طرف مائل کریں اور گھر کے ماحول میں ان کی لذت کے ایسے سامان ہونے چاہئیں کہ وہ باہر سے گھر لوٹیں تو سکون کی دنیا میں لوٹیں، بے سکونی سے نکل کر اطمینان کی طرف آئیں اور یہ باتیں صرف اسی صورت میں ممکن ہیں جب آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت پر غور کیا جائے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں (نداء) اور بائیں کان میں تکبیر کہو۔ بہت سے لوگ ہیں جو اس فلسفے کو نہیں سمجھتے ...... میں ان ماں باپ کو بتا رہا ہوں جو (نداء) دیتے یا دلواتے ہیں، وہ تکبیر دیتے یا دلواتے ہیں۔ ان کو تو متوجہ ہونا چاہئے وہ تو باشعور ہیں۔ آخر کیوں یہ کہا گیا؟ ایک اس کا پہلو وہ ماں باپ ہیں جن کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں ان کو سمجھایا گیا ہے کہ بچپن ہی سے بچوں کی صحیح تربیت کرو ورنہ بعد میں یہ ہاتھ سے نکل

جائیں گے۔تو پہلی تربیت کا وقت بچپن کا آغاز ہے اور اس وقت کی تربیت ایسی ہے جو ہمیشہ کے لئے آئندہ زندگی کی بنیادیں قائم کرتی ہے اس بات کو بھلانے سے بہت سے لوگ نقصان اٹھا جاتے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 566-568)

بچہ کی اچھی بات کا ذکر گھر میں چلائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بچوں سے ہر قسم کی پیار کی باتیں تو ہوتی ہیں، ان کی خواہشات کا خیال رکھا جاتا ہے۔مگر بچپن سے ان کو نیکی پر قائم کرنے کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اس لئے سب سے اہم بات اس ماحول میں جیسا کہ دوسرے ماحول میں بھی بہت اہم ہے لیکن امریکہ میں خصوصیت کے ساتھ جماعت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ بچوں سے ایسی باتیں کریں جو اللہ اور رسول اور نیک لوگوں کی محبت پیدا کرنے والی باتیں ہوں اور ان کو نیکی کی اقدار سمجھائیں اور اس کے لئے گھر میں مختلف قسم کے مواقع پیدا ہوتے رہتے ہیں۔جب ایک بچہ اچھی بات کرتا ہے تو ماں باپ کا فرض ہے کہ اس بات کو بڑی اہمیت دیں اور اس بچے کی اس بات کا ذکر چلائیں، کیونکہ وہ بچہ اچھی بات پر مثلاً کسی موقع پر وہ جھوٹ بول سکتا تھا، اس نے نہیں بولا اور سچ بول کر بظاہر نقصان اٹھایا ہے اگر آپ اس کی باتیں آنے والوں میں ذکر کیا کریں اور سوسائٹی میں، اپنے گھر میں، گھر سے باہر بچے کو اس طرح پیش کریں کہ دیکھو اس کے دل میں شروع ہی سے نیکی ہے تو ایسا بچہ اس بات کو کبھی بھول نہیں سکتا۔ناممکن ہے کہ اس کے دل میں اس ماحول میں نیکی کی اہمیت کا اثر مٹ جائے ...... یہ وہ پہلو ہے جس کو بچپن کی تربیت میں آپ کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔یعنی سات سال کی عمر تک پیار اور محبت سے اپنے ساتھ دل لگائیں، ان کی اچھی باتوں کو اچھالیں۔کیونکہ اس عمر میں بچے ضرور اپنی تعریف کو خوشی سے قبول کرتے ہیں اور جس بات کی تعریف کی جائے اس پر جم جایا کرتے ہیں جس چیز سے نفرت دلائی جائے اس سے متنفر ہو جایا کرتے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 568-569)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بچپن...... میں...... ان کے ساتھ بیٹھ کر ماحول کی بدی کو ان کے سامنے اچھال کر پیش کریں۔ان

کو بتائیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ جب وہ سات سال سے اوپر دس سال تک پہنچیں تو پھر خصوصیت سے عبادتوں کی طرف متوجہ کرنا بھی آپ کی تربیت کا ایک حصہ بن جائے گا۔ اس کے بعد ناپسندیدگی کا اظہار، ان سے منہ موڑنا اگر وہ بری حرکت کریں، نمازیں نہ پڑھیں، تو بعض دفعہ ڈانٹنا اور سمجھانا یہ چیزیں بارہ سال کی عمر تک جائز ہیں اور بارہ سال کے بعد آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر اب تمہارا ان پر سختی کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔ جو کچھ تم نے کرنا تھا وہ وقت گزر گیا ہے...... (دین حق) نے بارہ سال اس لئے مقرر کئے ہیں کہ یہ بلوغت کا آغاز ہے اور بارہ سال میں بچہ اتنی ذہنی پختگی اختیار کر جاتا ہے کہ اپنے روزمرہ کے معاملات میں خود فیصلہ کر سکے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 569)

اسلام میں سن بلوغت بارہ سال کی عمر ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ فرماتے ہیں:

(دین حق) کی بلوغت کا آغاز دنیا والوں کی بلوغت سے بہت پہلے ہوتا ہے اور یہ بہت ضروری بات ہے۔ کیونکہ اگر بارہ سال تک بچہ اپنے سیاہ سفید کو دیکھ نہ سکتا ہو تو پھر اٹھارہ سال تک بھی نہیں دیکھے گا بلکہ اپنی بدعادتوں میں اتنا پختہ ہو جائے گا۔ جب وہ اٹھارہ سال کی عمر سے گزر کر سوسائٹی میں جاتا ہے تو پھر اس میں وہ بدی ایک مستقل دائمی شکل اختیار کر جاتی ہے...... پس تربیت کا آغاز شروع سے ہونا چاہئے اور بارہ سال کی عمر تک پہنچ کر اس تربیت کو اتنا مکمل ہو جانا چاہئے کہ اس کے بعد بچہ اپنے سیاہ و سفید کا مالک ہو اور پھر اگر وہ سوسائٹی کا جرم کرے تو سوسائٹی اس کو سزا دے۔ اگر خدا کا جرم کرے تو خدا سزا دے گا۔ ماں باپ کا کام نہیں کہ اس کو سزا دیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 569-570)

معاشرے کی خرابیوں کو بچپن سے سمجھانا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ فرماتے ہیں:

پس یہ نہ سمجھیں کہ معاشرے کی خرابیوں کو سمجھانے کا وقت بلوغت کے بعد شروع ہو گا۔ بچپن سے

سمجھانا ضروری ہے، ان بچوں کے ساتھ بیٹھنا ضروری ہے، ان کو ٹیلی ویژن دکھانی ضروری ہے۔ جو ٹیلی ویژن یہ دیکھتے ہیں اس وقت ماں باپ کو چاہئے کہ کچھ اپنا وقت خرچ کریں اور ساتھ بیٹھیں اور ان کو بتائیں کہ دیکھو یہ خرابیاں ہیں اور ان خرابیوں کی حکمتیں اس طریق پر سمجھائی جائیں کہ وہ جاگزیں ہو جائیں اور انسانی فطرت اور سوچ کا حصہ بن جائیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 572)

بچپن ہی سے نیکی کے رشتے قائم کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بچپن ہی سے بھائی اور بہن میں، بھائی اور بھائی میں، ماں باپ اور بچوں کے درمیان ایسے نیکی کے رشتے قائم کریں جن میں مزہ پیدا ہو اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک انسان اپنے بھائی کے لئے، اپنی بہن کے لئے جو بظاہر قربانی کرتا ہے اس قربانی کے نتیجے میں اس کی طرف سے مادی چیز، مادی قدر الگ ہو کر کسی دوسرے تک پہنچتی ہے۔ اگر کوئی جھپٹ کر اپنے بھائی یا بہن کی کوئی مادی چیز، Material چیز لے بھاگتا ہے تو دونوں صورتوں میں انتقال ہے مادے کا اور مادے کا انتقال ہے جو لذت پیدا کرتا ہے۔ اب یہ لذت کا فلسفہ ہے جو سمجھنا ضروری ہے جو ہمیشہ ان بچوں کے کام آئے گا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے لذت میں بہت سی چیزیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مادہ ایک طرف سے منتقل ہو کر دوسری طرف جاتا ہے۔ حق ایک طرف سے منتقل ہو کے دوسری طرف جاتا ہے۔ اگر آپ مادہ حاصل کرنے والے ہوں تو ایک لذت ہے۔ اگر کسی کا حق چھیننے والے ہوں اس میں بھی ایک لذت ہے...... اور جب آپ اپنا حق کسی کے لئے چھوڑتے ہیں تو اس میں بھی ایک لذت ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ یہ دوسری قسم کی لذت دائمی ہو جاتی ہے، ساری زندگی انسان کو لطف پہنچاتی رہتی ہے اور پہلی قسم کی لذت ایک شر پیدا کرتی ہے جو خود اپنے ضمیر میں بھی پیدا ہوتا ہے اور پھر مزید کی طلب پیدا کر دیتی ہے اور کبھی بھی بدی کی لذت بار بار وہی بدی کرنے سے اس طرح نہیں رہے گی بلکہ آگے بڑھے گی۔ ایک بدی کے بعد جب تک آپ دو بدیاں نہ کریں آپ کو چین نہیں آئے گا۔ جب دو بدیاں کریں گے تو تیسری بدی کی طرف آپ کا قدم اٹھے گا، چوتھی کی طرف اٹھے

گا۔اس طرح ساری دنیا میں معاشرے میں اخلاقی گراوٹ پیدا ہوتی ہے اور ہوتی چلی جاتی ہے۔
(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 573-574)

بچپن کی پیاری باتوں کو یاد کرنے میں بھی ایک مزہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

آپ اپنے بچپن کی طرف نظر ڈال کر دیکھیں۔آپ کو بچپن کی وہی باتیں سب سے زیادہ پیاری لگیں گی جن میں آپ نے کچھ نہ کچھ ایسی بات کی تھی جس سے ماں خوش ہوگئی، باپ خوش ہو گیا، بہن خوش ہوگئی یا کوئی غریب ہمسایہ خوش ہوگیا۔بسا اوقات ایک چھوٹا سا فعل ہے، ایک غریب بھوکے کو روٹی کھلانا۔ایک بچہ جب روٹی کھلاتا ہے تو پھر دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس کے چہرے پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔جب اس کی تکلیف مٹ رہی ہوتی ہے، اس کے چہرے پر ایک سکون اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔تو ویسا ہی سکون بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، ویسا ہی اطمینان بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، بچے کے دل میں پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔جس پر احسان ہے وہ اس بات کو بھول بھی سکتا ہے۔روٹی کھائی، پیٹ بھرا اور بھول گیا۔لیکن جس نے کسی کا پیٹ بھر کر اس کے مزے کو دیکھا ہو وہ اس چیز کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ساری عمر کے لئے ہمیشہ اس کا یہ فعل اس کے لئے مزید نیکیاں پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے۔
(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 575)

صرف سمجھانے سے نہیں بلکہ نیکی کروانے سے نیک اثر ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اس معاشرے میں جہاں ماحول نیکیوں کے مخالف ہے، جہاں بدیوں کو تقویت دینے والا ہے وہاں بچپن ہی سے نیکیوں سے ذاتی لگاؤ پیدا کرنا اور اس کے لئے روزمرہ کے مواقع سے فائدہ اٹھانا بہت ضروری ہے۔فائدہ اٹھانا اس لئے کہ اگر آپ محض تلقین کریں گے تو یہ تلقین ضروری نہیں کہ بچے پر نیک اثر ڈالے۔بچوں سے کام کروا کے دیکھیں، کچھ نیکی اس سے ایسی صادر ہو جس میں آپ اس کے مددگار ہوں پھر دیکھیں کہ اس کے دل پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے۔میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے

ہمیں بچپن میں چندہ دینے کی عادت ماں نے ڈالی۔ کچھ پیسے وہ دیا کرتی تھیں اور پھر کہتی تھیں دوسرے ہاتھ سے کہ اللہ میاں کے لئے واپس کردو۔ چونکہ اس میں جبر کوئی نہیں تھا بلکہ ایک تحریص تھی، اس لئے جب ہم واپس کرتے تھے تو مزہ آتا تھا اور دن بدن، سال بہ سال یہ احساس بڑھتا گیا کہ ہمارا بھی نام ان لوگوں میں ہے جنہوں نے دین کی خاطر کوئی قربانی کی ہے۔ اس کے بعد یہ سکھانے والا باقی رہے نہ رہے، یہ نیکی ضرور باقی رہ جاتی ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ زندگی بھر ساتھ نہ دے۔ پس نیکی کا مزہ صرف سمجھانے سے نہیں آئے گا، نیکی کا مزہ نیکی کروانے سے آئے گا اور یہ وہ چیز ہے جس کی اس معاشرے میں شدید ضرورت ہے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 576)

بچوں میں خود اعتمادی پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

دوسری بات جو سمجھانے کی ضرورت ہے وہ خود اعتمادی پیدا کرنا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جب بچے باہر سکولوں میں جاتے ہیں تو بعض لوگ ان کو حقارت سے دیکھتے ہیں، ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لیکن ان میں اگر خود اعتمادی ہو اور ماں باپ ان کو پہلے سمجھا چکے ہوں کہ تمہاری نیکیوں پر سوسائٹی تمسخر اڑائے گی، تمہیں ذلیل نظروں سے دیکھے گی لیکن تم نے سر اٹھا کے چلنا ہے۔ اگر کہیں سر اٹھانا جائز ہے تو اس موقع پر سر اٹھانا جائز ہے اور لازم ہے کہ ہم اپنے بچوں کو بتائیں کہ تم کوڑی کی بھی پرواہ نہ کرو جو چاہے دنیا کہتی پھرے، جس طرح چاہے دیکھے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارا کردار تب بنے گا کہ تم جن باتوں کو اچھا سمجھتے ہو انہیں کرنے کی جرأت رکھتے ہو...... پس نیکی پر خود اعتمادی یہ بہت ضروری ہے اور اس خود اعتمادی کے فقدان کے نتیجے میں نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں پس جن بچوں کو آپ نے سوسائٹی میں بھیجنا ہے ان کو بتائیں کہ تمہاری عزت اور تمہاری اعلیٰ اقدار سچائی سے وابستہ ہیں...... وہ تکبر ہے جس میں حقیقت میں بنیادی طور پر انکساری ہے کیونکہ خدا کی خاطر آپ اپنا سر اٹھا رہے ہیں اور ایسے موقع پر آنحضرت ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ بعض دفعہ نیکیوں کا اثر ڈالنے کے لئے سر اٹھانا ہی نیکی بن جایا کرتا ہے۔ اپنی اعلیٰ اقدار پر سر اٹھا کر چلیں۔ کوڑی کی بھی پرواہ نہ کریں کہ کوئی

آپ کو کس طرح دیکھتا ہے اور کیا سمجھ رہا ہے یہ احساس خود اعتمادی گھر میں بچپن میں پیدا کرنا ضروری ہے۔ اگر آپ نے نہ کیا تو پھر بارہ، چودہ، پندرہ سال کے بعد بالکل آپ کا بس نہیں رہے گا۔ آپ کو اختیار نہیں رہے گا۔ پھر دنیا کی لذتیں ان کو اس عمر میں اپنی طرف اس طرح کھینچیں گی کہ ان کے نزدیک خود اعتمادی کا کوئی سوال باقی نہیں رہے گا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 576-578)

بچوں کو عبادت کا فلسفہ سمجھائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بعض بچے کہتے ہیں صبح ہم سے اٹھا نہیں جاتا، کیوں اٹھیں۔ ایک دو نمازیں Miss ہو گئیں تو کیا فرق پڑ گیا۔ بعض کہتے ہیں چار پانچ Miss ہو گئیں تو کیا فرق پڑا۔ ہم اسی طرح ٹھیک ٹھاک ہیں۔ جب تک آپ عبادت کا فلسفہ ان کو نہیں سمجھائیں گے ان کو یہ فرق سمجھ میں نہیں آئے گا۔ ابھی ایک ملاقات میں......ایک بچے نے کہا کہ صبح کی نماز میں اس وقت اٹھنا کیوں ضروری ہے؟ اور اگر میں صبح کی نماز نہ بھی پڑھوں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ میں نے کہا آپ مجھے بتائیں آپ ناشتہ کرتے ہیں؟ کہا ہاں میں کرتا ہوں۔ تمہیں اچھا لگتا ہے؟...... ہاں مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ میں نے کہا نہ کیا کرو کیا فرق پڑتا ہے؟ تو اس کی سمجھ میں آئی، ہاں فرق پڑتا ہے...... چنانچہ بچوں کو یہ سمجھانا پڑے گا تمہیں ناشتہ پسند ہے، مگر پتہ ہے ناشتہ پیدا کیسے ہوا؟ ایک ایسا قادر مطلق ہے جو رب العالمین ہے۔ اس نے تمام جہانوں کی ربوبیت کی ذمہ داری آپ اٹھالی تھی۔ تمہیں تو خدا نے اتنے اچھے اچھے کھانے، اتنے اچھے اچھے رزق عطا فرمائے ہیں......کوئی کائنات میں ایسا جاندار نہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے رزق کے سامان نہ فرمائے ہوں اور اس پر اگر آپ غور کریں تو حیران رہ جاتے ہیں۔ ان کو سمجھانا پڑتا ہے...... ماں باپ جو تمہیں کوئی اچھا ناشتہ دیتے ہیں یا کوئی دوست دعوت کرتے ہیں......کتنا دل چاہتا ہے ان کا شکریہ ادا کرنے کو اور جتنا شکریہ ادا کرتے ہو تمہیں بھی مزہ آتا ہے۔ جس کا شکریہ ادا ہو رہا ہو وہ بھول جاتا ہے کہ اس نے خرچ کیا تھا۔ اس کو خرچ میں مزہ آنے لگتا ہے۔ تو تم نے کبھی سوچا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سارے سامان کر رکھے ہیں اور وہ نہ کرے

تو کچھ بھی باقی نہ رہے......ایک ناشتہ کے حوالہ سے آپ رفتہ رفتہ بچوں کو ایسی باتیں بتا سکتے ہیں جو قانون قدرت میں ہر جگہ دکھائی دیتی ہیں۔ان کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے لیکن ان کو سمجھانا ضروری ہے۔وہ سمجھیں اور ان کو بتائیں کہ دیکھو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے سارے سامان کئے ہوئے ہیں اور خود غائب ہو گیا ہے۔تم اسے ڈھونڈو اپنے تصور میں اور اس کا شکریہ ادا کرو۔پھر تمہیں لذت آئے گی کہ شکریہ ہوتا کیا ہے اور جب تم شکریہ ادا کرو گے تو وہ خدا تم پر اور زیادہ مہربان ہوگا۔یہ عبادت کا فلسفہ سکھانے کے لئے ابتدائی چیزیں ہیں۔اس لئے بچے سے کہا جائے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہو،اگر تمہیں ساری نماز کا ترجمہ نہیں بھی آتا تو اس دن کی اچھی باتوں پر اللہ کا شکریہ ادا کر لیا کرو کہ اے اللہ! تو نے آج میرے لئے یہ کیا، مجھے بہت مزہ آیا......تو یہ عبادت کا پہلا فلسفہ ہے جو بچے کے دل میں جانشین ہوگا......نمازوں سے محبت پیدا کرنا اور نمازوں کا فلسفہ سکھانا یہاں تک کہ وہ دل کو متحرک کر دے،دل میں ایک تموج پیدا کر دے،یہ وہ چیز ہے جو بچوں کی آئندہ نمازوں کی حفاظت کرے گی اور ایسی حفاظت کرے گی کہ ماں باپ بچپن سے ہی ان کو چھوڑ کر جا سکتے ہیں پھر وہ خدا کے حوالے ہوں گے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 580 تا 583)

بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت عبادت کے حوالے سے پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اپنے بچوں کے دل میں خدا کی محبت عبادت کے حوالے سے پیدا کریں تو یہ نظام وہ ہے جو بچوں کی ہر حال میں ہر جگہ حفاظت فرمائے گا۔ایسے اعلیٰ کردار کے بچے جب پیدا ہوں پھر وہ سوسائٹی میں جائیں تو ان کو اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں ہوگی۔یعنی اس پہلو سے تو پرواہ ہوگی کہ یہ بھی اچھے ہو جائیں......مگر اس پہلو سے کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ ان نیکیوں کو بدی کے ساتھ دیکھ رہا ہے ......آپ اگر ایک بات کو نیکی سمجھ رہے ہیں تو اس کے اوپر ذاتی فخر محسوس کریں اور سوسائٹی کی کوئی پرواہ نہ کریں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 583)

فیشن پرست نہ بنو بلکہ فیشن بنانے والے بنو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کو آپ معمولی نہ سمجھا کریں۔ میں نے کئی بچوں کو دیکھا ہے ان کے گلے میں تعویذ سے لٹکے ہوئے ہیں۔ کسی کے کان میں بُندا پڑا ہوا ہے، کسی کے بالوں کا حلیہ بگڑا ہوا ہے، قریب سے رگڑے گئے ہیں بال اور اوپر سے بڑے بڑے ہیں۔ ٹوپی پہنیں تو لگتا ہے ٹنڈ کروائی ہوئی ہے۔ ٹوپی اتاریں تو بڑے بڑے بال دکھائی دیتے ہیں۔ ان کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تم کچھ عرصہ پہلے، جب یہ فیشن نہیں تھا، کسی دکان میں جاتے وہ یہ حالت تمہاری بنا دیتا تو نہ صرف یہ کہ تم نے پیسے نہیں دینے تھے اس سے بڑی سخت لڑائی کرنی تھی کہ او بد بخت تو نے کیا حال بنا دیا ہے۔ یہ کوئی شکل ہے میری دیکھنے والی۔ اب اسی شکل کو تم لئے پھرتے ہو سوسائٹی میں، اس لئے نہیں کہ تمہیں پسند ہے۔ اس لئے کہ تم پیچھے چلنے لگ گئے ہو، تم غلام ہو گئے ہو اور غلام کی کوئی عزت نفس نہیں ہوا کرتی۔ ان کو یہ سمجھائیں کہ کیا ہو گیا ہے۔ تم فیشن کی پیروی کرنے والے نہ بنو، فیشن بنانے والے بن جاؤ۔ وہ بنو جس کے پیچھے لوگ چلا کرتے ہیں۔ تو اگر بچے سمجھ جائیں بات کو تو ان کے اندر تبدیلی ہوتی ہے۔ انگلستان میں بارہا ایسا مجھے تجربہ ہوا ہے۔ کئی بڑے بڑے چھتوں والے میرے پاس آئے، بعضوں نے گُتیں بنائی ہوئی تھیں اور میں نے کہا یہ تم نے کیا کیا ہوا ہے۔ تو ماں باپ نے کہا کہ یہ بات نہیں مانتا۔ آپ چھوڑ دیں اس کو۔ میں نے کہا کیوں نہیں مانتا۔ میں ابھی سمجھاتا ہوں اس کو اور اگلی دفعہ آئے بالکل نارمل، گتیں کاٹی ہوئیں، بعضوں نے میرے سامنے ہی اپنے تعویذ نوچ پھینکے کہ آج کے بعد ہم نہیں پہنیں گے یہ ذلیل چیز۔ تو سمجھانے سے انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کیا کرتا ہے اور سمجھانے سے اندر کا انسان بدلتا ہے۔ جب تک آپ اندر کے انسان کو نہیں بدلیں گے بیرونی انسان بدلنے سے کیا حاصل ہوگا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 583-584)

بچوں کے اندر قوت مؤثرہ پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

پس وہ سوسائٹی جو مخالفانہ اثر رکھنے والی سوسائٹی ہے اس نے تو ہر وقت آپ کے بچوں کو آپ سے چھیننے کی کوشش کرنی ہے۔ آپ کا جواب یہ ہونا چاہئے کہ ان کے اندر وہ دفاع پیدا کر دیں کہ سوسائٹی کو جرأت نہ ہو ان کو بدلنے کی اور وہ سوسائٹی کو بدلیں اور اپنے گردوپیش میں تبدیلیاں پیدا کریں۔ پس وہ احمدی جو نو احمدی ہیں مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اب ہم امریکہ کو کیسے بدلیں گے۔ ان کو میں یہ جواب دے رہا ہوں کہ اسی طرح بدلیں گے جیسے ایک انسان حضرت محمد ﷺ نے ساری سوسائٹی کو بدل دیا تھا...... آج وہ ہم میں نہیں مگر ان کی قوت قدسیہ...... ہے جس نے مسیح موعودؑ کو پیدا کیا ہے، وہی قوت قدسیہ جو آج جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے نیکی کے لئے محبت کرنے والے پیدا کر رہی ہے...... پس اپنے اندر وہ انسان پیدا کریں اور اپنے بچوں میں وہ انسان پیدا کریں کہ متاثر ہونے کی بجائے مؤثر ہو جائے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 584)

اپنے بچوں کو چھوٹے چھوٹے خاتم بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اپنے بچوں کی بھی حفاظت کریں۔ ان کو چھوٹے چھوٹے خاتم بنالیں جو آنحضرت ﷺ کی خوبیوں کو دوسروں میں رائج کرنے کی طاقت رکھیں...... آپ وہ مہر بنیں جو غیر اللہ کا اثر قبول نہ کرے ورنہ آپ کے نقوش مٹ جائیں گے...... آپ نے تو دائماً آنحضرت ﷺ کی مہر نبوت کا نقشہ اپنے اندر بنانا ہے اور پھر اس کو جاری کرنا ہے۔ پس جب تک اپنے بچوں میں جاری نہیں کریں گے آئندہ نسلیں سنبھالی نہیں جا سکیں گی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ یاد رکھو خدا کا پیغام ہے۔ آج دیکھو کہ کل کے لئے تم کیا بھیج رہے...... اگر آج تمہارے نقوش پختہ ہیں، اگر آج تمہارے نقوش دائمی ہیں تو کل تمہاری نسلوں کے نقوش بھی پختہ اور دائمی ہوں گے۔ اگر آج یہ روزمرہ مٹنے والے اور بدلنے والے

ہیں تو کل کی نسلوں کی کیا ضمانت ہے......پس اس پہلو سے آئندہ آنے والی (تربیت) کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کریں اپنی نسلوں کے لئے جو آپ خدا کے حضور جواب دہ ہیں، اس نقطہ نگاہ سے بھی ان کو تیار کریں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 585-586)

ہماری نسلوں کو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ایک امر بہر حال یقینی اور قطعی ہے کہ جو کچھ بھی ہم نے ہدایت پائی ہے اسی کتاب سے پائی ہے۔ پس سب سے پہلے تو عبادت کے تعلق میں کلام الٰہی کا پڑھنا ایک بنیادی امر ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے بہت کم ایسے خاندان ہیں جن میں روزانہ تلاوت ہوتی ہو۔ شاذ کے طور پر ایسے بچے ملیں گے جو صبح اٹھ کر نماز سے پہلے یا نماز کے بعد کچھ تلاوت کرتے ہوں اور یہ جائزہ فیملی یعنی خاندانوں کی ملاقات کے دوران میں نے لیا اور اکثر بچوں کو اس بات سے بے خبر پایا۔ وہ تربیت کے مسائل جن پر میں گفتگو کرتا رہا ہوں وہ سارے بے حقیقت ہو جاتے ہیں اگر اس بنیادی حقیقت کی طرف توجہ نہ کریں کہ ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے......پس بچپن ہی سے اس بات پر زور دیں یعنی آپ کے بچوں کے بچپن۔ آپ تو بڑے ہو چکے ہیں۔ آپ نے تو جس طرح بھی خدا نے چاہا یا آپ نے چاہا خدا کی مرضی کے مطابق یا اس کے خلاف زندگی بسر کر لی۔ لیکن اگلی نسلیں آپ کی ذمہ داری ہیں اور آئندہ صدی ان اگلی نسلوں کی ذمہ داری ہوگی۔ پس آج اگر آپ نے ان کو قرآن کریم پر قائم نہ کیا تو باقی ساری باتیں جو اس کے بعد بیان ہوئی ہیں ان میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکیں گے......پس تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے اور تربیت کی کنجی ہے جس کے بغیر ہماری تربیت ہو نہیں سکتی اور یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف اکثر مربیان، اکثر صدران، اکثر امراء بالکل غافل ہیں......تمام بچوں کو اس راہ پر ڈالیں۔ دیکھیں جب سکول کے لئے وہ چلتے ہیں تو آپ کتنی محنت ان پر کرتے ہیں۔ مائیں دوڑتی پھرتی ہیں ناشتہ کراؤ، منہ ہاتھ دھلاؤ، بستے ٹھیک

کرواور قرآن کریم کی طرف محنت نہیں ہے۔یہ ایک دن کا سفران کا سکول کی طرف ایسا ہے جس کے لئے آپ کی ساری توجہ مبذول ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کا سفر جس میں آئندہ سفر کی تیاری کرنی ہے یعنی مرنے کے بعد اس کی طرف توجہ نہیں ہے ......میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 592-600)

اگلی نسلیں انشاء اللہ نجات یافتہ ہوں گی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

جو بچوں کا میں ماحول دیکھ رہا ہوں وہ میرے دل کو یقین سے بھر رہا ہے کہ آپ کی اگلیں نسلیں انشاء اللہ نجات یافتہ ہوں گی یہ بچے جو مجھے ملاقات کے دوران ملتے ہیں بڑی کثرت سے میں ملاقاتیں کرتا ہوں اور ہر قسم کے بچے مجھے ملتے ہیں۔بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اتنی زیادہ ملاقاتوں کی ضرورت کوئی نہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ بہت شدید ضرورت ہے جن نسلوں سے میرا براہ راست رابطہ ہو جائے ان کے اندر بہت نمایاں تبدیلی ہو جاتی ہے اور مجھے موقعہ ملتا ہے کہ میں دیکھوں اپنی آنکھوں سے اس بات کو جانچوں کہ جو کچھ میں کہتا جارہا ہوں اس پر عمل بھی ہو رہا ہے کہ نہیں۔میں اس بات کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی تین چار سال کی عمر کے بچے بھی اب دین سے گہرا تعلق رکھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ MTA نے بھی اس میں ایک بڑا کردار ادا کیا ہے ایسے بچے مجھے ملے ہیں کہ میں نے محبت سے ان کی پیشانیاں چومیں اتنے پیارے بچے ہیں۔چھوٹی چھوٹی عمریں اور اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور بڑی محبت سے ذکر کر رہے ہیں۔خدام الاحمدیہ کے ماتحت کیونکہ اطفال بھی ہیں اس لئے وہ اس عمر کے بچے،ضروری نہیں کہ براہ راست MTA سے ہی فائدہ اٹھا رہے ہوں...... مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ ان کی تربیت کے لئے جگہ جگہ اسکول کھولے جاچکے ہیں۔طوعی طور پر خدمت کرنے والوں نے اپنے نام پیش کئے ہوئے ہیں اور بڑی محنت سے ان کو نماز کے آداب بھی سکھائے جارہے ہیں۔نماز کا مضمون بھی یاد کرایا جارہا

ہے۔نماز کے تعلق میں جیسا کہ میں نے عرض کیا سب قسم کے لوازمات ان کو سکھائے جارہے ہیں۔ اس لئے یہ نسل ہے جو آج کی نسل کل کی راہنما بننے والی ہے اور ہم بڑے اطمینان کے ساتھ خدا کا شکر کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان لوگوں کا تقویٰ دکھا دیا ہے

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 613)

بچوں سے ادب سے پیش آؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، **الادب المفرد للبخاری** میں، آپ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا بھی حق ہے۔ اس حق کو نہ بھولیں آپ۔ آپ کے بچوں کا آپ پر گہرا حق ہے اور اس حق کو کیسے ادا کرنا ہے اس کا ذکر آگے میں بعض احادیث...... کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے، یہ ابن ماجہ ابواب الادب سے حدیث لی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔ بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آنا بھی ایک لازمی امر ہے۔ محض حکماً ان سے وہ کام کروانا جو آپ کے نزدیک ان کی دنیا کے لئے بہتر ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ بہت سے ایسے ماں باپ ہیں جو بچوں کے لئے سب کچھ کرتے ہیں لیکن ڈانٹتے اس وقت ہیں جب وہ دنیا سے روگردانی کر رہے ہوں۔ جب دین سے روگردانی کریں تو ہلکے منہ سے ان کو روکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آؤ یعنی ان کی اصلاح کرنی ہو تو نرمی اور پیار سے گفتگو کرو اور اچھی تربیت کرو اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث ہے حضرت ایوب بن موسیٰؓ کی، ترمذی ابواب البر سے لی گئی ہے۔ حضرت ایوبؓ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ اچھی تربیت کرے گا تو یہ

سب سے اعلیٰ تحفہ ہے جو دے سکتا ہے، نہ کہ اموال جمع کر کے ان کو یقین دلانا کہ میرے مرنے کے بعد تمہیں بہت دولت مل جائے گی۔ اس کو تحفوں میں شمار ہی نہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین تحفہ ہے جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے کہ اس کی اچھی تربیت کرے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 644-645)

بچوں کی پرورش رحم کے لحاظ سے ہو نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ملفوظات میں سے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ فرمایا ''ان کی پرورش''، یعنی بچوں کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے، نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے'' رحم کے حوالے سے کرے، اس سے کیا مراد ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا اے میرے اللہ! میرے ماں باپ پر رحم فرما جس طرح انہوں نے میری تربیت کی تھی بچپن میں۔ تو یہ رحم تربیت کا مرکزی حصہ ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شخص اپنے بچوں پر رحم کرے گا تو لازمی اس رحم کے نتیجے میں اسے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کردار سکھائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے دنیا کی کمائی اور ورثے کو شمار ہی نہیں فرمایا۔ فرمایا اس طرح رحم کرو جیسے تم خدا کے حضور یہ کہہ سکو کہ اے اللہ میرے ماں باپ پر بھی رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا تھا۔ اگر انہوں نے دین سے ہٹایا ہوتا تو یہ دعا ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ میرے ماں باپ پر اس طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا تھا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 645)

اصلاح کا وعدہ قول سدید سے وابستہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

پس قول سدید کا تجربہ گھروں سے شروع ہونا چاہئے۔ تمام وہ اولادیں جو رفتہ رفتہ بگڑ کر دور چلی جاتی ہیں بچپن میں ان سے قول سدید سے کام نہیں لیا جاتا۔ بارہا میں نے ماؤں کو توجہ دلائی ہے اور

اب پھر میں دوبارہ متوجہ کرتا ہوں، باپ بھی مخاطب ہیں مگر بالعموم مائیں جن کا روزمرہ بچوں سے واسطہ ہوتا ہے اکثر وہ بچوں کو گلے سے اتارنے کے لئے کوئی جھوٹا وعدہ کر دیتی ہیں اور جب وہ پورا نہیں کرتیں تو یہ قول سدید کے خلاف ہے اور قول سدید کے نہ ہونے کے نتیجے میں اصلاح ہو ہی نہیں سکتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اصلاح کا وعدہ قول سدید سے وابستہ فرمادیا ہے تو ظاہر ہے کہ قول سدید نہیں ہوگا تو اصلاح نہیں ہوگی یہ دو باتیں قول سدید اور اصلاح لازم وملزوم ہیں۔ اگر ایک نہیں ہوتی تو دوسری بھی نہیں ہوگی اور یہ نکتہ اکثر لوگ اپنے بچوں کی تربیت میں بھلا دیتے ہیں بچوں سے جو بات کہو صاف اور سیدھی کہو اس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ اول تو تمہاری زیادہ توقیر کریں گے کیونکہ جو شخص اپنے وعدے کا پکا ہو اور صاف کھری بات کہنے والا ہو ہمیشہ اس کے لئے دلوں میں عزت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک ایسا طبعی نتیجہ ہے جسے نظرانداز کیا ہی نہیں جا سکتا...... پس اپنے گھروں میں یہ تجربہ تو کر کے دیکھو۔ اپنے بچوں سے کھری بات کہو اور دیکھو کہ ان کے دلوں میں دن بدن عمر کے ساتھ ساتھ تمہاری عزت بڑھے گی اور اگر یہ نہیں کرو گے تو پھر اولاد ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ آج تک میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اپنے بچوں سے دھوکے کی باتیں کرتا ہو اور بچے پھر ان کی کوئی عزت کرتے رہیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 662-663)

بچوں سے وعدہ خلافی نہ کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

سب سے پہلے تو بچوں سے وعدہ کرو تو اس میں وعدہ خلافی نہ کرو جو بچوں سے وعدہ خلافی کرے گا وہ باہر بھی وعدہ خلافی کرے گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ بچے جو اپنے سب سے پیارے ہوں اور عزیز ہوں ان سے تو آدمی وعدہ خلافی کرتا رہے اور باہر کے وعدے پورے کرے، یہ ناممکن ہے، فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ تو آنحضورﷺ نے منافق کی یہ علامتیں بیان فرمائیں ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ہوش مند شخص جانتے بوجھتے ہوئے منافقت کی راہ اپنے لئے پسند کرے...... ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی جیب میں روڑے بھرے ہوئے تھے...... وہ اس لئے

تھے کہ اپنے ایک بچے سے، جو روڑوں سے کھیلتا اور شور مچا رہا تھا، آپ نے کہا یہ روڑے مجھے دے دو اور باہر جا کر کھیلو۔ جب واپس آؤ گے میں تمہیں دے دوں گا۔ وہ روڑے جیب میں ڈال لئے تا کہ ان میں سے کوئی بھی ضائع نہ ہو۔ جب وہ بچہ واپس آیا تو وہ روڑے اس کے سپرد کر دیئے۔ اب دیکھنے میں ایک بہت چھوٹی بات ہے مگر چھوٹی باتوں ہی سے عظیم باتیں پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اگر کسی کو اتنا خیال ہے اپنے بچے سے سچا وعدہ کرنے کا کہ اس کے روڑے سنبھالتا پھرتا ہے تو اندازہ کریں کہ باہر کی دنیا میں اس کا کیا حال ہوگا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سچائی کی بے شمار دلیلیں ہیں مگر یہ ایک دلیل بھی ہوش مند کے لئے کافی ہونی چاہئے۔ جو وعدوں کا اتنا سچا ہو وہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں بیان کرنے اور دنیا سے وعدے کرنے میں کتنا سچا نہیں ہوگا۔ پس اسی کو اپنا وطیرہ بنائیں اور اپنے بچوں کو خواہ مخواہ جھوٹے لارے نہ دیا کریں۔ اپنے گھر میں میں نے بچپن سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات کی تاکید رکھی۔ ماؤں کی عادت ہوتی ہے میری بیگم مرحومہ بھی، بے خیالی میں لوگ سمجھتے نہیں کہ جھوٹ ہے، بے خیالی میں بچوں سے وعدے کر دیا کرتی تھیں کہ تمہیں یہ دے دوں گی، فلاں چیز دے دوں گی اور جب مجھے یہ پتہ چلتا میں وہ ضرور حاصل کر لیا کرتا تھا۔ یہ بھی ایک سمجھانے کا طریقہ تھا۔ بجائے اس کے کہ ان کو کہوں کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے، سختی کرتا، ان کو سمجھانے کا یہ طریق تھا کہ وہ چیز حاصل کر کے مہیا کر دیتا تھا تا کہ جب بچے واپس آئیں تو ان کے لئے موجود ہو۔ تو تربیت کے مختلف رنگ ڈھنگ ہوتے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 664-665)

مسواک کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے جو ہم پر احسانات فرمائے ہیں ان کا تو شمار ممکن ہی نہیں ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں چھوٹی چھوٹی نصیحت آپ نے پیچھے چھوڑ دی جس سے انسانی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ کئی لوگ دانتوں کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ آجکل کے جدید ترین ڈاکٹر بھی ان کا کوئی مؤثر

علاج نہیں کر سکتے۔ جو گل گئے دانت گل گئے۔ لیکن حضرت رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت تھی اور اسی کی نصیحت فرماتے تھے کہ ہر نماز سے پہلے اچھی طرح مسواک کرو۔ اگر پانچ وقت کسی کو دانت صاف کرنے کی عادت ہو اور بچوں کو بھی جو آپ ضرور سکھاتے ہیں کہ یہ عادت ڈال دیں تو کیسے ممکن ہے کہ عمر کے کسی حصے میں بھی ان کے دانت خراب ہو جائیں۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 666)

بچوں سے عزت کا سلوک کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

جو اپنے بچوں سے شروع سے ہی عزت کے ساتھ پیش آتے ہیں ان کے بچے بھی بڑے ہو کر ان کی بھی عزت کرتے ہیں اور باہر دوسروں کی بھی عزت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ آگے نسلاً بعد نسلٍ چلتا رہتا ہے۔ اس لئے بچوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے وجہ جھڑکنا نہیں چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے عزت کا سلوک کیا کرو...... حضرت ایوبؓ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھی تربیت سے بڑھ کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی)...... حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ...... ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ اب اس میں بچوں پر جو حق ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا اس کا بھی ذکر اکٹھا مل گیا ہے۔ تو اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے (اَلْاَدَبُ الْمُفْرَدُ لِلْبُخَارِی) ...... حضرت عمرو بن شعیبؓ کے دادا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو۔ پھر دس سال تک انہیں اس پر سختی سے کاربند کرو نیز ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔ (سنن ابی داؤد)

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 691-692)

بچوں کے لئے سب سے بڑا تحفہ نماز ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

نماز تو انسانی زندگی کی جان ہے نماز نہ ہو تو کچھ بھی رشتہ خدا سے باقی نہیں رہتا۔ یہ اسلام کا سب سے بڑا تحفہ ہے جو بچوں اور بنی نوع انسان کو پیش کیا گیا ہے پانچ وقتہ نماز۔ تو اس کی عادت ڈالنے کے لئے بھی بچپن سے تربیت کی ضرورت پڑتی ہے۔ اچانک بچوں میں یہ عادت نہیں پڑا کرتی۔ اس کا طریقہ آنحضرت ﷺ نے یہ سمجھایا ہے کہ سات سال کی عمر سے اس کو ساتھ نماز پڑھانا شروع کرو اور پیار سے ایسا کرو۔ کوئی سختی کرنے کی ضرورت نہیں، کوئی مارنے کی ضرورت نہیں، محبت اور پیار سے اس کو پڑھاؤ، اس کو عادت پڑ جاتی ہے۔ دراصل جو ماں باپ نمازیں پڑھنے والے ہوں ان کے سات سال سے چھوٹی عمر کے بچے بھی نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ ہم نے تو گھروں میں دیکھا ہے اپنے نواسوں وغیرہ کو بالکل چھوٹی عمر کے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سال کی عمر کے ساتھ آ کے تو نیت کر لیتے ہیں اور نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اس لئے ان کو اچھا لگتا ہے دیکھنے میں، خدا کے حضور اٹھنا بیٹھنا، جھکنا ان کو پیارا لگتا ہے اور وہ ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ نماز نہیں محض ایک نقل ہے جو اچھی نقل ہے۔ لیکن جب سات سال کی عمر تک بچہ پہنچ جائے تو پھر اس کو باقاعدہ نماز کی تربیت دو۔ اس کو بتاؤ کہ وضو کرنا ہے، اس طرح کھڑے ہونا ہے، قیام وقعود، سجدہ وغیرہ سب اس کو سمجھاؤ۔ اس کے بعد وہ بچہ اگر دس سال کی عمر تک، پیار و محبت سے سیکھتا رہے، پھر دس اور بارہ کے درمیان اس پر کچھ سختی بے شک کرو۔ کیونکہ وہ کھلنڈری عمر ایسی ہے کہ اس میں کچھ معمولی سزا، کچھ سخت الفاظ کہنا یہ ضروری ہوا کرتا ہے بچوں کی تربیت کے لئے۔ تو جب وہ بلوغ کو پہنچ جائے، بارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے پھر اس پر کوئی سختی کی اجازت نہیں۔ پھر اس کا معاملہ اور اللہ کا معاملہ ہے اور جیسا چاہے وہ اس کے ساتھ سلوک فرمائے۔ تو انسانی تربیت کا دائرہ یہ سات سال سے لیکر بلکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پہلے سے بھی شروع ہو جاتا ہے، بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک پھیلا ہوا ہے اس کے

بعد بھی تربیت تو جاری رہتی ہے مگر وہ اور رنگ ہے۔انسان اپنی اولاد کا ذمہ دار بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک ہے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 692-693)

کھانے کے آداب بھی بچپن سے ہی سکھائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

یہ بچے کا حق ہے ماں باپ کے اوپر کہ اس کو ایک تو یہ سکھایا جائے کہ جو سامنے ہے وہی کھائے اور ہر طرف کھانے میں ہاتھ نہ مارتا پھرے اور دوسرے ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔یہ بسم اللہ کی عادت بھی اگر بچپن میں نہ ڈالی جائے تو پھر بعد میں پڑنی بہت مشکل ہے اس لئے بچپن ہی سے بسم اللہ کی عادت ڈالنا یہ بہت ضروری ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 693)

بچوں کو چومنا اور بچوں کو پیار دینا سنت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

بچوں کو چومنا اور بچوں کو پیار دینا یہ سنت ہے مگر اتنا پیار نہیں دینا چاہئے کہ وہ ان کے لئے وبال جان بن جائے اور اسی طرح جب اپنے بچوں پر پیار آتا ہے تو دوسرے بچوں پر پیار آنا چاہئے۔یہ محض ناجائز خیال ہے کہ اپنے بچوں کو تو پیار کرو، دوسروں کو نہ کرو۔بچہ معصوم خود پیار چاہتا ہے اور آنحضرت ﷺ اپنے بچوں کو بھی پیار دیتے تھے اور دوسرے بچوں کو بھی پیار دیا کرتے تھے اور بچپن سے پیار دینا بھی بچوں کی تربیت کے لئے بڑا ضروری ہے......حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس سے رحم کا سلوک کرتے ہو؟ اس پر اس نے جواب دیا، جی حضور۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تم پر اس سے بہت زیادہ رحم کرے گا جتنا تم اس بچے پر کر رہے ہو۔وہ خدا ارحم الراحمین ہے اللہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم

کرنے والا ہے۔(اَلْاَدَبُ الْمُفْرَدُ لِلْبُخَارِی) ایک اور روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہے کہ......فاطمہؓ جب کبھی حضورﷺ سے ملنے آتیں تو حضورﷺ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے ،ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے ،اپنے بیٹھنے کی جگہ پر ان کو بٹھاتے ۔اسی طرح جب حضورﷺ ملنے کے لئے حضرت فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں۔حضورﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر حضورﷺ کو بٹھاتیں۔(سنن ابی داؤد)......حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک غریب عورت میرے پاس آئی جس نے اپنی دو بچیاں اٹھا رکھی تھیں۔میں نے ان کو تین کھجوریں دیں۔اس نے دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور کھانے کے لئے اپنے منہ میں ڈالنے لگی لیکن یہ کھجور بھی اس کی بیٹیوں نے مانگ لی۔اس پر اس نے کھجور کے، جسے وہ کھانا چاہتی تھی ،دو حصے کئے اور دونوں کو ایک ایک حصہ دے دیا۔مجھے اس کی یہ ادا بہت پسند آئی اور میں نے اس کا ذکر آنحضرتﷺ سے کیا تو آپﷺ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی۔یا یہ فرمایا کہ اس (شفقت) کی وجہ سے اسے آگ سے آزاد کر دیا۔(بخاری) تو بچوں سے پیار کرنا یہ محض اپنے قلبی جذبات کا اظہار ہی نہیں بلکہ اللہ کو بچے اتنے پیارے ہیں کہ ان سے پیار بھی اللہ کو پیارا لگتا ہے۔اب ماں نے اپنے طبعی جذبے سے ان بچیوں کے لئے قربانی دی لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آئی اور جیسا کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا ہے ایسی ماؤں پر جو بچپن سے بچوں سے محبت کا سلوک کرتی ہیں ان پر جہنم حرام کر دی جاتی ہے۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 694-695)

تربیت کا پیارا انداز

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ابو رافع بن عمرو الغفاری کے چچا سے مروی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میں ابھی بچہ ہی تھا تو انصار کی کھجوروں پر پتھر مار مار کر پھل گرایا کرتا تھا۔آنحضرتﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یہاں ایک لڑکا ہے جو ہماری کھجوروں کو پتھر مارتا ہے اور پھل گراتا ہے۔چنانچہ مجھے آنحضرتﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپﷺ نے پوچھا ''اے لڑکے تو کیوں کھجوروں کو پتھر

مارتا ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ'' تا کہ میں کھجوریں کھا سکوں'' فرمایا'' آئندہ کھجور کے درخت کو پتھر نہ مارنا۔ ہاں جو پھل گر جائے اسے کھا لیا کر۔'' پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور دعا دی کہ'' اَللّٰھُمَّ اَشْبِعْ بَطْنَہٗ'' اے اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔ (مسند احمد بن حنبلؒ) اس روایت میں کئی ایسی باتیں ہیں جو ہمارے لئے نصیحت ہیں۔ ایک تو یہ کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس بچے کو خود پکڑ کر مارا نہیں۔ یہ بھی ایک بہت ہی ضروری عادت ہے۔ کیونکہ اگر دوسرے کے بچے کو پکڑ کر مارا جائے تو اس سے بہت خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بہت بڑے فسادات کی جڑ یہ بیماری ہے۔ کسی بچے کو شرارت کرتے دیکھا تو بجائے اس کے کہ اس کے ماں باپ تک بات پہنچائیں، اس وقت پیار سے روک دیں خود ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بڑے بڑے فسادات برپا ہو جاتے ہیں۔ تو صحابہؓ کی یہ عادت نہیں تھی۔ جانتے تھے کہ کون بچہ ہے، لیکن اس کی شکایت آنحضرت ﷺ کے پاس کی اور حضور اکرم ﷺ نے بھی بڑے پیار سے اس سے پوچھا تو اس کے اس جواب پر کہ میں کھجوریں کھا سکوں اس لئے کرتا ہوں، آپ نے فرمایا پتھر نہ مارو۔ جو خود بخود نیچے گر جائے اس کو کھا لیا کرو۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 695-696)

اولاد کی تربیت سے لامتناہی سلسلہ صدقات کا شروع ہو جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

حضرت جابر بن سمرہ کی ترمذی کِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَۃِ میں یہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا صدقہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔ صدقہ دینا تو بہت اچھا ہے مگر اولاد کی تربیت سے لامتناہی سلسلہ صدقات کا شروع ہو جاتا ہے۔ اچھی تربیت والی اولاد جو آئندہ کے لئے نیکی کا موجب بنتی ہے وہ صدقہ دیتی ہے اور اس کی اولاد آگے اولاد اور یہ محبت کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا ہے۔ پس یہ معنی ہیں کہ ایک صدقہ تم دے دو وہ تو وہیں رک جائے گا مگر اولاد کی تربیت اچھی کرو گے تو اولاد تمہارے لئے ایک صدقہ جاریہ ثابت ہو گی...... حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ

نے فرمایا: جس کی ایک بیٹی ہو پھر وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، نہ ہی اس کی تذلیل کرے اور اپنے (دیگر) بچوں کو یعنی لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (سنن ابوداؤد)

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 697)

بدتربیت روحانی معنوں میں زندہ درگور کردینا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

زندہ درگور کا تو اب وقت نہیں رہا مگر زندہ درگور روحانی معنوں میں لوگ کردیا کرتے ہیں۔ اپنی بچیوں کی بدتربیت کے ذریعہ یا ان کی تربیت سے غافل رہنے کی وجہ سے عملاً ان کو زندہ درگور ہی کر دیتے ہیں۔ پس یہ حدیث بھی پرانے زمانہ پر صرف اطلاق نہیں پاتی اس زمانہ پر بھی اطلاق پا رہی ہے۔ ''وہ نہ ہی اس کی تذلیل کرے'' بہت سی بچیاں شکایت کرتی ہیں کہ ہمارے ماں باپ بڑی ذلت سے ہم سے سلوک کرتے ہیں۔ حقیر جانتے ہیں اور وہ اس کی وجہ سے نفسیاتی مریضہ بن جاتی ہیں اور عمر بھر ان کو یہ روگ لگ جاتا ہے۔ تو ماں باپ کو اپنے بچوں سے بھی بہت پیار کا سلوک کرنا چاہئے۔ بعض دفعہ اگر کسی کے بیٹیاں ہی ہوں اور بیٹا نہ ہو تو جو بدخلق والا ہے وہ بیوی کو بھی طعنے دیتا رہتا ہے اور بچی کو بھی۔ تو یہ بہت ہی گندی رسمیں ہیں جو بدبختی سے ہمارے ملک میں بہت پائی جاتی ہیں..... تو آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت پر خوب غور کریں کہ نہ ہی اس کی تذلیل کرے اور اگر لڑکے ہوں تو لڑکیوں کو اس پر ترجیح نہ دے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمادے گا۔

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 697)

بچیوں کے بارہ میں والد کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ جائیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اکٹھے آئیں گے۔ (اس پر) حضور ﷺ نے اپنی انگلیوں کو باہم بھینچ کر دکھایا کہ اس طرح اکٹھے ہونگے۔ اب یہاں دو ہوں یا چار ہوں، یہ بحث نہیں مگر دو کی تربیت میں

ایک کی تربیت کے علاوہ کیا بات ہے۔ جب دو کا ذکر فرمایا گیا یا دو سے زیادہ ہوں تو مطلب یہ ہے کہ دو بچیاں ایک دوسرے سے نمونہ پکڑتی ہیں اور اگر بڑی بچی کی اچھی تربیت ہو تو دوسری کی بھی ساتھ ہی صحیح تربیت ہو جاتی ہے اور دونوں کی تربیت پر ماں باپ کو متوجہ ہونا چاہئے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو چونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی بچیوں کی تربیت بہت پیار سے کرتے تھے اور بہت اچھی تربیت کرتے تھے تو گویا آپ ﷺ کا اسوہ انہوں نے اپنا لیا۔ اس پہلو سے فرمایا ہے کہ جنت میں میں اور وہ اس طرح دو جڑی ہوئی انگلیوں کی طرح ہوں گے...... یہ روایت سراقہ بن مالکؓ کی...... ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین صدقہ کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ تمہاری مطلقہ یا بیوہ بیٹی جس کا تمہارے سوا اور کوئی کمانے والا نہ ہو اس کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔ (ابن ماجہ) اب یہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی نصیحت ہے۔ کئی لوگ اپنی مطلقہ یا بیوہ بیٹیوں کا خیال نہیں کرتے مگر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ تمہارے صدقہ یعنی تمہاری طرف سے حسن و احسان کی محتاج ہیں اور حقدار ہیں۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔

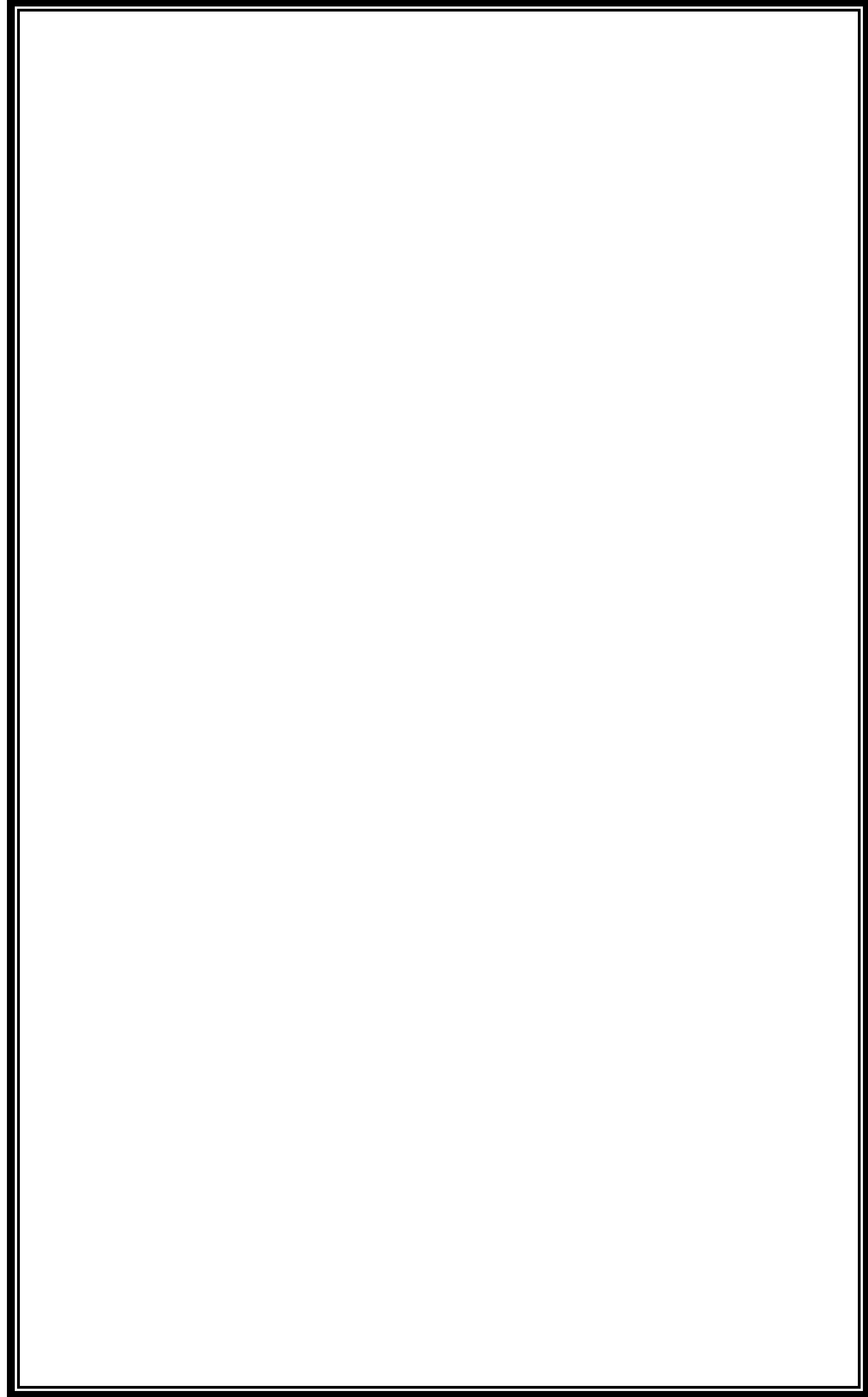
(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 698)

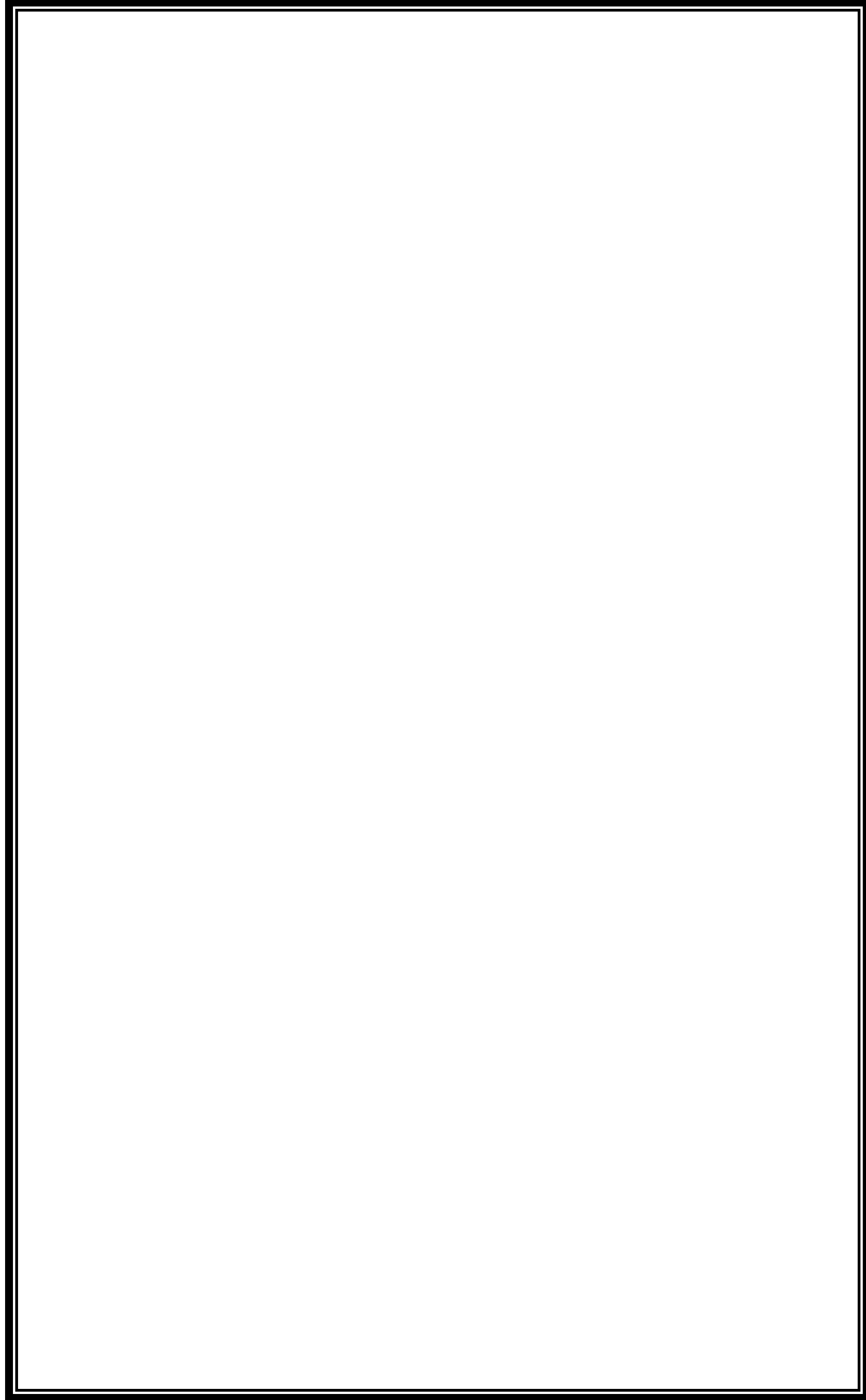
بچوں کو نرمی کے ساتھ شرارتوں سے منع کرنا چاہئے

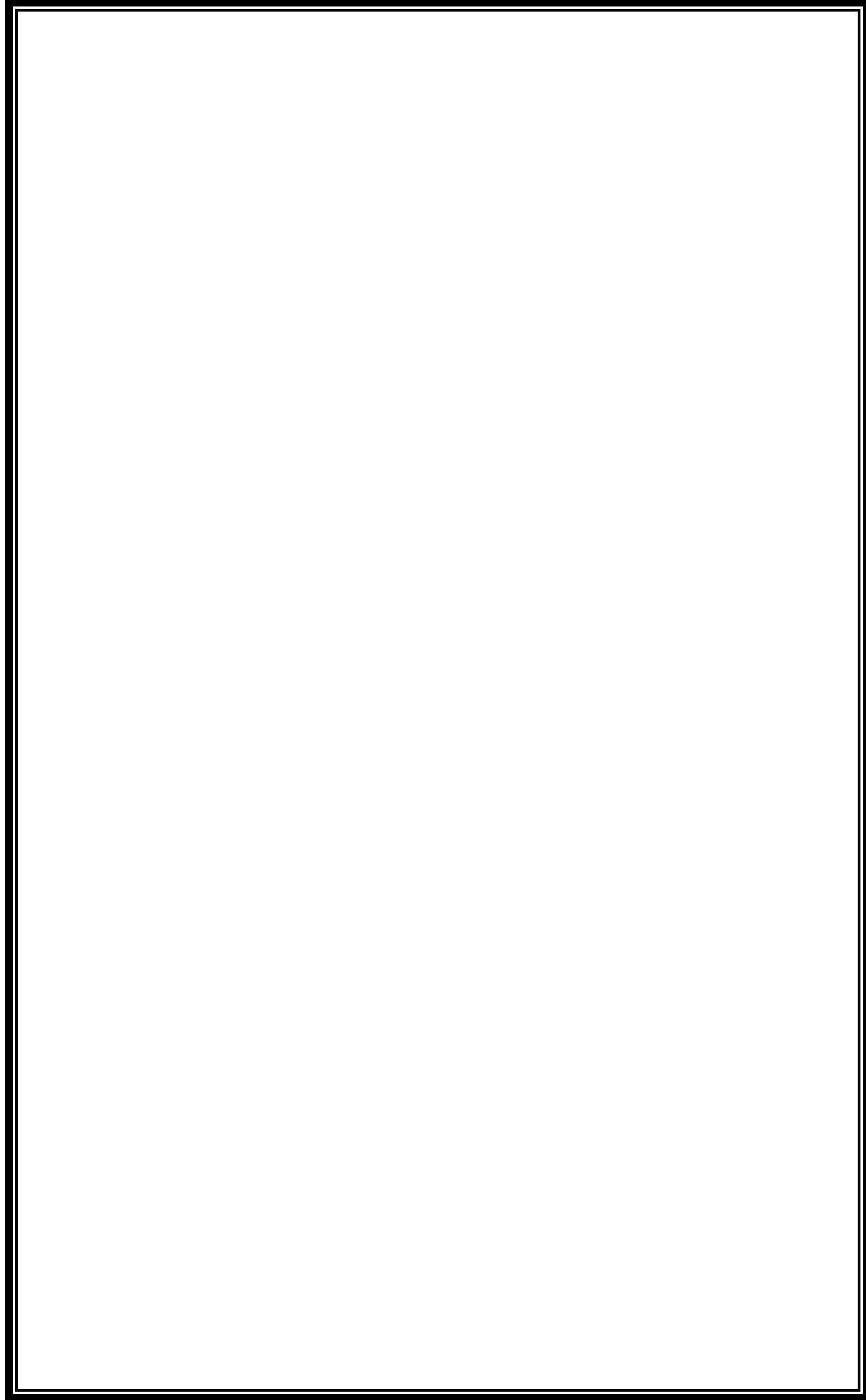
حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

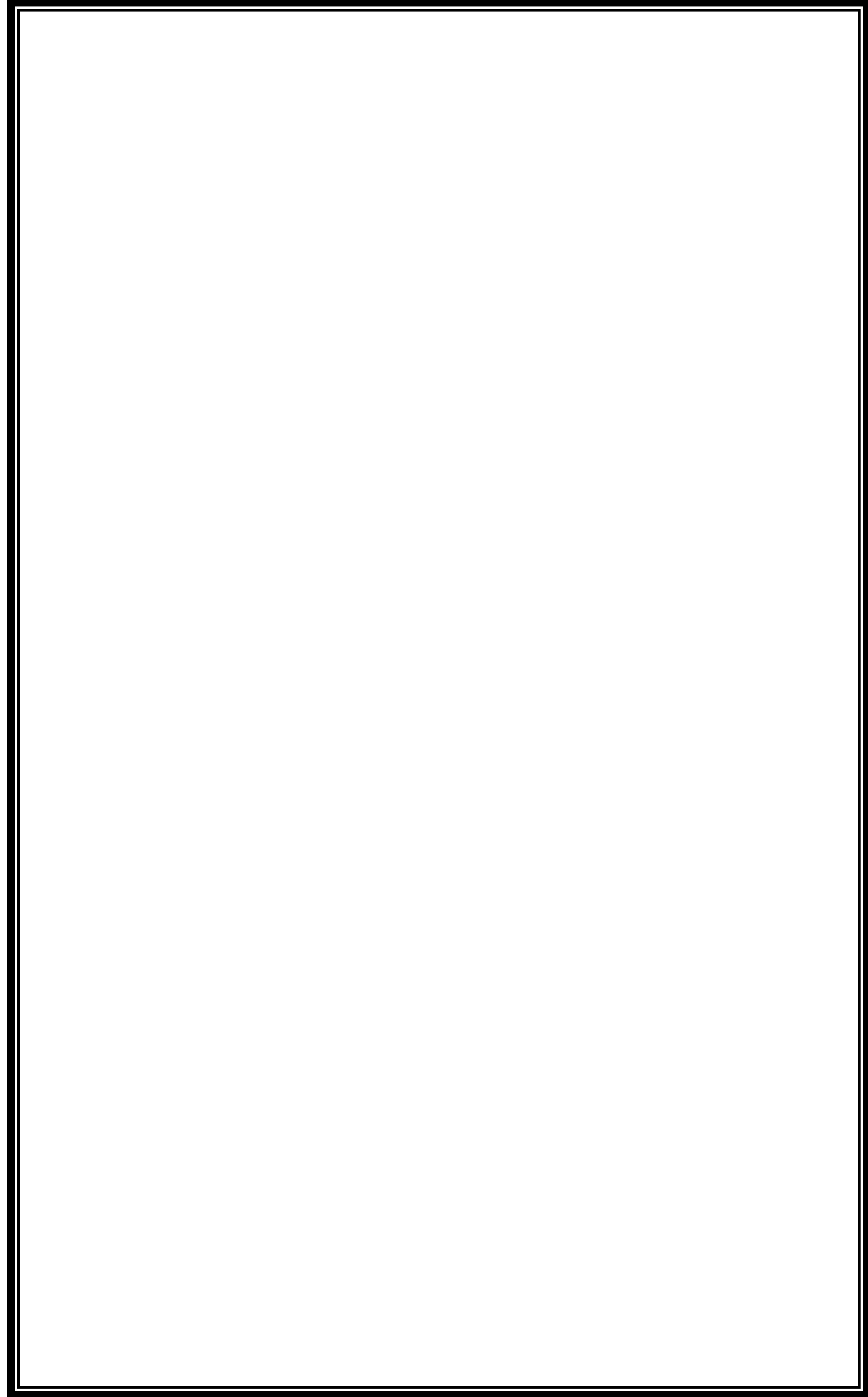
نرمی کے ساتھ اپنے گھر میں بچوں کی شرارتوں سے ٹوکنا ایک ایسی عادت ہے کہ اس کے نتیجے میں بچے پھر دوسروں کے گھروں میں بھی جا کر شرارتیں نہیں کرتے۔ لیکن بعض ماں باپ عجیب خصلت رکھتے ہیں۔ اپنے گھر میں اپنی چیزوں کے نقصان پر تو ان کو بہت غصہ چڑھتا ہے اور وہ بچوں سے بہت سختی کرتے ہیں۔ مگر وہی بچے جب دوسرے کے گھر جائیں تو انکی قیمتی چیزیں بھی توڑ پھوڑ کر پھینک دیں تو ان کو روکتے نہیں۔ ایسے ماں باپ کو چاہئے ہی نہیں کہ بچوں کو لے کے دوسروں کے گھروں میں جائیں اور اگر جائیں تو ان کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھا کر رکھیں۔

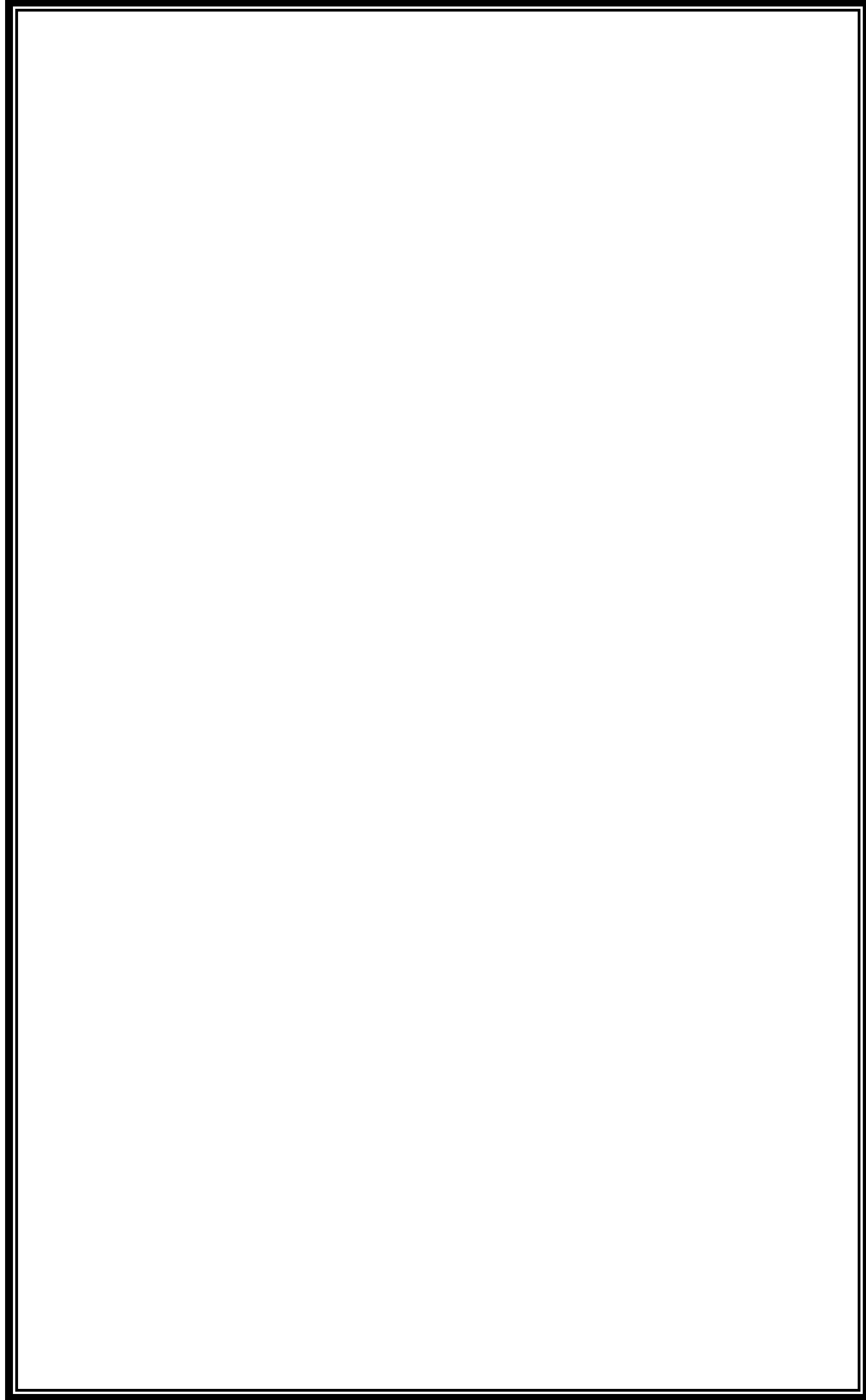
(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 705)

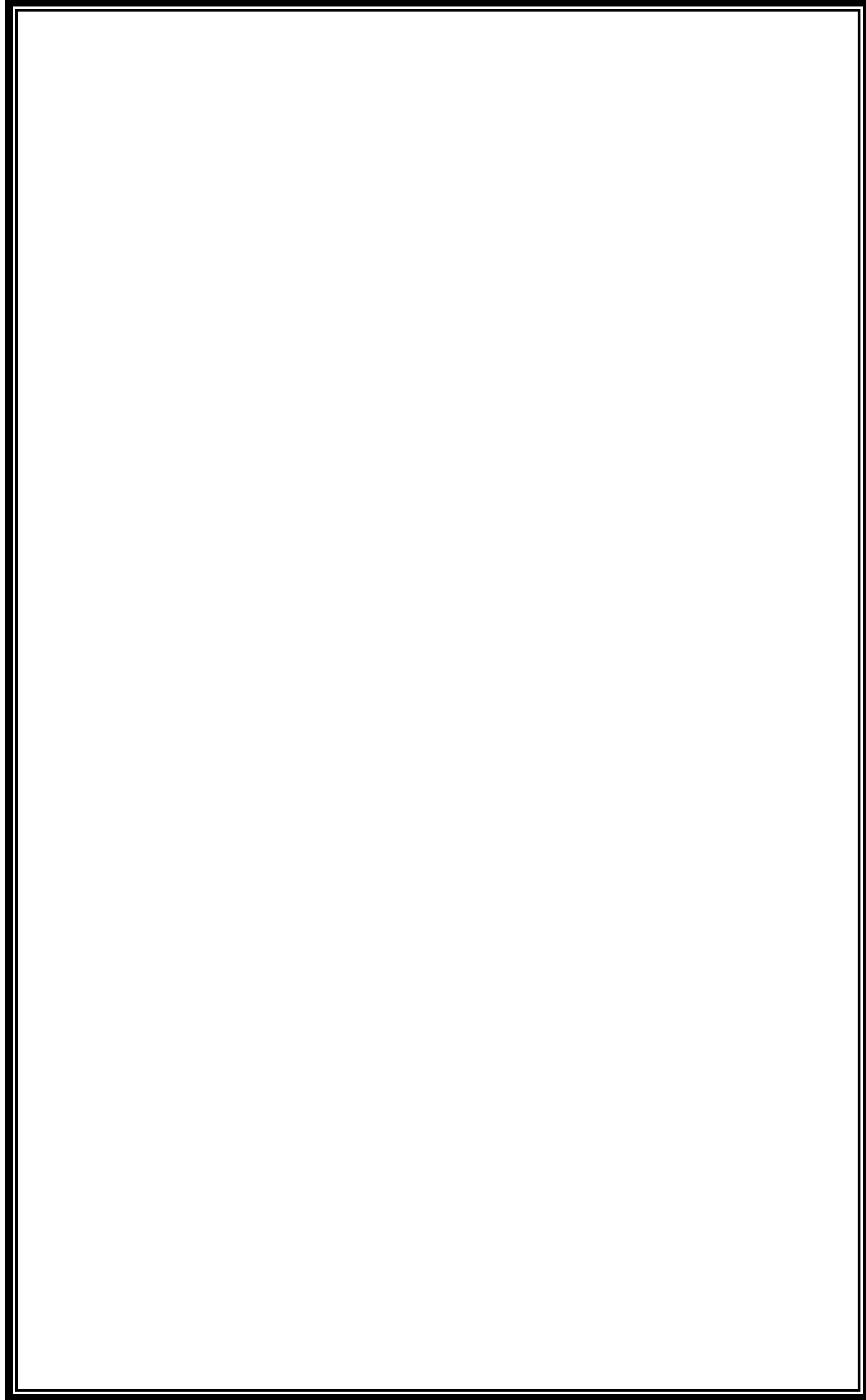


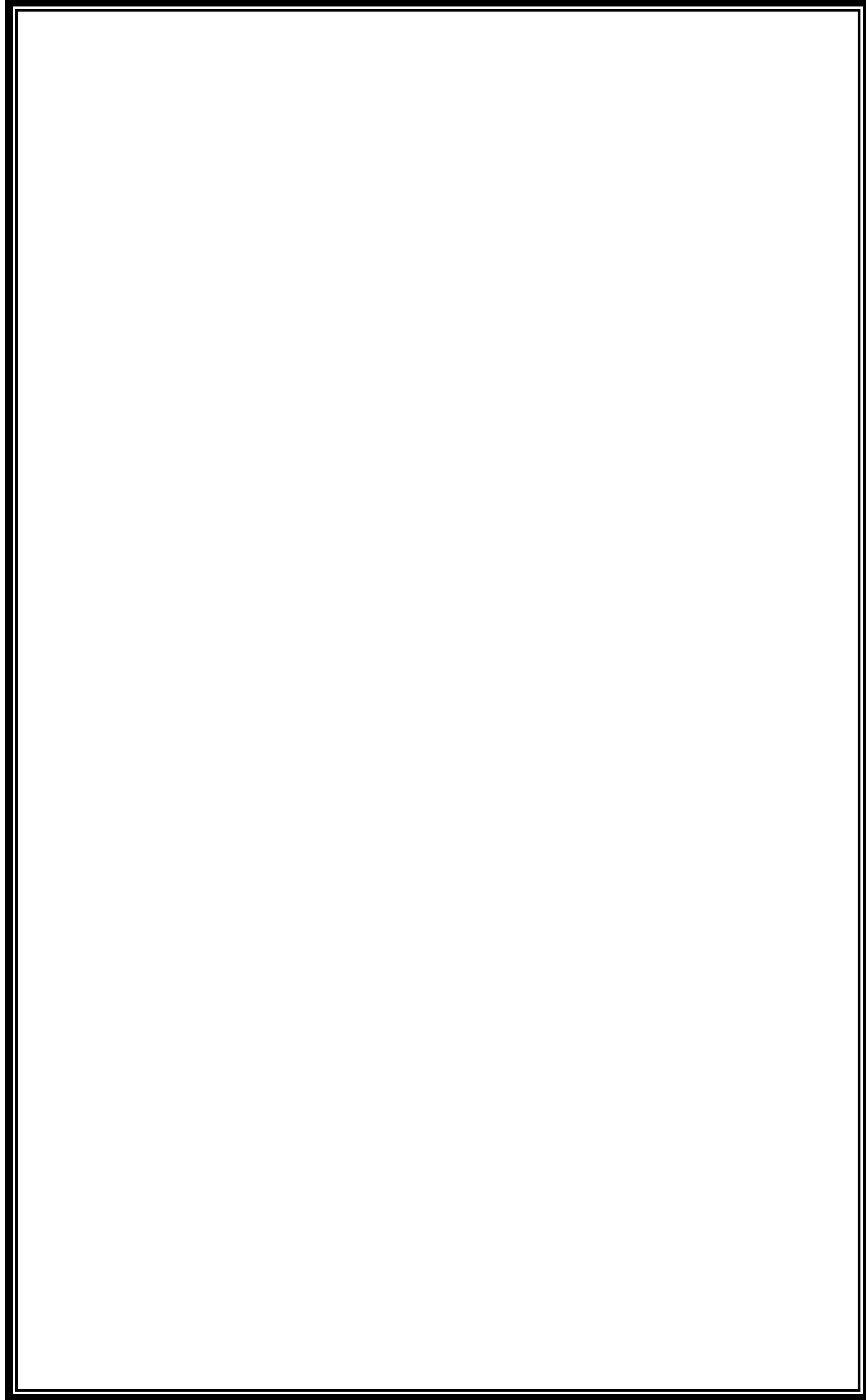


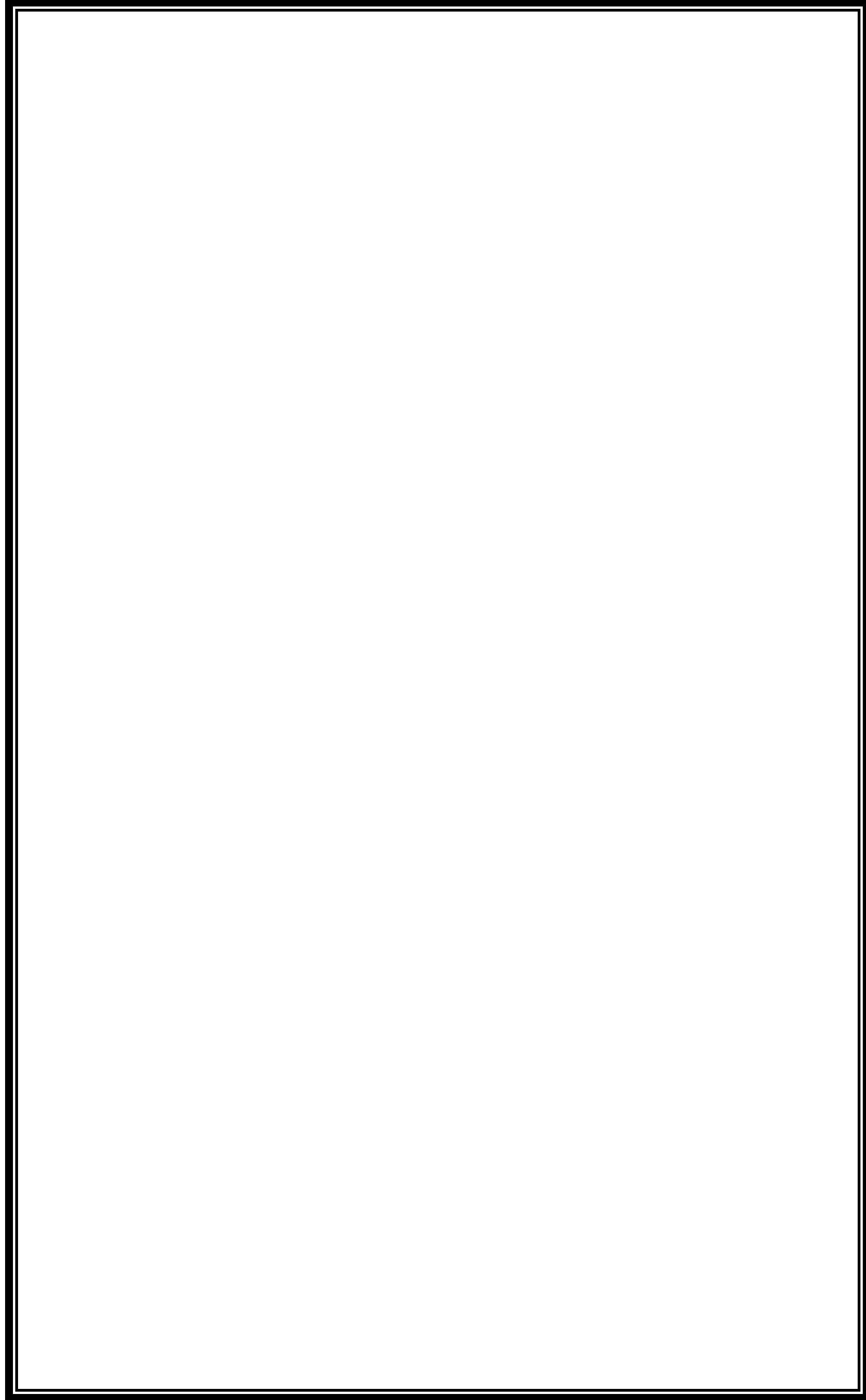


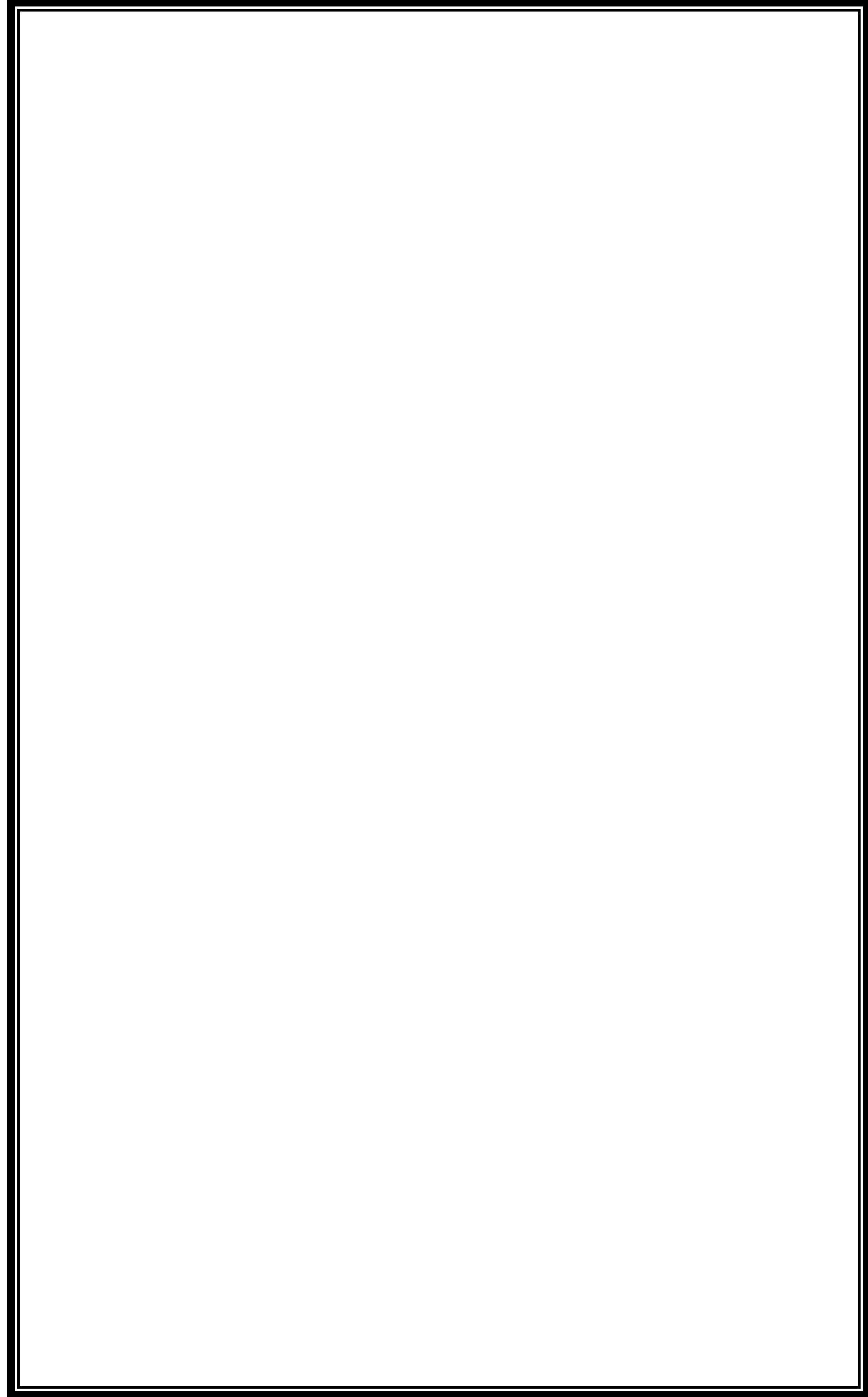


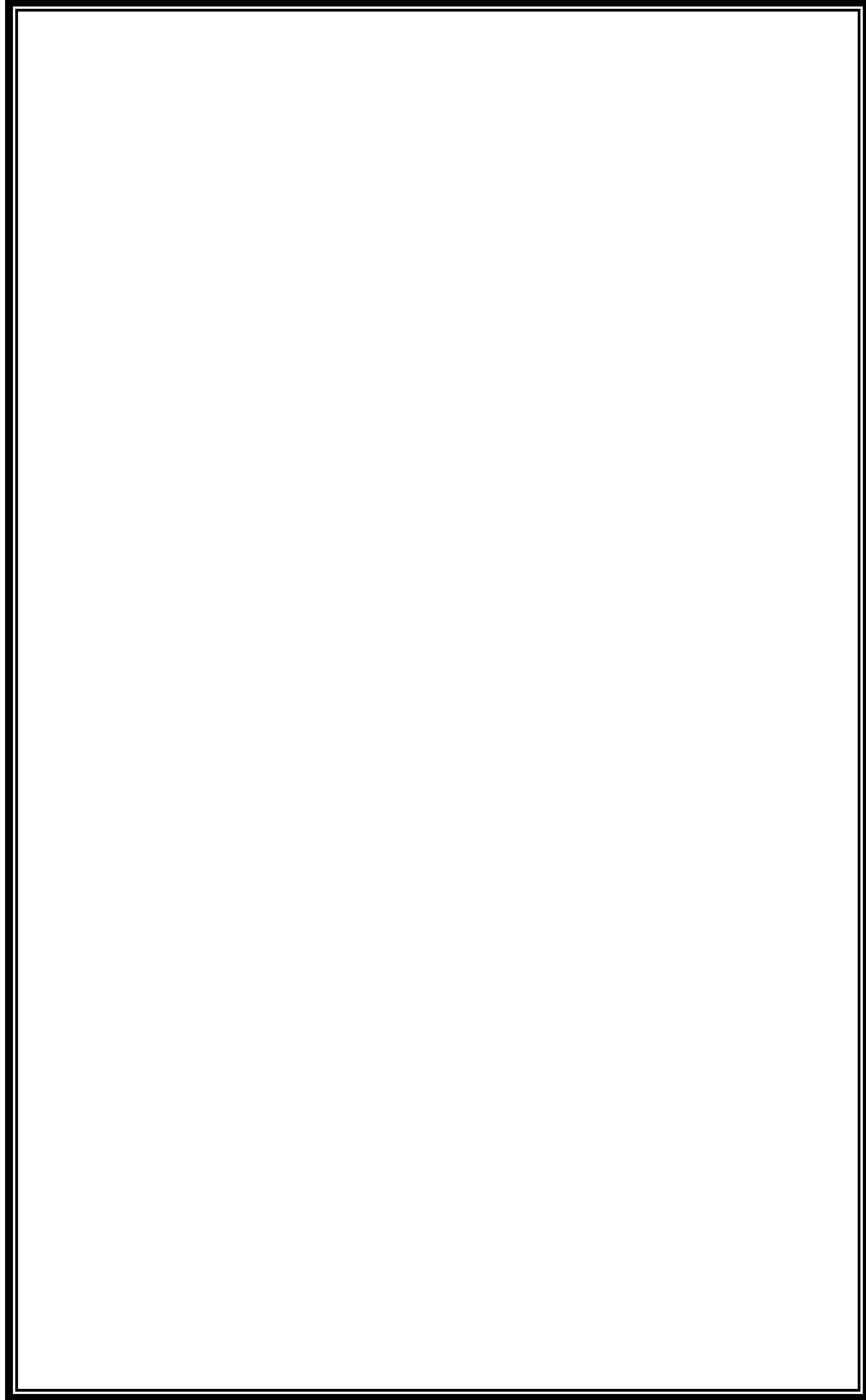


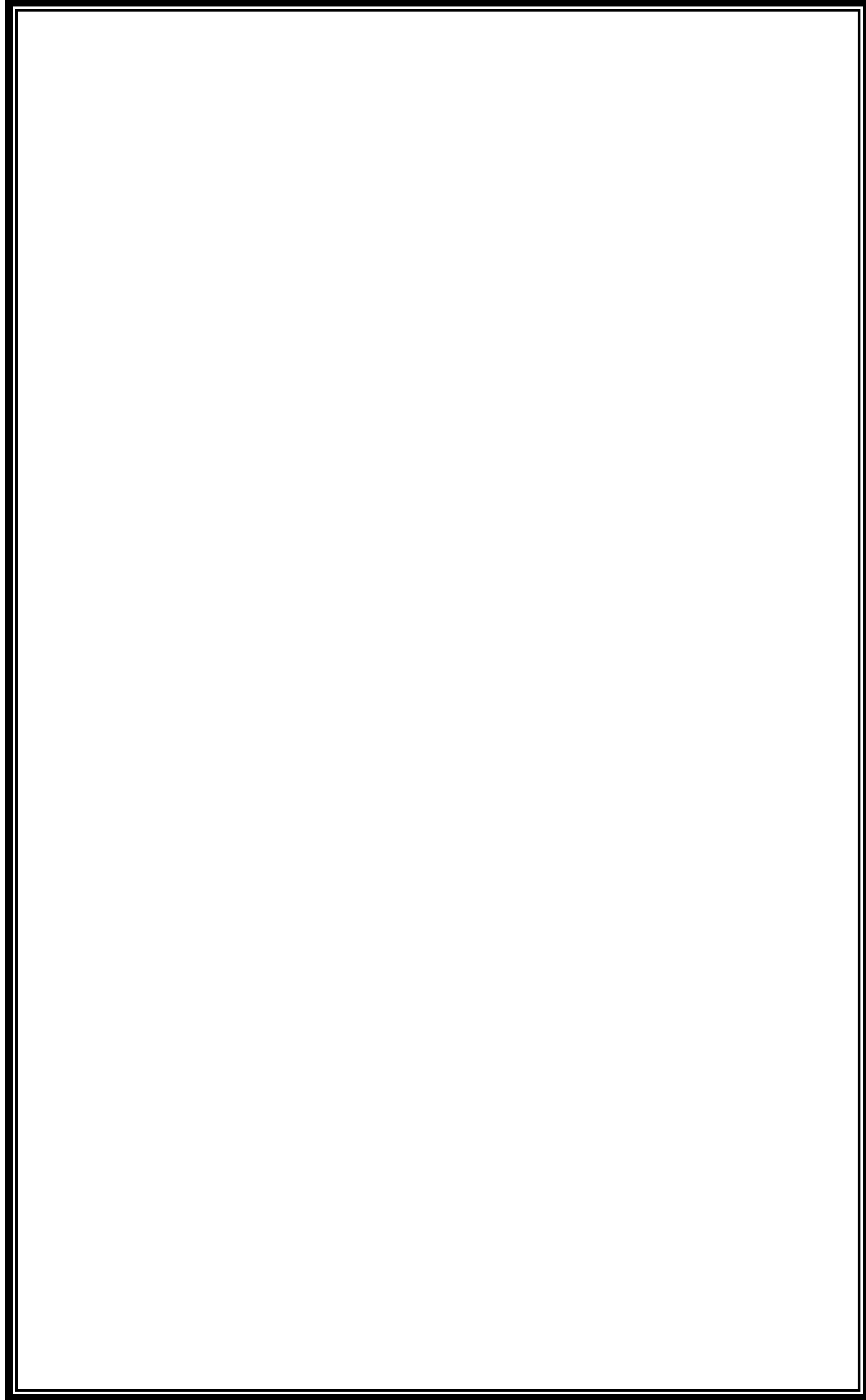


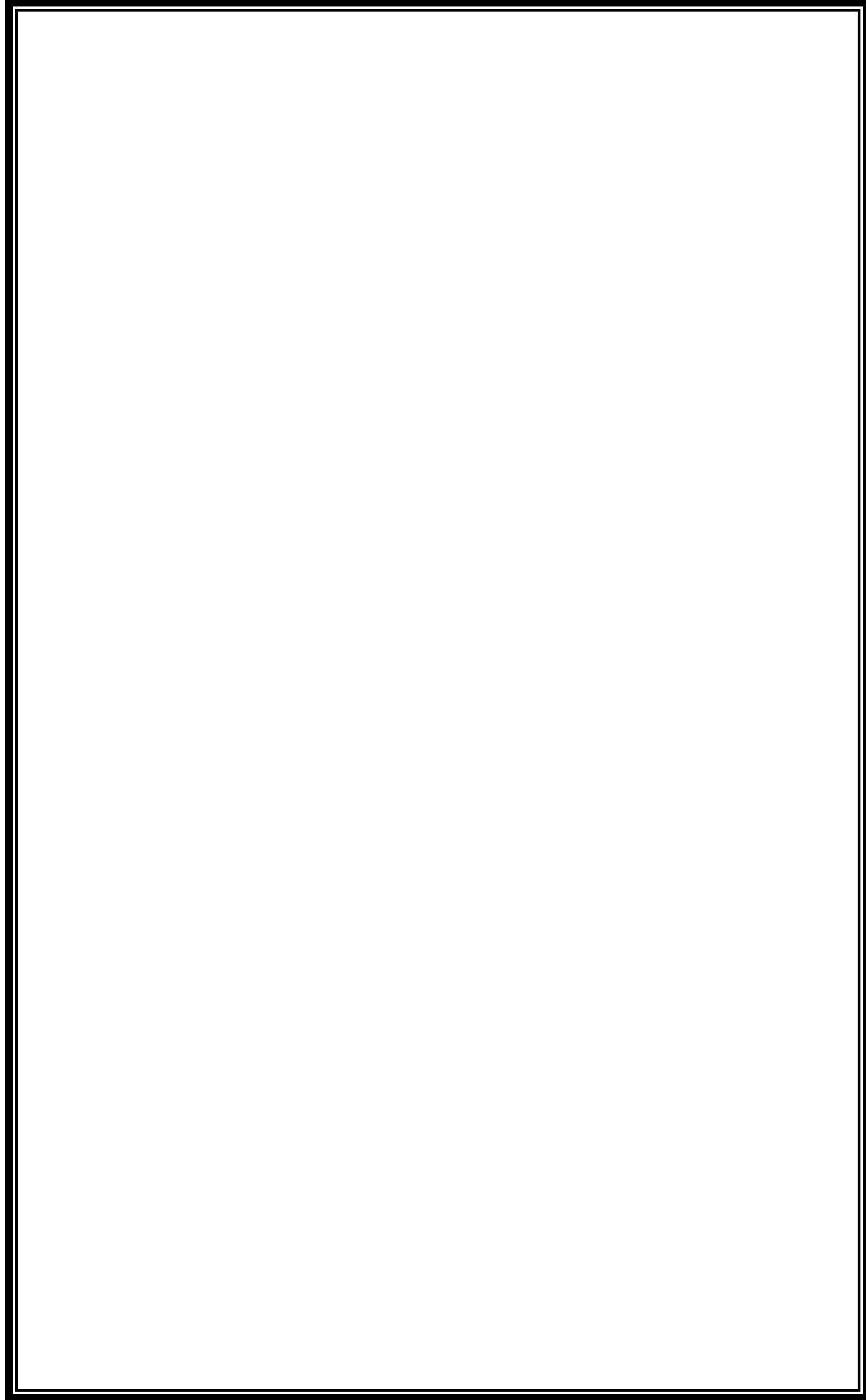


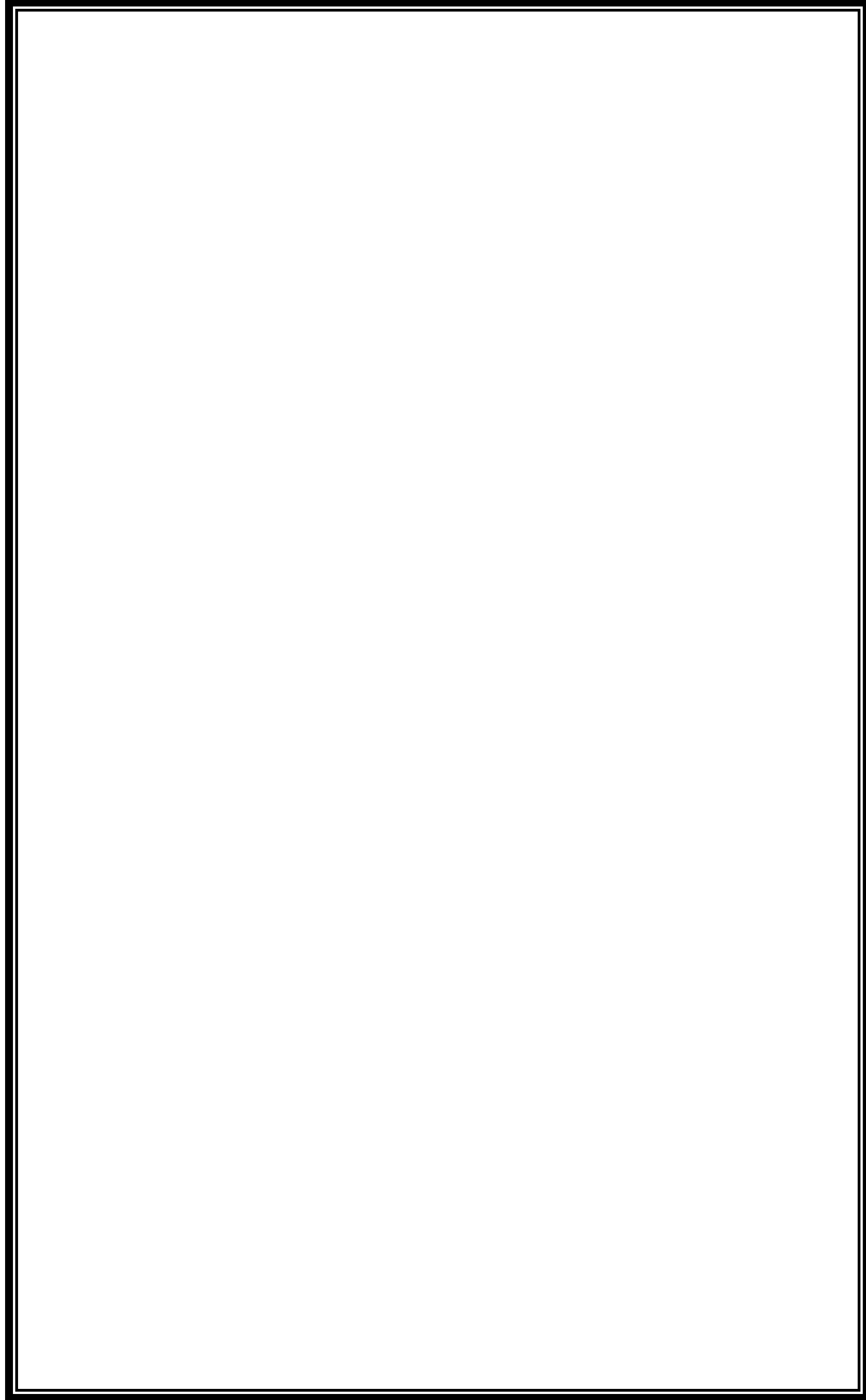


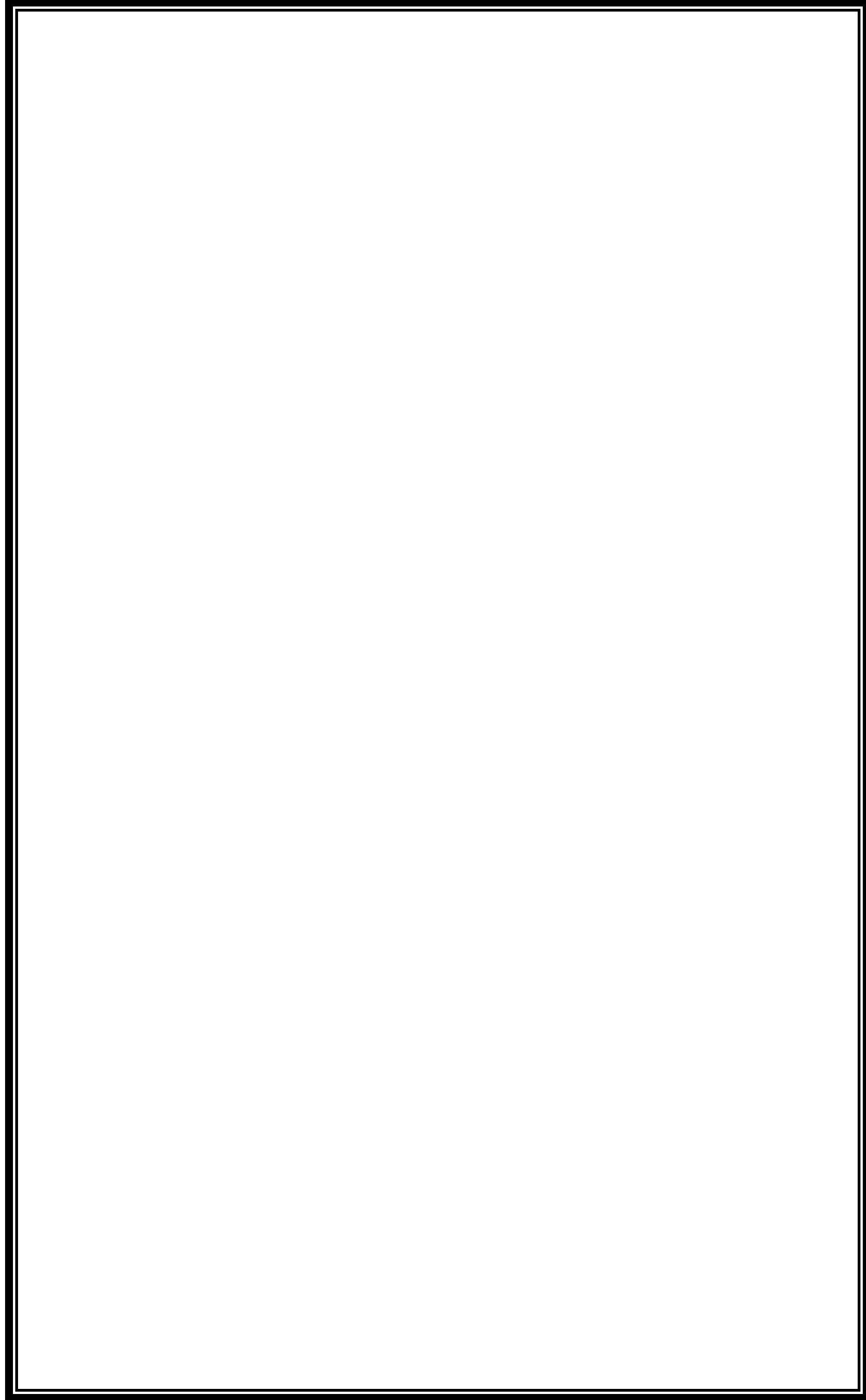


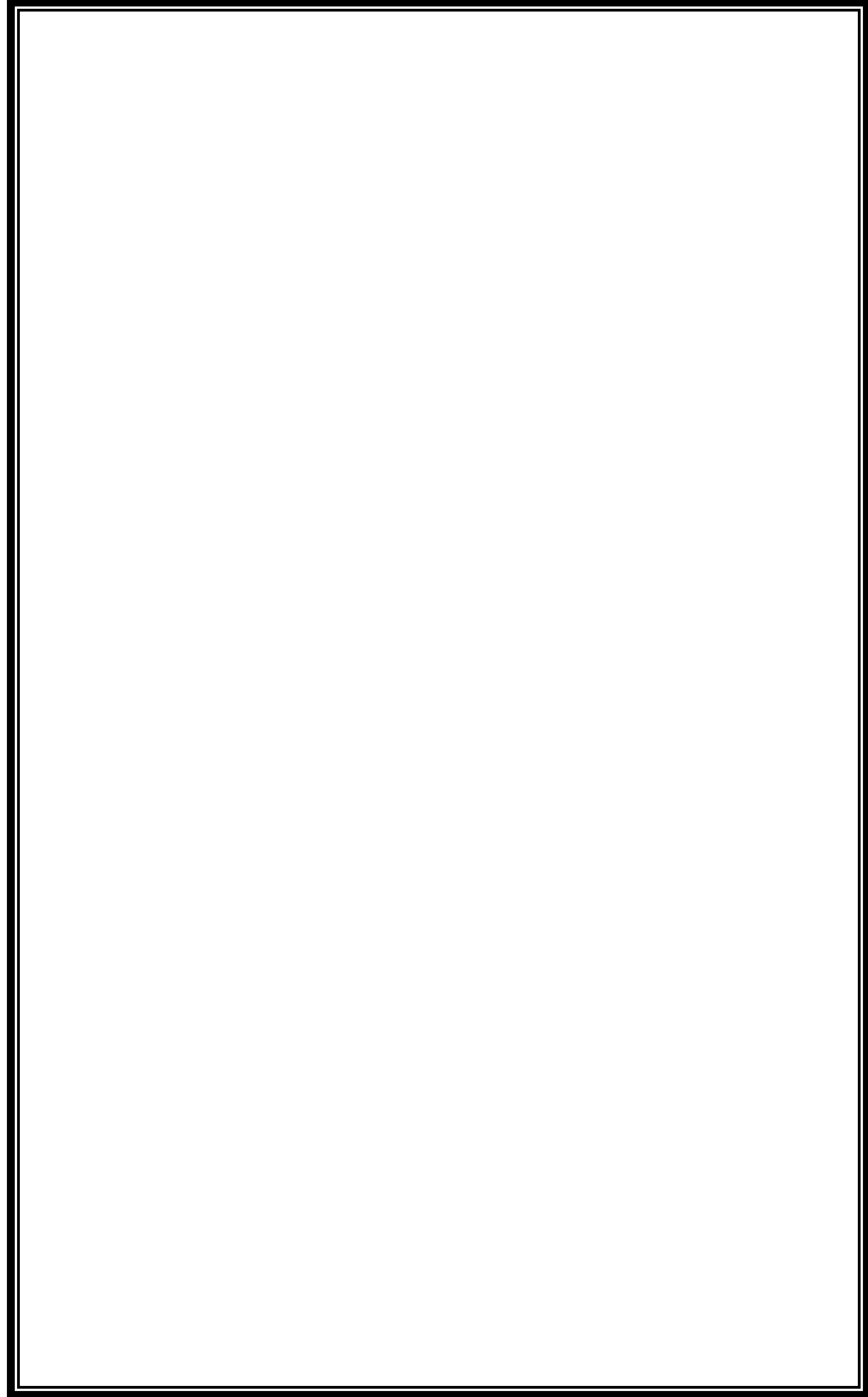


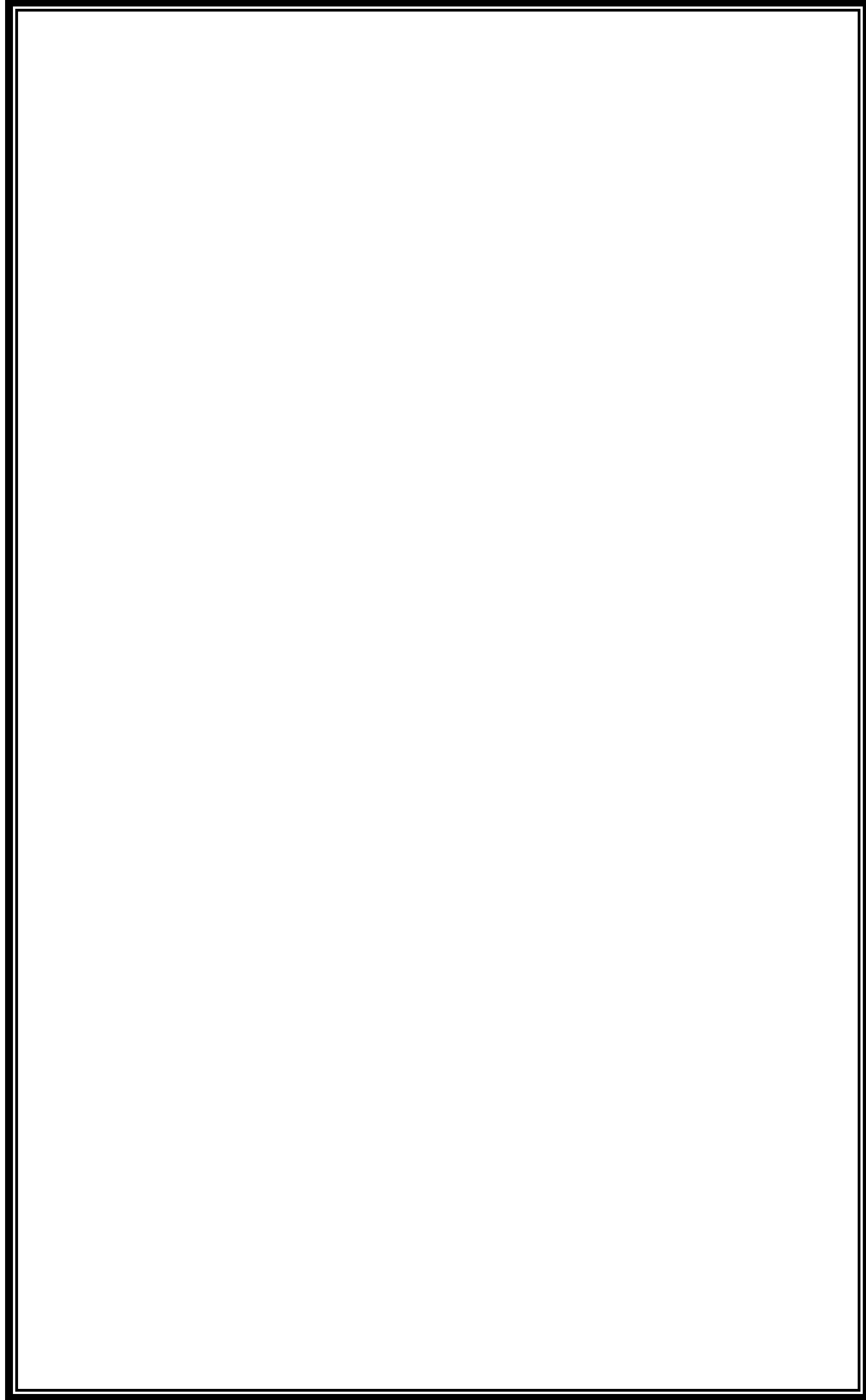


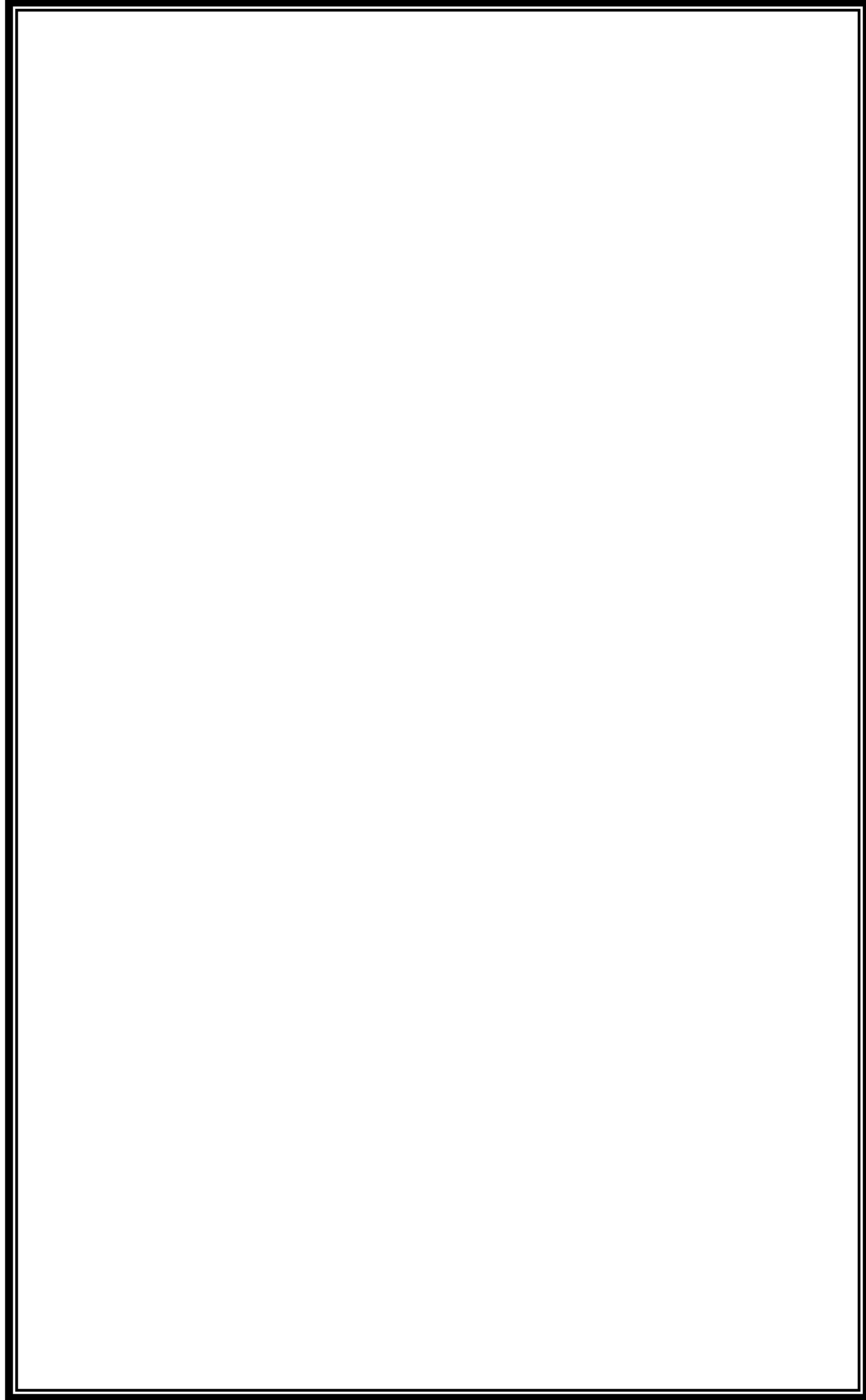


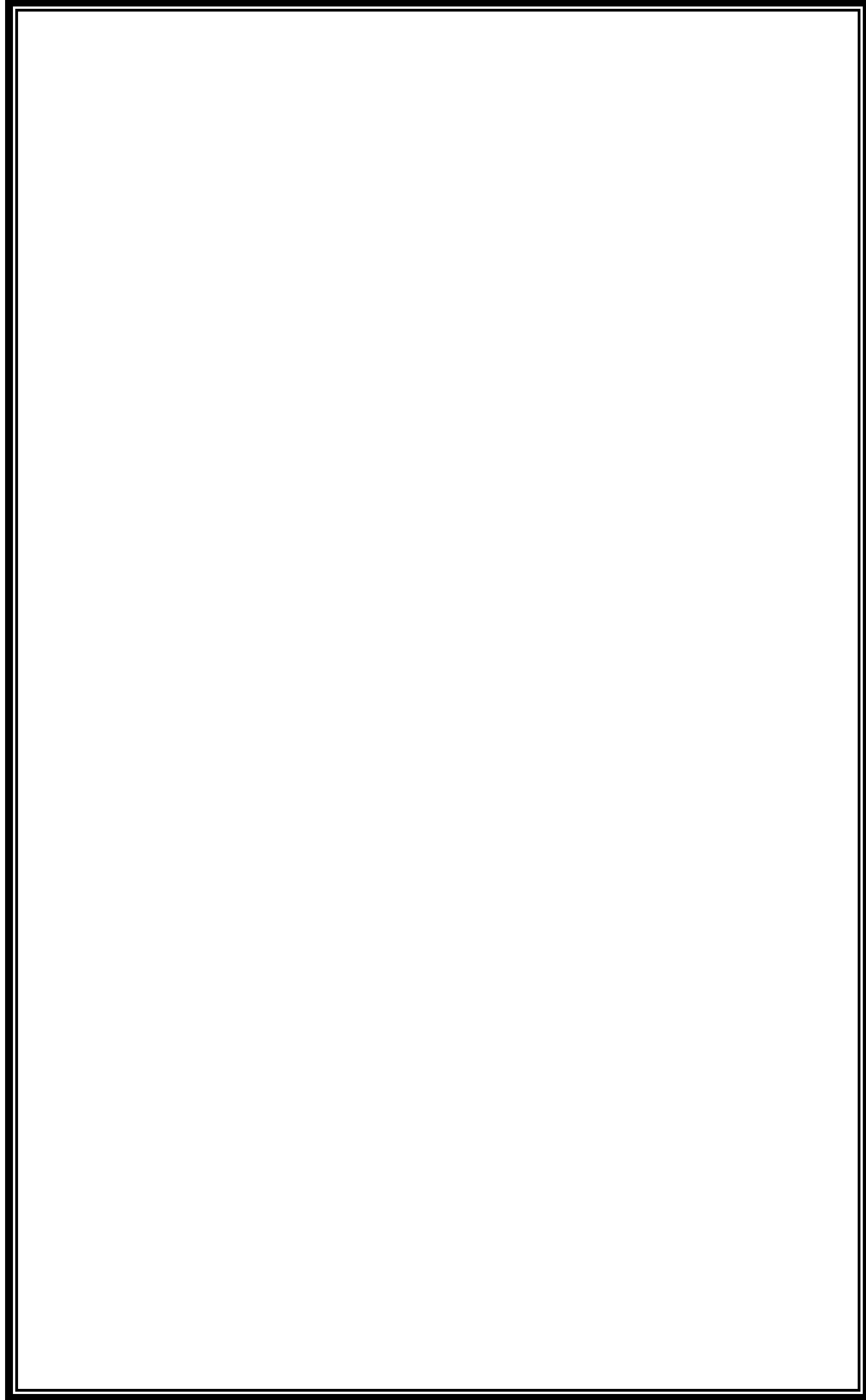


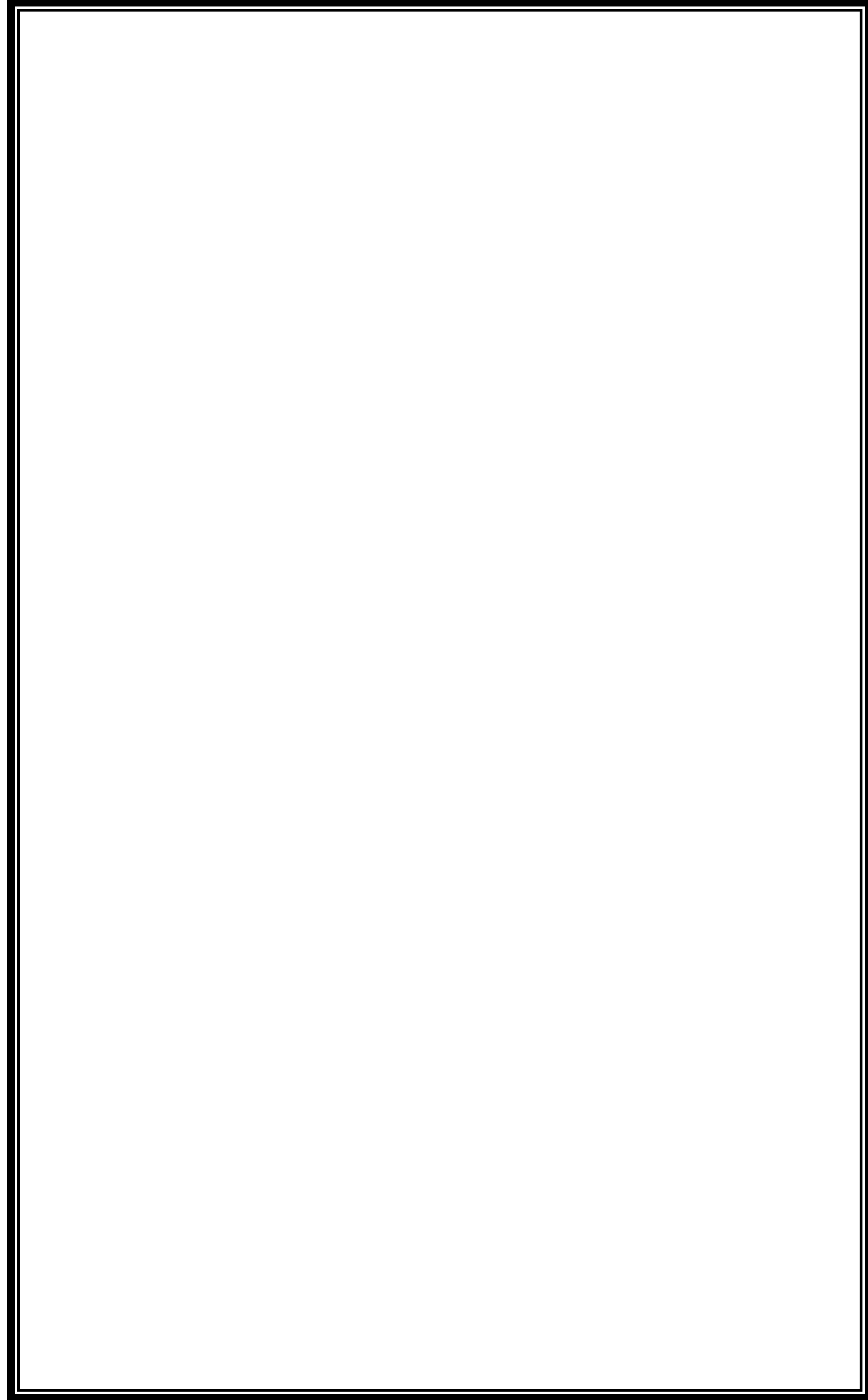


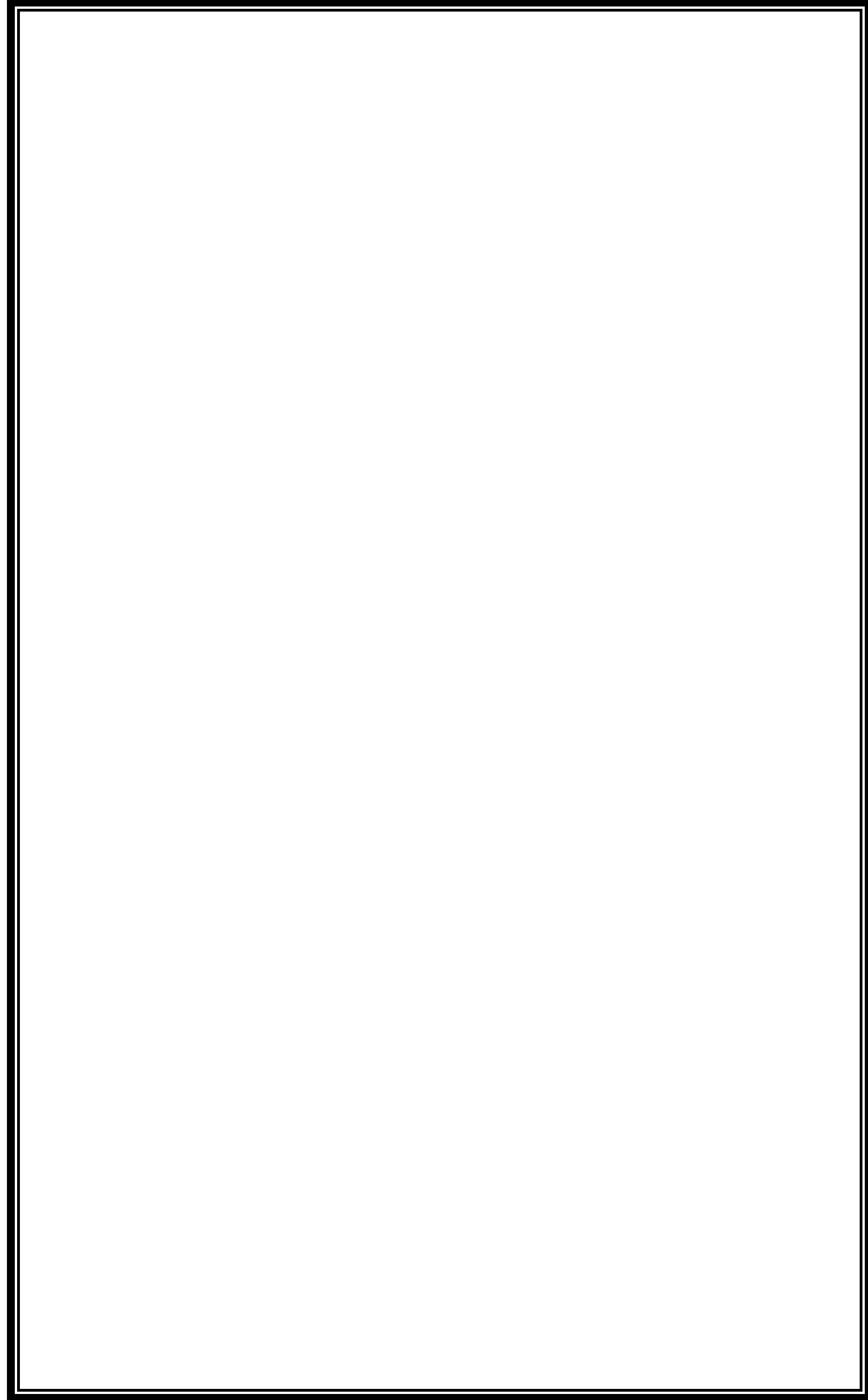


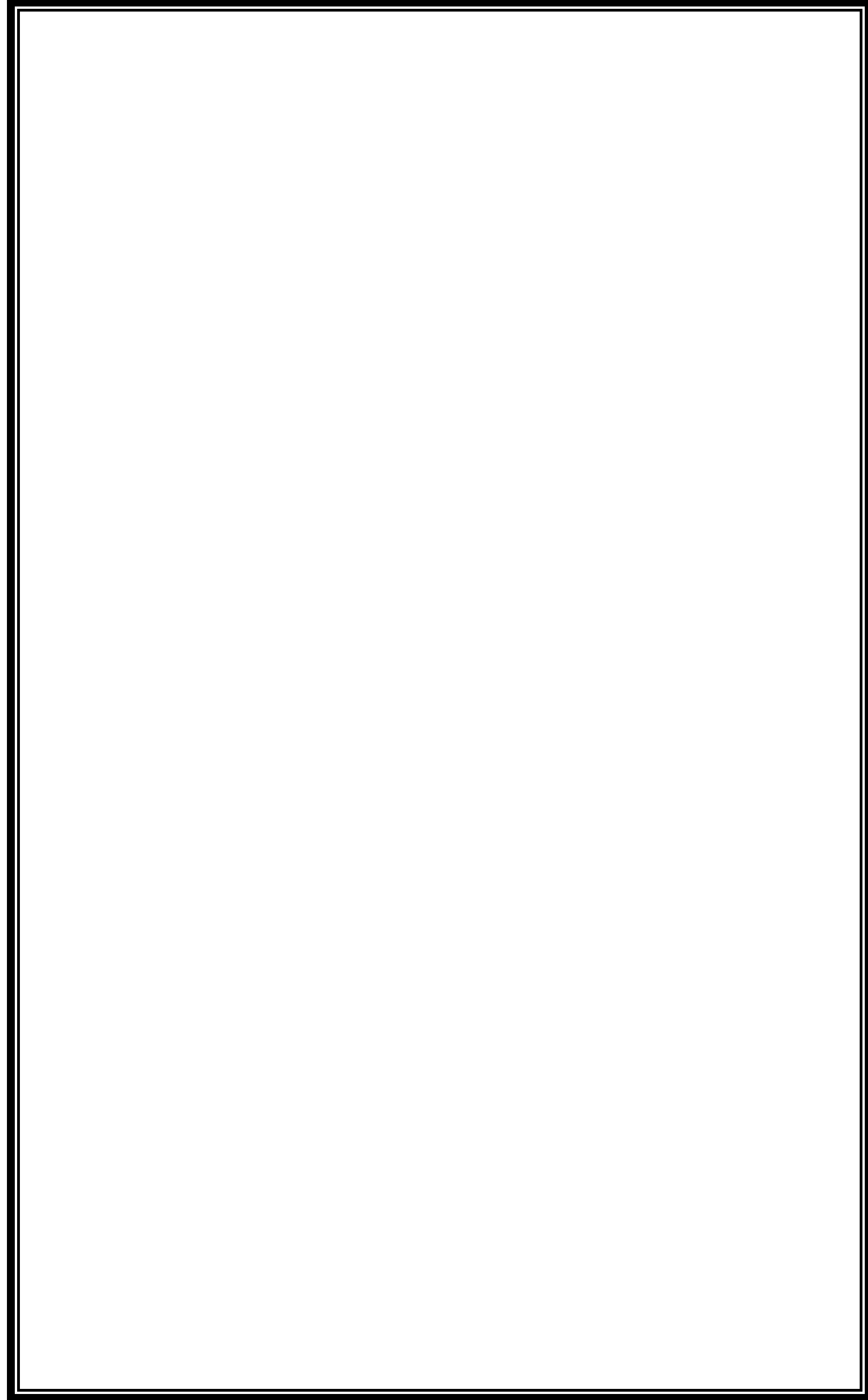


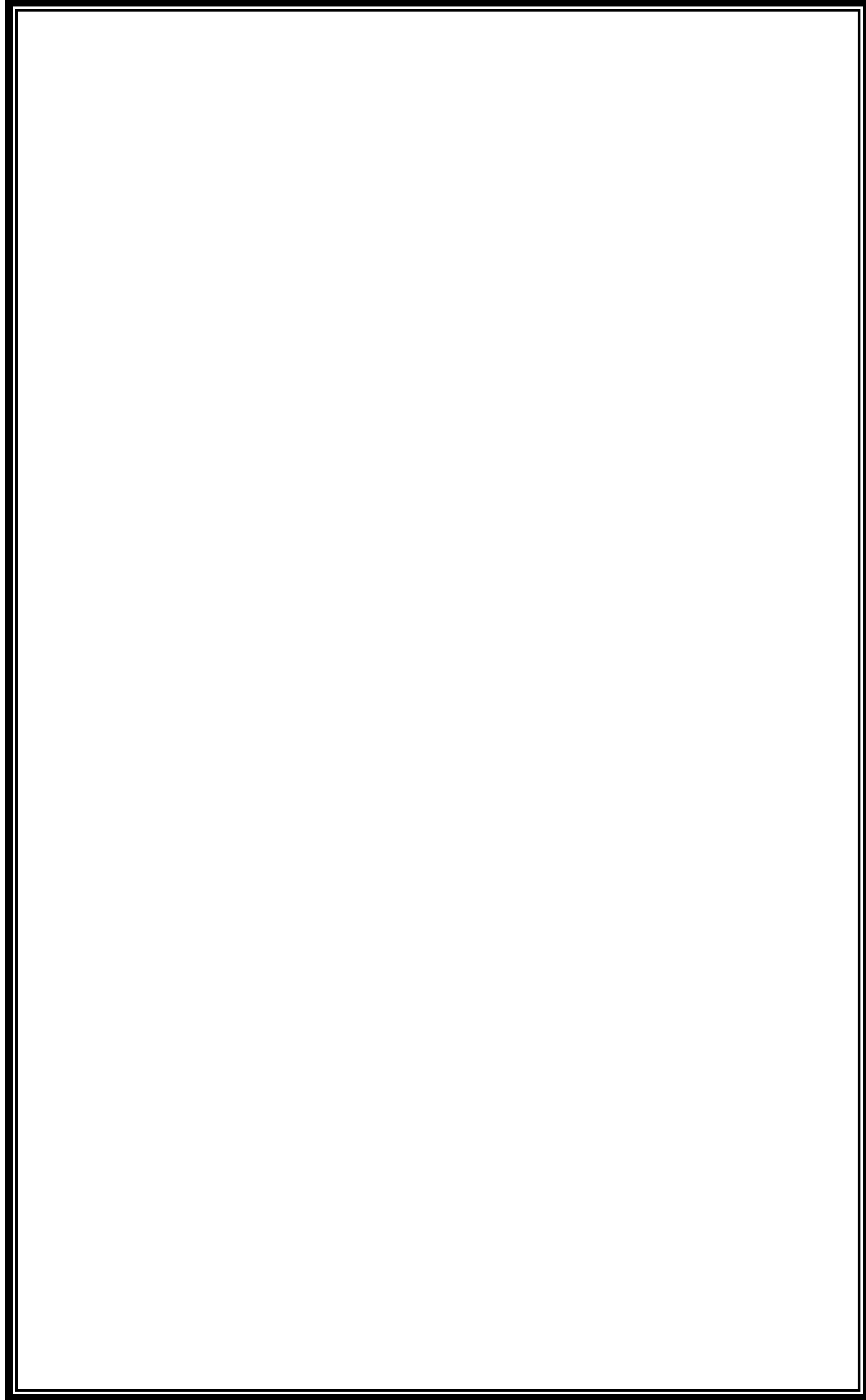


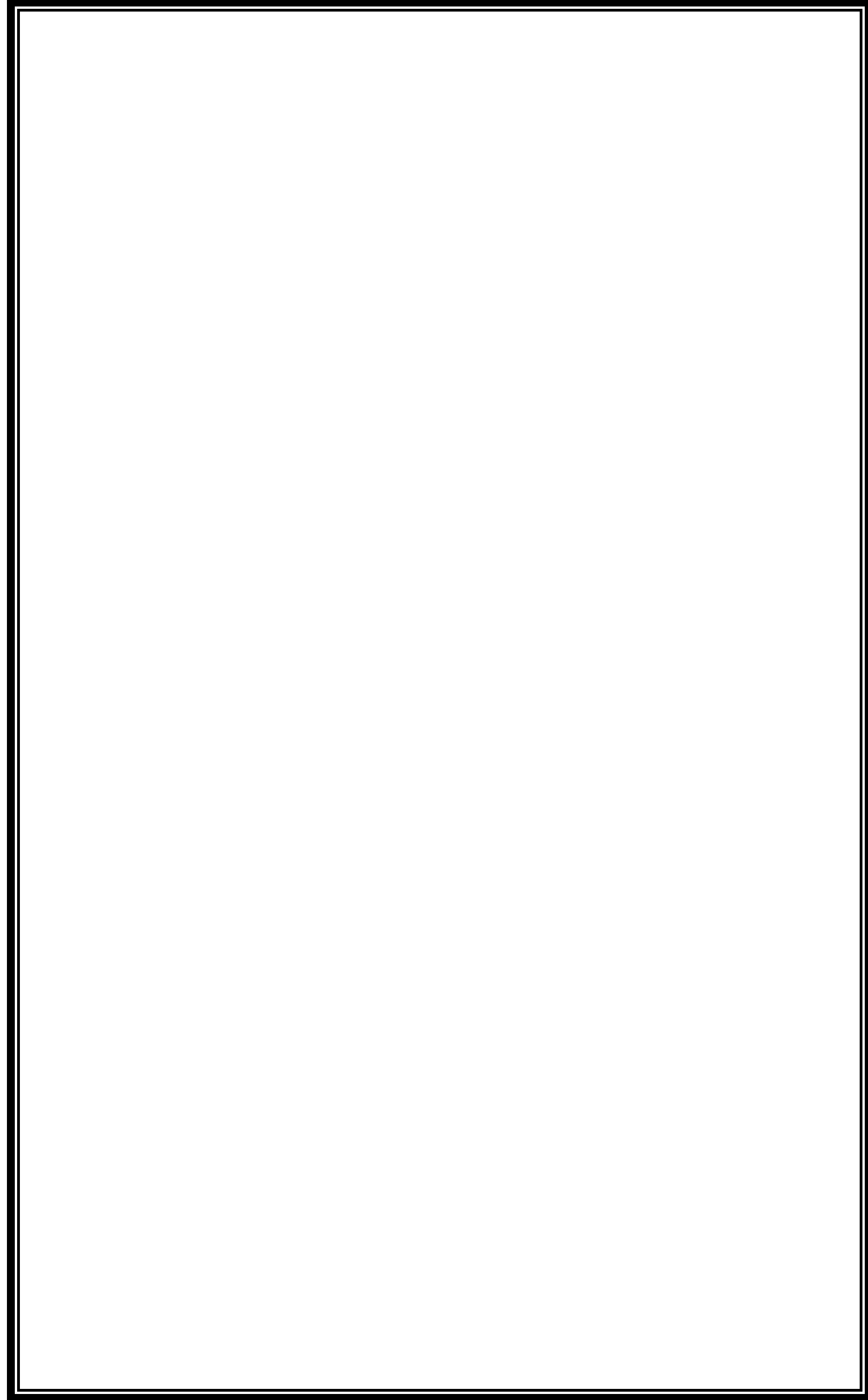


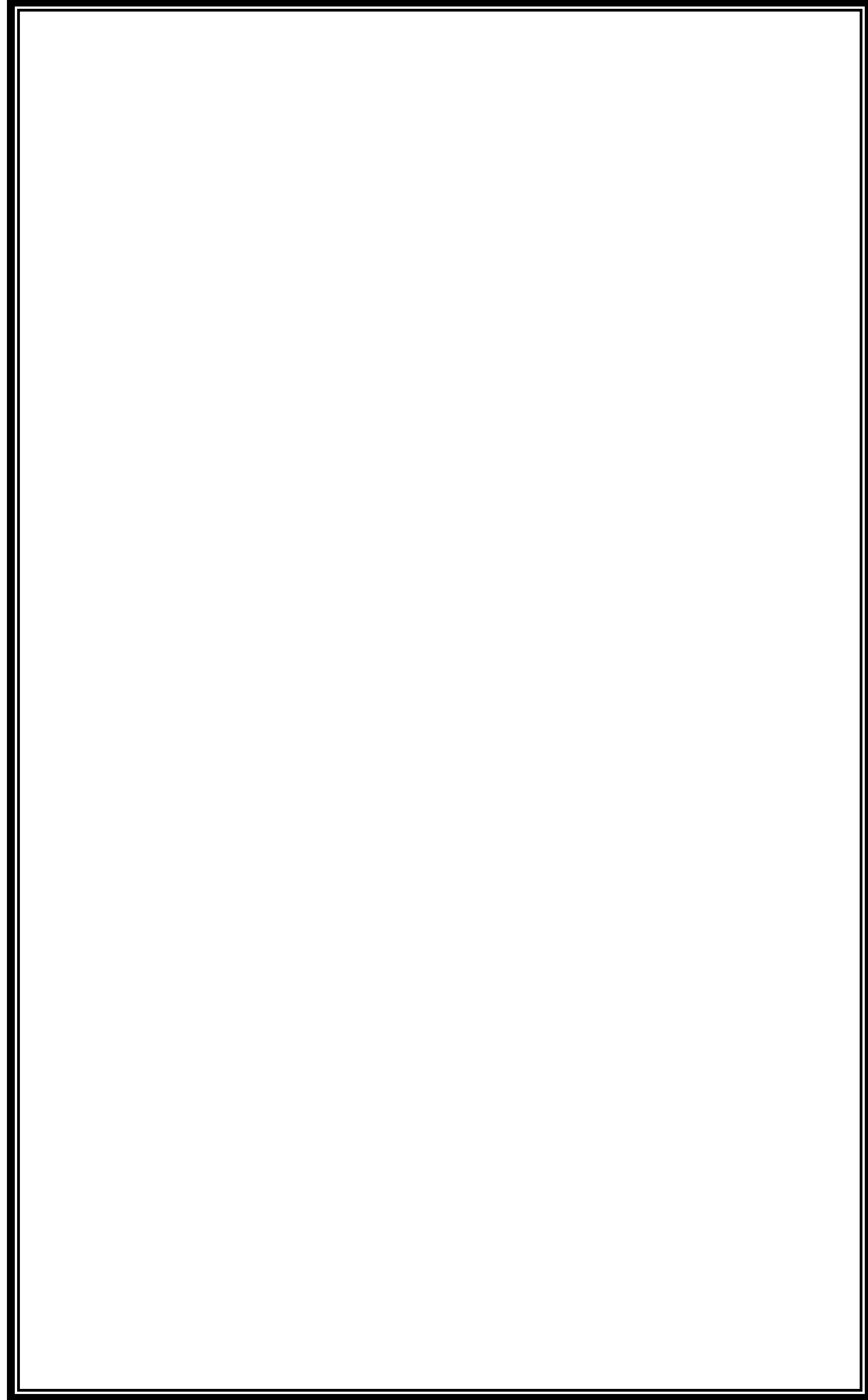


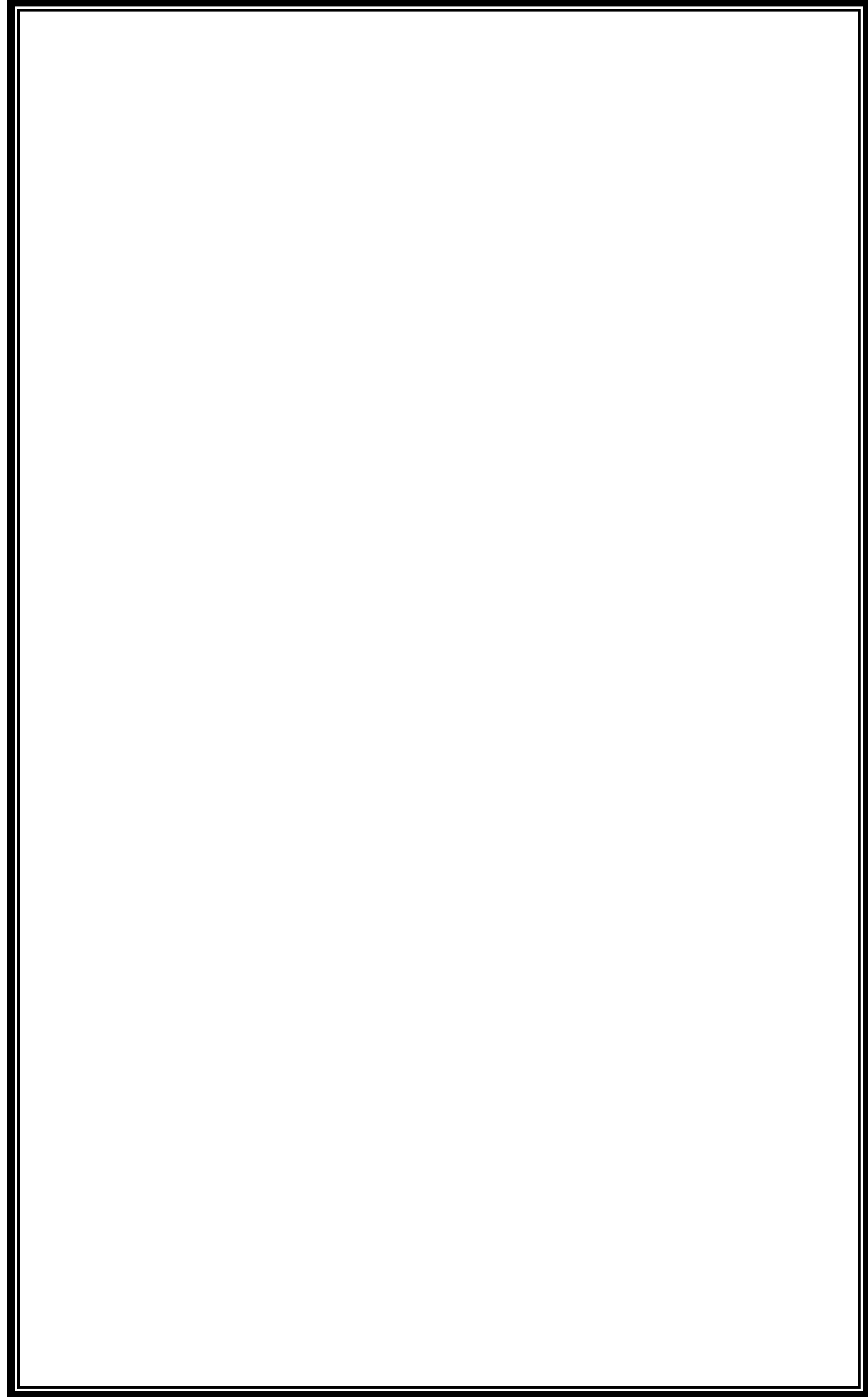


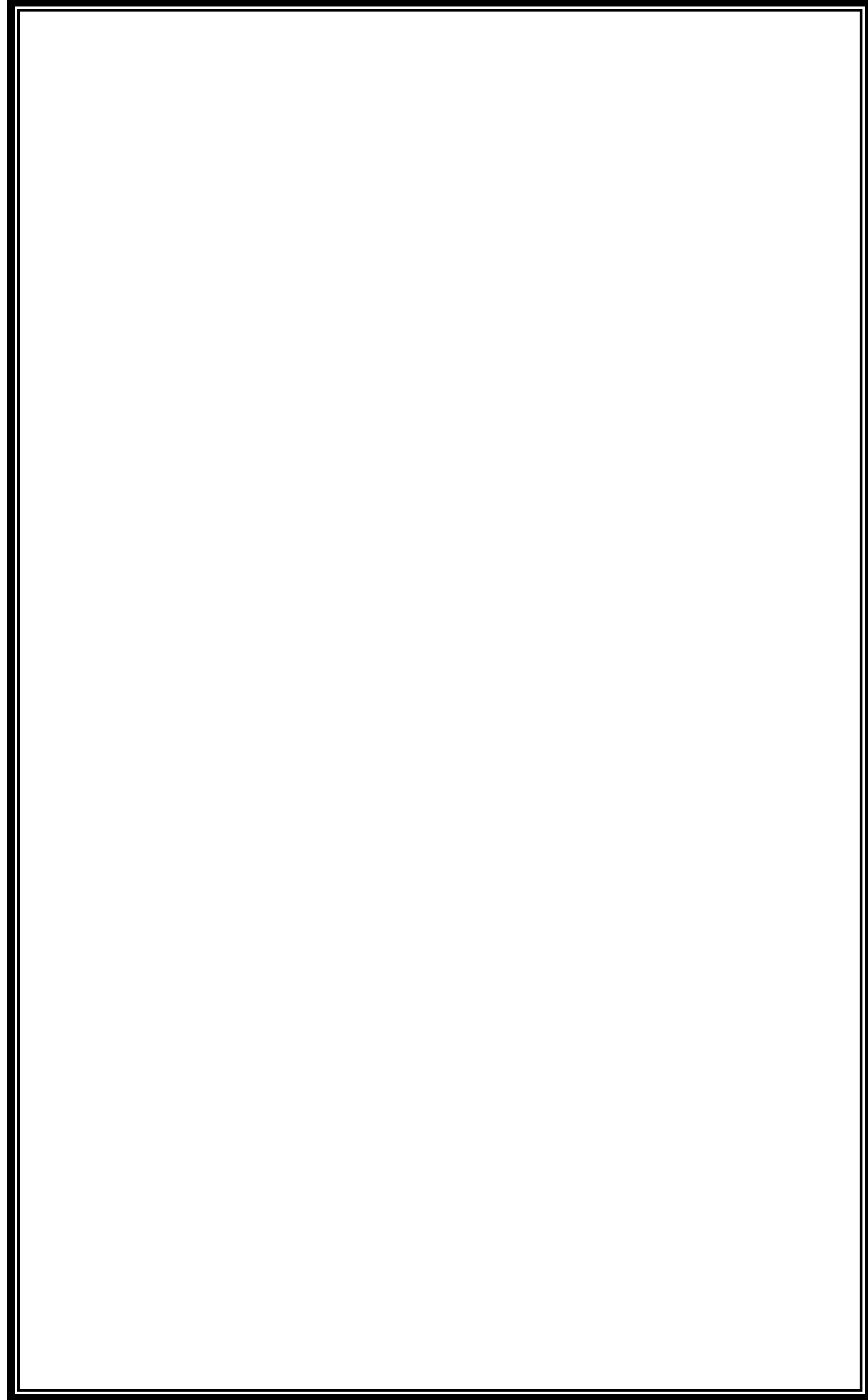


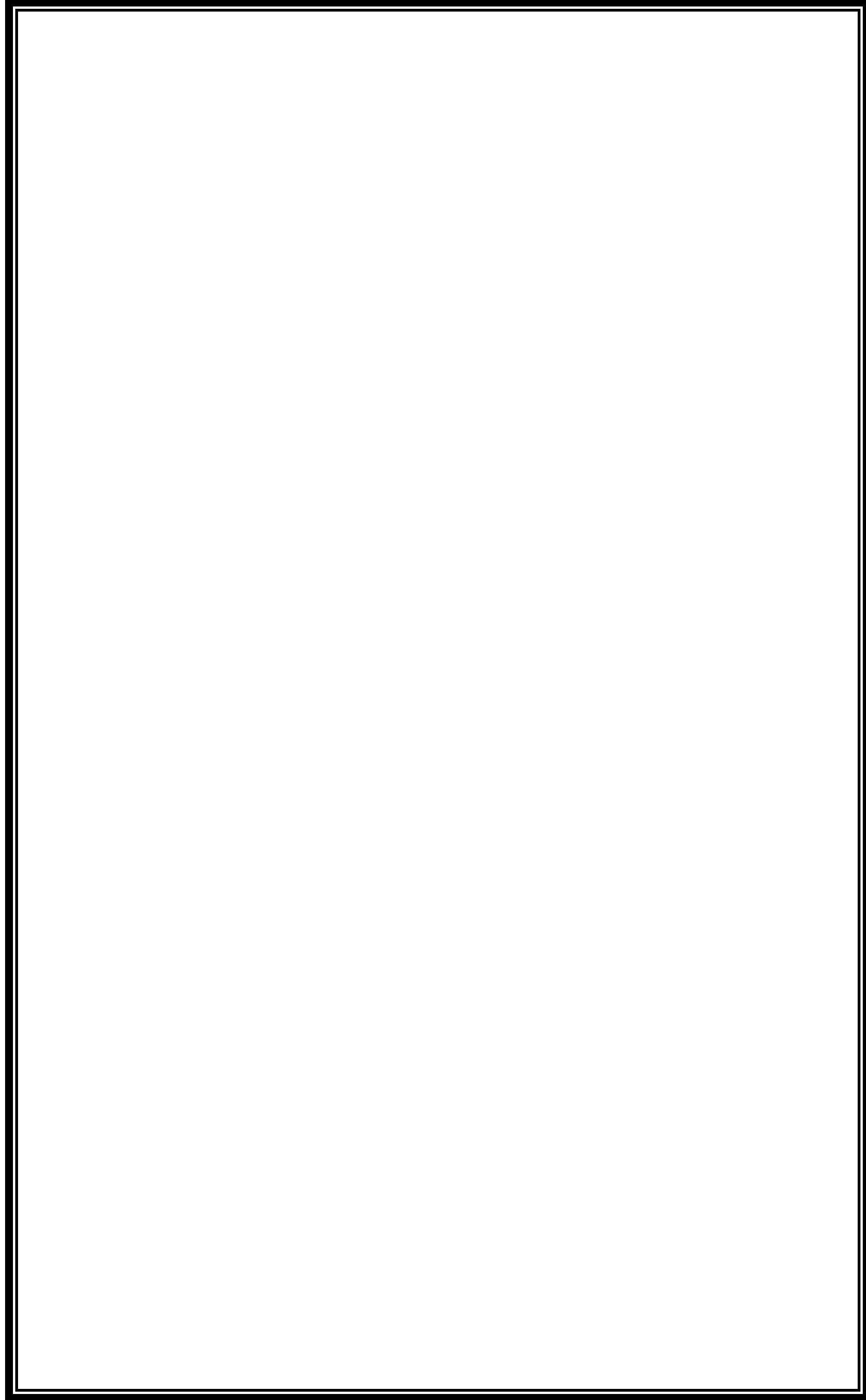


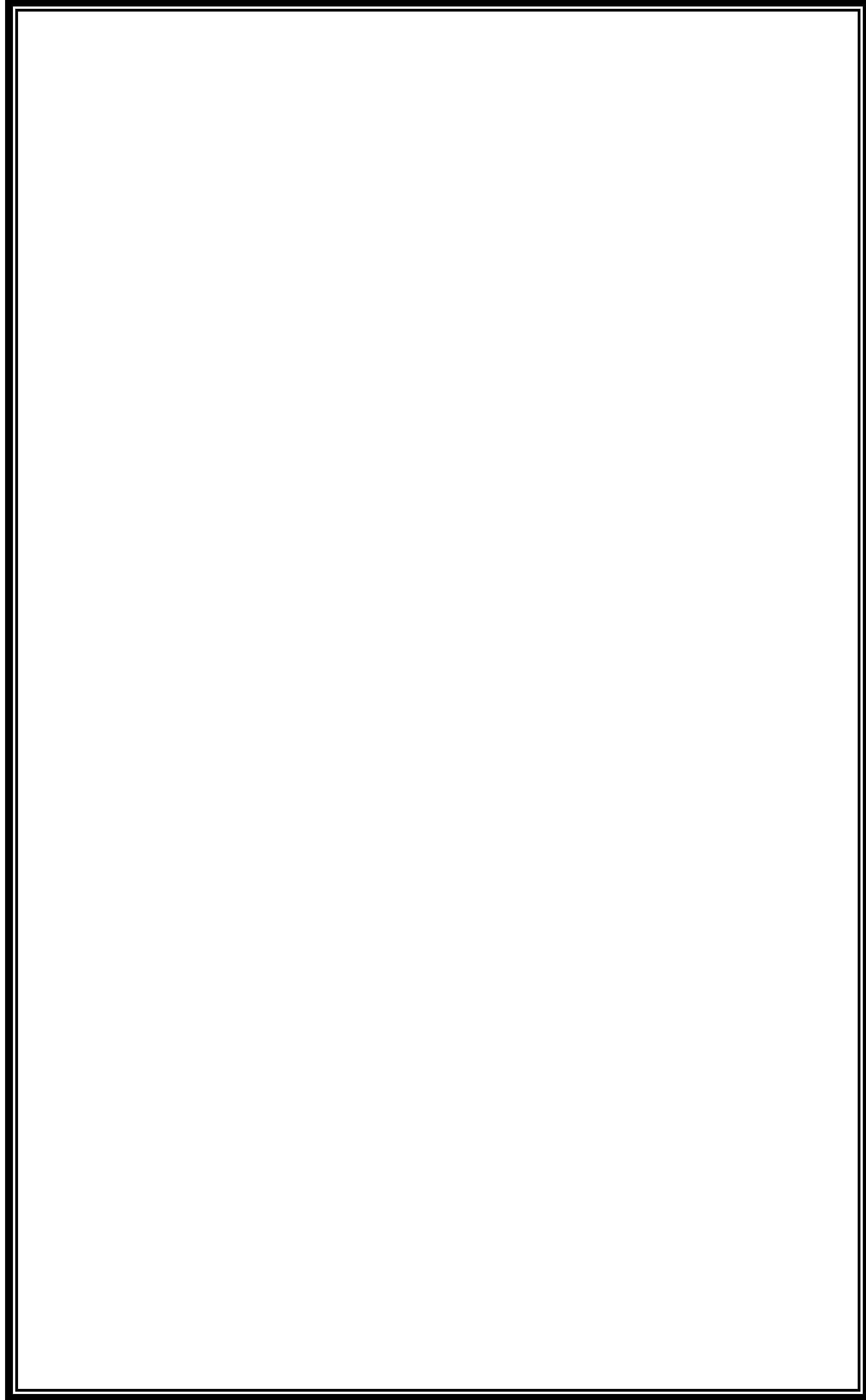












تربیت اولاد

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

واقفین نو بچوں کے والدین کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جن ماؤں اور جن باپوں نے قربانی سے سرشار ہو کر......اپنے بچوں کو خدمتِ اسلام کے لئے پیش کیا ہے ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں کیونکہ کچھ عرصہ بھی اگر توجہ نہ دلائی جائے تو بعض دفعہ والدین اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں اس لئے گو کہ شعبہ وَقفِ نَو توجہ دلاتا رہتا ہے لیکن پھر بھی مَیں نے محسوس کیا کہ کچھ اس بارہ میں عرض کیا جائے۔ اس ضمن میں ایک اہم بات جو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کے الفاظ میں مَیں پیش کرتا ہوں۔ فرمایا ''اگر ہم ان واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے ہیں اس لئے والدین کو چاہئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتادِ طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہئے کہ مَیں نے تو اپنی صاف نیت سے خدا کے حضور ایک تحفہ پیش کرنا چاہا تھا مگر بدقسمتی سے اس بچے میں یہ یہ باتیں ہیں اگر ان کے باوجود جماعت اس کے لینے کے لئے تیار ہے تو مَیں حاضر ہوں ورنہ اس وقف کو منسوخ کر دیا جائے۔ (خطبہ جمعہ 10 فروری 1989)

والدین نے تو اپنے بچوں کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ جماعت نے ان کی صحیح تربیت اور اٹھان کے لئے پروگرام بھی بنائے ہیں لیکن بچہ نظام جماعت کی تربیت میں تو ہفتہ میں چند گھنٹے ہی رہتا ہے۔ ان چند گھنٹوں میں اس کی تربیت کا حق ادا تو نہیں ہو سکتا اس لئے یہ بہرحال ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت پر توجہ دیں۔ اور اس کے ساتھ پیدائش سے پہلے جس خلوص اور دعا کے ساتھ بچے کو پیش کیا تھا اس دعا کا سلسلہ مستقلاً جاری رکھیں یہاں تک کہ بچہ ایک مفید وجود بن کر نظام جماعت میں سمویا جائے۔ بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کی آخری سانس تک ان کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ بگڑتے پتہ نہیں لگتا اس لئے ہمیشہ انجام بخیر کی اور اس وقف کو آخر تک نبھانے کی طرف والدین کو بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 143-142)

واقفین بچوں کو وفا سکھائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

سب سے اہم بات وفا کا معاملہ ہے جس کے بغیر کوئی قربانی، قربانی نہیں کہلا سکتی۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے الفاظ میں چند باتیں کہوں گا۔ آپ نے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

واقفین بچوں کو وفا سکھائیں۔ وقف زندگی کا وفا سے بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ واقف زندگی جو وفا کے ساتھ آخری سانس تک اپنے وقف کے ساتھ نہیں چمٹتا، وہ الگ ہوتا ہے تو خواہ جماعت اس کو سزا دے یا نہ دے وہ اپنی روح پر غداری کا داغ لگا لیتا ہے اور یہ بہت بڑا داغ ہے۔ اس لئے آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اپنے بچوں کو وقف کرنے کا، یہ بہت بڑا فیصلہ ہے۔ اس فیصلے کے نتیجہ میں یا تو یہ بچے عظیم اولیاء بنیں گے یا پھر عام حال سے بھی جاتے رہیں گے اور ان کو شدید نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ جتنی بلندی ہو، اتنی ہی بلندی سے گرنے کا خطرہ بھی بڑھ جایا کرتا ہے۔ اس لئے بہت احتیاط سے ان کی تربیت کریں اور ان کو وفا کا سبق دیں اور بار بار دیں۔ اپنے بچوں کو سطحی چالاکیوں سے بھی بچائیں۔ بعض بچے شوخیاں کرتے ہیں اور چالاکیاں کرتے ہیں اور ان کو عادت پڑ جاتی ہے۔ وہ دین میں بھی پھر ایسی شوخیوں اور چالاکیوں سے کام لیتے رہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ان شوخیوں کی تیزی خود ان کے نفس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس لئے وقف کا معاملہ بہت اہم ہے۔ واقفین بچوں کو یہ سمجھائیں کہ خدا کے ساتھ ایک عہد ہے جو ہم نے تو بڑے خلوص کے ساتھ کیا ہے لیکن اگر تم اس بات کے متحمل نہیں ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ایک گیٹ (Gate) اور بھی آئے گا۔ جب یہ بچے بلوغت کے قریب پہنچ رہے ہوں گے، اس وقت دوبارہ جماعت ان سے پوچھے گی کہ وقف میں رہنا چاہتے ہو یا نہیں چاہتے؟۔ وقف وہی ہے جس پر آدمی وفا کے ساتھ تادم آخر قائم رہتا ہے۔ ہر قسم کے زخموں کے باوجود انسان گھسٹتا ہوا بھی اسی راہ پر بڑھتا ہے، واپس نہیں مڑا کرتا۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 10 فروری 1989)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 144-143)

بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔ اس کی عادت بھی بچوں کو ڈالنی چاہئے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے۔ اگر خود وہ نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے۔ نہیں تو صرف ان کی کھوکھلی نصیحتوں کا بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ: ’’بچپن سے تربیت کی ضرورت پڑتی ہے، اچانک بچوں میں یہ عادت نہیں پڑا کرتی۔ اس کا طریقہ آنحضرتﷺ نے یہ سمجھایا ہے کہ سات سال کی عمر سے اس کو ساتھ نماز پڑھانا شروع کریں اور پیار سے ایسا کریں۔ کوئی سختی کرنے کی ضرورت نہیں، کوئی مارنے کی ضرورت نہیں، محبت اور پیار سے اس کو پڑھاؤ، اس کو عادت پڑ جاتی ہے۔ دراصل جو ماں باپ نمازیں پڑھنے والے ہوں ان کے سات سال سے چھوٹی عمر کے بچے بھی نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ ہم نے تو گھروں میں دیکھا ہے اپنے نواسوں وغیرہ کو بالکل چھوٹی عمر کے ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو سال کی عمر کے ساتھ آ کے تو نیت کر لیتے ہیں اور نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کو اچھا لگتا ہے دیکھنے میں، خدا کے حضور اٹھنا، بیٹھنا، جھکنا ان کو پیارا لگتا ہے اور وہ ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ نماز نہیں، محض ایک نقل ہے جو اچھی نقل ہے۔ لیکن جب سات سال کی عمر تک بچہ پہنچ جائے تو پھر اس کو باقاعدہ نماز کی تربیت دو۔ اس کو بتاؤ کہ وضو کرنا ہے، اس طرح کھڑے ہونا ہے، قیام و قعود، سجدہ وغیرہ سب اس کو سمجھاؤ۔ اس کے بعد وہ بچہ اگر دس سال کی عمر تک، پیار و محبت سے سیکھتا رہے، پھر دس اور بارہ کے درمیان اس پر کچھ سختی بے شک کرو۔ کیونکہ وہ کھلنڈری عمر ایسی ہے کہ اس میں کچھ معمولی سزا، کچھ سخت الفاظ کہنا یہ ضروری ہوا کرتا ہے بچوں کی تربیت کے لئے۔ تو جب وہ بلوغ کو پہنچ جائے، بارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے پھر اس پر کوئی سختی کی اجازت نہیں۔ پھر اس کا معاملہ اور اللہ کا معاملہ ہے اور جیسا چاہے وہ اس کے ساتھ سلوک فرمائے۔ تو انسانی تربیت کا دائرہ یہ سات سال سے لے کر بلکہ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے پہلے سے بھی شروع

ہو جاتا ہے، بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد بھی تربیت تو جاری رہتی ہے مگر وہ اور رنگ ہے۔ انسان اپنی اولاد کا ذمہ دار بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک ہے۔(اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ 10 جنوری 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 145-144)

کھانا کھانے کے آداب سکھائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو کہنے میں چھوٹی ہیں لیکن اخلاق سنوارنے کے لحاظ سے انتہائی ضروری ہیں مثلاً کھانا کھانے کے آداب ہیں یہ ضرور سکھانا چاہئے۔ اب یہ ایسی بات ہے جو گھر میں صرف ماں باپ ہی کر سکتے ہیں یا ایسے سکول اور کالجز جہاں ہوسٹل ہوں اور بڑی کڑی نگرانی ہو وہاں یہ آداب بچوں کو سکھائے جاتے ہیں لیکن عموماً ایک بہت بڑی تیسری دنیا کے سکولوں کی تعداد ایسی ہے جہاں ان باتوں پر اس طرح عمل نہیں ہوتا اس لئے بہرحال یہ ماں باپ کا ہی فرض بنتا ہے۔ لیکن یہاں مَیں ضمناً یہ ذکر کرنا چاہوں گا۔ ربوہ کی ایک مثال ہے مدرسۃ الحفظ کی جہاں پانچویں کلاس پاس کرنے کے بعد بچے داخل ہوتے ہیں۔ مختلف گھروں سے، مختلف خاندانوں سے، مختلف ماحول سے، دیہاتوں سے، شہروں سے بچے آتے ہیں لیکن وہاں میں نے دیکھا ہے کہ ان کی تربیت ماشاء اللہ ایسی اچھی ہے اور ان کی ایسی اعلیٰ نگرانی ہوتی ہے اور ان کو ایسے اچھے اخلاق سکھائے گئے ہیں حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ۔ اتنے سلجھے ہوئے طریق سے بچے کھانا کھاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ باوجود مختلف قسم کے بچوں کے ماحول ہے کہ مثلاً یہی ہے کہ بسم اللہ پڑھ کے کھائیں، اپنے سامنے سے کھائیں، ڈش میں سے سالن اگر اپنی پلیٹ میں ڈالنا ہے تو اتنی مقدار میں ڈالیں جو کھایا جائے۔ دوبارہ ضرورت ہو تو دوبارہ ڈال دیا جائے۔ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا ہے، کھانا ختم کرنے کے بعد کی دعا۔ تو یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں تو بہرحال بچپن سے ہی وقف نو بچوں کو تو خصوصاً اور عموماً ہر ایک کو سکھانی چاہئیں۔ تو بہرحال یہ جو مدرسۃ الحفظ کی مَیں نے مثال دی ہے اللہ کرے کہ یہ سلسلہ جو انہوں نے تربیت کا شروع کیا ہے جاری رہے اور والدین بھی اپنے بچوں کی اسی نہج پر تربیت

کریں۔ پھر یہ ہے کہ بعض بچوں کو بچپن میں عادت ہوتی ہے اور یہ ایسی چھوٹی سی بات ہے کہ بعض دفعہ والدین اس پر نظر ہی نہیں رکھتے کہ کھانا کھانے کے بعد گندے ہاتھوں کے ساتھ بچے مختلف چیزوں پر ہاتھ لگا دیتے ہیں اسے بھی ہلکے سے پیار سے سمجھائیں۔ تو یہ ایسی عادتیں ہیں جو بچپن میں ختم کی جاسکتی ہیں اور بڑے ہوکر یہ اعلیٰ اخلاق میں شمار ہو جاتی ہیں۔

(اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ 10 جنوری 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 146-145)

ہر بچہ کو بچپن سے ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بچوں میں اخلاق حسنہ کی آبیاری کی اہمیت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ہر وقفِ زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے۔ اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ سے ملنی چاہئے۔ جس طرح ریڈی ایشن کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے، اس طرح پرورش کرنے والی باپ کی بانہوں میں سچائی اس بچے کے دل میں ڈوبنی چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ واقفین نو بچوں کے والدین کو یہ نوٹ کرنے والی بات ہے کہ والدین کو پہلے سے بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ ضروری نہیں کہ سب واقفین زندگی کے والدین سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر قائم ہوں جو اعلیٰ درجہ کے مومنوں کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اب ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی۔ اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر، مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے اور اس مقدس امانت کے کچھ تقاضے ہیں جن کو بہر حال آپ نے پورا کرنا ہے۔ اس لئے ایسے گھروں کے ماحول، سچائی کے لحاظ سے نہایت صاف ستھرے اور پاکیزہ ہو جانے چاہئیں۔ (اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ 10 جنوری 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 147-146)

قناعت کا واقفین نو سے گہرا تعلق ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ) فرماتے ہیں کہ: قناعت کے متعلق مَیں نے کہا تھا اس کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہئے۔عقل اور فہم کے ساتھ اگر والدین شروع سے تربیت کریں تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔غرض دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔

(اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ 10 جنوری 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 147)

بچوں میں خوش مزاجی اور تحمل ہونا بہت ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بچپن سے......بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ترش رُو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔اس کے علاوہ واقفین بچوں میں سخت جانی کی عادت ڈالنا، نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا، اطفال الاحمدیہ سے وابستہ کرنا، ناصرات سے وابستہ کرنا، خدام الاحمدیہ سے وابستہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔(اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ 10 جنوری 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 147)

بچوں کے تعمیر کردار کے لئے والدین کا عملی نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے) فرمایا کہ: بچپن میں کردار بنائے جاتے ہیں۔ دراصل اگر تاخیر ہو جائے تو بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ محاورہ ہے کہ گرم لوہا ہو تو اس کو موڑ لینا چاہئے۔ لیکن یہ بچپن کا لوہا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک لمبے عرصہ تک نرم ہی رکھتا ہے اور اس نرمی کی حالت میں اس پر جو نقوش آپ قائم کر دیتے ہیں وہ دائمی ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے وقت ہے تربیت کا اور تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لے لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔ یہاں پھر والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہے یہ دو نسلوں کے رابطے کے وقت ایک ایسا اصول ہے جس کو بھلانے کے نتیجہ میں قومیں بھی ہلاک ہو سکتی ہیں اور یاد رکھنے کے نتیجہ میں ترقی بھی کر سکتی ہیں۔ ایک نسل اگلی نسل پر جو اثر چھوڑا کرتی ہے اس میں عموماً یہ اصول کارفرما ہوتا ہے کہ بچے ماں باپ کی کمزوریوں کو پکڑنے میں تیزی کرتے ہیں اور ان کی باتوں کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ اگر باتیں عظیم کردار کی ہوں اور بیچ میں سے کمزوری ہو تو بچہ بیچ کی کمزوری کو پکڑے گا۔ اس لئے یاد رکھیں کہ بچوں کی تربیت کے لئے آپ کو اپنی تربیت ضروری کرنی ہوگی۔ ان بچوں کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچو تم سچ بولا کرو، تم نے (مربی) بننا ہے۔ تم بددیانتی نہ کیا کرو، تم نے (مربی) بننا ہے۔ تم غیبت نہ کیا کرو، تم لڑا نہ کرو، تم جھگڑا نہ کیا کرو کیونکہ تم وقف ہو اور یہ باتیں کرنے کے بعد فرمایا کہ پھر ماں باپ ایسا لڑیں، جھگڑیں، پھر ایسی مغلّظات بکیں ایک دوسرے کے خلاف، ایسی بے عزتیاں کریں کہ وہ کہیں کہ بچے کو تو ہم نے نصیحت کر دی اب ہم اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ جو اُن کی اپنی زندگی ہے وہی بچے کی زندگی ہے۔ جو فرضی زندگی انہوں نے بنائی ہوئی ہے کہ یہ کرو، بچے کو کوڑی کی بھی اس کی پروا نہیں۔ ایسے ماں باپ جو جھوٹ بولتے ہیں وہ لاکھ بچوں کو کہیں کہ جب تم جھوٹ بولتے ہو تو بڑی تکلیف ہوتی ہے، تم خدا کے لئے سچ بولا کرو، سچائی میں زندگی ہے۔ بچہ کہتا ہے ٹھیک ہے یہ بات لیکن اندر سے وہ سمجھتا ہے کہ ماں باپ جھوٹے ہیں اور وہ ضرور جھوٹ بولتا ہے۔ اس لئے دو نسلوں کے جوڑ کے وقت یہ اصول کارفرما

ہوتا ہے اور اس کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں آپس میں خلا پیدا ہو جاتے ہیں۔

(اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ 8 ستمبر 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 148-147)

بچوں کے لئے گھر کا ماحول دوستانہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مَیں نے ذکر کیا ہے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کے الفاظ میں۔ اپنے گھر کے ماحول کو ایسا پرسکون اور محبت بھرا بنائیں کہ بچے فارغ وقت میں گھر سے باہر گزارنے کی بجائے ماں باپ کی صحبت میں گزارنا پسند کریں۔ ایک دوستانہ ماحول ہو۔ بچے کھل کر ماں باپ سے سوال بھی کریں اور ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہر قسم کی باتیں کر سکیں۔ اس لئے ماں باپ دونوں کو بہرحال قربانی دینی پڑے گی۔ جو عہد اپنے ربّ سے والدین نے باندھا ہے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے بہرحال والدین نے بھی قربانی دینی ہے۔ اور یہ آپ پہلے بھی سن چکے ہیں اور حضور نے یہی نصیحت فرمائی ہے والدین کو بھی، مَیں بھی یہی کہتا ہوں۔ بعض دفعہ بعض والدین اپنے حقوق تو چھوڑتے نہیں بلکہ ناجائز غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن زور یہ ہوتا ہے کہ چونکہ ہمارے بچے وقف نو میں ہیں اس لئے ہم نے اگر کوئی غلطی کر بھی لی ہے تو ہم سے نرمی کا سلوک کیا جائے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 149-148)

واقفین نو کو نظام کا احترام سکھایا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ بات واضح کروں کہ کسی بھی قسم کی برائی دل میں تب راہ پاتی ہے جب اس کے اچھے یا برے ہونے کی تمیز اُٹھ جائے۔ بعض دفعہ ظاہراً ہر قسم کی نیکی ایک شخص کر رہا ہوتا ہے۔ نمازیں بھی پڑھ رہا ہے، (بیت الذکر) جا رہا ہے، لوگوں سے اخلاق سے بھی پیش آ رہا ہے لیکن نظام جماعت کے کسی فرد

سے کسی وجہ سے ہلکا سا شکوہ بھی پیدا ہو جائے یا اپنی مرضی کا کوئی فیصلہ نہ ہو تو پہلے تو اس عہدیدار کے خلاف دل میں ایک رنجش پیدا ہوتی ہے۔ پھر نظام کے بارہ میں کہیں ہلکا سا کوئی فقرہ کہہ دیا، اس عہدیدار کی وجہ سے۔ پھر گھر میں بچوں کے سامنے بیوی سے یا کسی اور عزیز سے کوئی بات کر لی تو اس طرح اس ماحول میں بچوں کے ذہنوں سے بھی نظام کا احترام اٹھ جاتا ہے۔ اس احترام کو قائم کرنے کے لئے بہرحال بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے الفاظ میں یہ نصیحت آپ تک پہنچاتا ہوں۔

بہت ضروری ہے کہ (واقفینِ نَو کو) نظام کا احترام سکھایا جائے۔ پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے، جو قریب کا دیکھنے والا ہے اُس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں، ان کی اولادوں کو کم وبیش ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجے میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔۔۔۔۔۔ان کو سمجھائیں کہ اصل محبت تو خدا اور اس کے دین سے ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے خدائی جماعت کو نقصان پہنچتا ہو۔ آپ کو اگر کسی کی ذات سے تکلیف پہنچی ہے یا نقصان پہنچا ہے تو اس کا ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ کو حق ہے کہ اپنے ماحول، اپنے دوستوں، اپنے بچوں اور اپنی اولاد کے ایمانوں کو بھی آپ زخمی کرنا شروع کر دیں۔ اپنے زخم حوصلے کے ساتھ اپنے تک رکھیں اور اس کے اندرمال کے جو ذرائع باقاعدہ خدا تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں ان کو اختیار کریں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 150-149)

واقفین نو میں تقویٰ پیدا کرنے کے لئے والدین کی اپنی اصلاح ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک عام بات ہے جس کی طرف والدین کو توجہ دینی ہوگی۔ وہ ہے اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں، انہیں متقی بنائیں۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک والدین خود متقی نہ ہوں۔ یا متقی بننے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ جب تک عمل نہیں کریں گے منہ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر بچہ دیکھ رہا ہے کہ میرے ماں باپ اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، اپنے بہن بھائیوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر میاں بیوی میں، ماں باپ میں ناچاقی اور جھگڑے شروع ہو رہے ہیں۔ تو پھر بچوں کی تربیت اور ان میں تقویٰ پیدا کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے بچوں کی تربیت کی خاطر ہمیں بھی اپنی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ بچوں میں تقویٰ کس طرح پیدا کیا جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''واقفین نو بچوں کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے ساتھ ایسی حرکتیں نہ کریں جن کی وجہ سے ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت ہی عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو اور اس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر جائیں پھر یہ آپ کے ہاتھ میں کھیلنے کے بجائے خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے، سارے مراحل ہٹ جائیں گے۔ رسمی طور پر تحریک جدید سے بھی واسطہ رہے گا یعنی وکالت وقف نو سے۔ اور نظام جماعت سے بھی واسطہ رہے گا۔ مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں لا ڈالیں خدا ان کو سنبھالتا ہے، خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے، خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدا نے

نگہداشت فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں:

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے

گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار

پس ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک راہ ہے کہ ہم اپنے وجود کو اور اپنے واقفین کے وجود کو خدا کے سپرد کر دیں اور خدا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 1989ء)

(خطباتِ مسرور جلد 1 صفحہ 151-150)

نیکی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کریں کہ تم واقف زندگی ہو اور فی زمانہ اس سے بڑی کوئی اور چیز نہیں۔ اپنے اندر قناعت پیدا کرو، نیکی کے معاملہ میں ضرور اپنے سے بڑے کو دیکھو اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ لیکن دنیاوی دولت یا کسی کی امارت تمہیں متأثر نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھو اور خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین کی خدمت کی توفیق دی ہے۔ اور اس دولت سے مالا مال کیا ہے۔ کسی سے کوئی توقع نہ رکھو۔ ہر چیز اپنے پیارے خدا سے مانگو۔ ایک بڑی تعداد ایسے واقفین نو بچوں کی ہے جو ماشاء اللہ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ ان کو خود بھی اب ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

(خطباتِ مسرور جلد 1 صفحہ 151)

واقفین نو بچوں کے ذہنوں میں یہ ڈالنا چاہئے کہ انہیں مربی بننا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضور رحمہ اللہ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے بھی ایک دفعہ اظہار فرمایا تھا کہ واقفین نو بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد جو ہے ان کی تربیت ایسے رنگ میں کرنی چاہئے اور ان کے ذہن میں یہ ڈالنا چاہئے کہ انہیں (مربی) بننا ہے۔ اور آئندہ زمانے میں جو ضرورت پیش آنی ہے (مربیان) کی بہت

بڑی تعداد کی ضرورت ہے اس لئے اس نہج پر تربیت کریں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ اکثریت ان کی (دعوت الی اللہ) کے میدان میں جانے والی ہے اور اس لحاظ سے ان کی تربیت ہونی چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 152-151)

بچوں کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بچوں کی پیدائش کے وقت بھی اور پیدائش کے بعد بھی ہمیشہ بچوں کے نیک صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور نصیحت ہے۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 158)

بچوں کو والدین سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض بچے جائیداد یا کسی معاملہ میں والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔مختلف لوگ لکھتے رہتے ہیں اس لئے یہ عجیب خوفناک کیفیت بعض دفعہ سامنے آجاتی ہے۔اس لحاظ سے ایسے بچوں کو اس تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے تو ماں کے لئے تو خاص طور پر حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔اور یہ فرمایا ہے کہ تمہاری سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔ یہ جو قرآن حکیم کا حکم ہے کہ والدین کو اُف نہ کہو یہ اس لئے ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارا حق مارا جارہا ہے یا تمہارے ساتھ ناجائز رویہ اختیار کیا ہے ماں باپ نے۔تب بھی تم نے ان کے آگے نہیں بولنا ورنہ کسی کا دماغ تو نہیں چلا ہوا کہ ماں باپ کے فیض بھی اٹھا رہا ہو اور ماں باپ اس بچے کی ہر خواہش بھی پوری کر رہے ہوں تو ان کی نافرمانی کرے یا کوئی نامناسب بات کرے۔اس کا آدمی تکلیف نہیں کرتا ہے تو جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہیں اپنے خطوط میں۔اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر

زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں......لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہئے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں، باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔

(خطبات مسرور جلد1 صفحہ 159-158)

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی اولاد کے حق میں دعا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ:

مِری اولاد جو تِری عطا ہے
ہر اِک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

دنیاوی نعماء کی بھی دعا کی ہے لیکن سب سے بڑھ کر یہ دعا کی ہے کہ:

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

(درّثمین اردو صفحہ 49۔48)

(خطبات مسرور جلد1 صفحہ 159)

کسی احمدی بچے کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ بھی ہوتا ہے بعض دفعہ کہ بعض بچوں کو عام روایتی پڑھائی میں دلچسپی نہیں ہوتی۔ اگر اس میں

دلچسپی نہیں ہے تو پھر کسی ہنر کے سیکھنے کی طرف بچوں کو توجہ دلائیں۔ وقت بہر حال کسی احمدی بچے کا ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 520)

اولاد کے قرۃ العین ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

نیک اولاد ایک نعمت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا فضل مانگنا چاہئے۔۔۔۔اس لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ ہماری اولادوں کی طرف سے ہمیں کسی قسم کے ابتلا کا سامنا نہ کرنا پڑے بلکہ ان میں ہمارے لئے برکت رکھ دے۔ اور یہ دعا بچے کی پیدائش سے بلکہ جب سے پیدائش کی امید ہو تب سے شروع کر دینی چاہئے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی ہے کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا تو اولاد کے قرۃ العین ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 542)

نور ہدایت کو اپنی نسلوں میں جاری کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تقویٰ کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنا اور اُسے صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا کافی نہیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی یہ اعلیٰ وصف پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ اگر ہم نے اپنی نسلوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق چلانے کی کوشش نہ کی تو ہمارا تقویٰ ہماری ذات تک ہی محدود رہ جائے گا۔ اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلوں میں یہ جاری نہیں رہ سکے گا۔ اگر ہم نے اپنی نسلوں کی صحیح طرح تربیت نہ کی اور ان کو تقویٰ پر قائم نہ کیا تو پھر ہماری نسلیں بگڑ کر پہلے کی طرح ہو جائیں گی جن میں کوئی دین نہیں رہے گا۔ اس لئے ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ جو نور ہدایت اس نے حاصل کیا ہے وہ اپنی نسلوں میں بھی جاری کرے تا کہ ہر آنے والی نسل پہلے سے بڑھ کر تقویٰ پر چلنے والی ہو۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 223-222)

صالح اولاد کی خواہش کے لئے اپنی اصلاح ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دین دار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہوکر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے۔ اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔ (یعنی نیک نسل نہیں، بدنسل)۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے۔ تب اس کی ایسی خواہش نتیجہ خیز خواہش ہوگی۔ اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں''۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 223)

نیکیوں کو اپنی اولاد میں قائم کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

صرف خود ہی نیک اور عبادت گزار نہیں بننا بلکہ اپنی اولادوں میں بھی یہ نیکی پیدا کرنی ہے۔ صحیح عبادت کرنے والا وہی ہے جو اپنی اولاد میں بھی یہی نیکی قائم رکھتا ہے۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 230)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تربیت اولاد کے متعلق احادیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایک روایت ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو

جاتا ہے۔ مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے، یا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرتا رہے۔ (صحیح مسلم) پس نیک لڑکا جو دعائیں کرنے والا ہوگا، وہ بھی اس کے لئے ایک طرح کا صدقہ جاریہ ہی ہے۔ ہر احمدی کو اپنی اولاد کی تربیت کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت ایوبؓ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی) پھر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا اس کے لئے صدقہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری عمدہ کمائی میں شامل ہے۔ (ترمذی) اولاد کی عمدہ کمائی سے مراد یہ ہے کہ ایسے رنگ میں تربیت کرو کہ وہ نیک ہوں عبادت گزار ہوں۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا کہ وہ تمہارے لئے دعائیں کرنے والے ہوں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 231-230)

بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تربیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ ان کی تعلیم کا خیال رکھا جائے۔ بچوں کی تعلیم کا خیال رکھنا بھی تمہارے فرائض میں داخل ہے۔ اگر کوئی بچہ مالی حالت کی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں۔ مجھے بتائیں انشاء اللہ کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ لیکن بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 231)

سگریٹ نوشی سے بچوں کو بچائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر معاشرے کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے اور ہر گند سے اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور معاشرے کے جتنے زہر ہیں، جتنی برائیاں ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے مثلاً یہ آج کل عام بیماری ہے اور سکول میں 15-16-17 سال تک کی عمر کے بچوں کو سگریٹ کی عادت ڈالی جاتی ہے اور پھر سگریٹ میں بعض نشہ آور چیزیں ملا کے اس کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ پھر وہ اپنے ساتھی لڑکوں کو عادت ڈالتے ہیں اس طرح یہ پھیلتی چلی جاتی ہے اور وہی سکول کے لڑکے ان کے ایجنٹ کے طور پر پھر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ تو اس پر بھی ماں باپ کو نظر رکھنی چاہئے۔ کسی قسم کی معاشرے کی برائی کا اثر نہ ہم پر نہ ہمارے بچوں پر ظاہر ہو۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 332)

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مصلح موعود نے مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک سکھ طالبعلم تھا جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی عقیدت تھی۔ تو اس نے آپؑ کو لکھا کہ پہلے تو مجھے خدا کی ہستی پر بڑا یقین تھا لیکن اب مجھے کچھ کچھ شکوک وشبہات پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو جواب دیا کہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی دہریت کے خیالات رکھتا ہے جس کا تم پہ اثر پڑ رہا ہے، اس لئے اپنی جگہ بدل لو۔ چنانچہ اس نے اپنی سیٹ بدل لی اور خود بخود اس کی اصلاح ہوگئی۔ فرماتے ہیں کہ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسان پر کتنا برا اثر پڑتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 481، 482)...... پھر ایک حدیث میں روایت ہے اور بہت اہم ہے جس کی طرف والدین کو بھی توجہ دینی چاہئے اور ایسے نوجوانوں کو بھی جو نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا

ہے''۔یعنی دوست کے اخلاق کا اثر انسان پر ہوتا ہے۔''اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے''۔(سنن ابی داؤد)تو والدین کو بھی نگرانی رکھنی چاہئے اور یہ نگرانی سختی سے نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ بچوں سے بے تکلف ہوں،کئی دفعہ پہلے بھی میں اس بارے میں کہہ چکا ہوں۔اکثر کہتا رہتا ہوں کہ اس مغربی معاشرے میں بلکہ آجکل تو مغرب کا اثر،دجالی قوتوں کا اثر،شیطان کے حملوں کا اثر،رابطوں میں آسانی یا سہولت کی وجہ سے ہر جگہ ہو چکا ہے،تو میں یہ کہہ رہا ہوں شیطان کے ان حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے والدین کو اپنے بچوں سے ایک دوستانہ ماحول پیدا کرنا ہوگا اور پیدا کرنا چاہئے خاص طور پر ان ملکوں میں جو نئے آنے والے ہوتے ہیں۔وہ شروع میں تو نرمی دکھاتے ہیں اس کے بعد زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔وہ تصور نہیں ہے کہ بچوں سے بھی دوستی پیدا کی جاسکتی ہے تو ان کو پھر یہ احساس دلانا چاہئے یہ ماحول پیدا کر کے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے۔بچے کو بچپن سے پتہ لگے پھر جوانی میں پتہ لگے۔ایک عمر میں آ کے والدین خود بچوں سے باتیں کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔یہ بھی غلط ہے۔ان کو دین کی طرف لانے کے لئے،دین کی اہمیت ان کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے انہیں خدا سے ایک تعلق پیدا کروانا ہوگا۔اس کیلئے والدین کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ بڑی کوشش کرنی چاہئے۔اور اس وقت تک یہ کام نہیں ہوگا جب تک والدین کا شمار خود صادقوں میں نہ ہو۔پھر یہ بھی نظر رکھنی چاہئے کہ بچوں کے دوست کون ہیں بچوں کے دوستوں کا بھی پتہ ہونا چاہئے۔یہ مثال تو ابھی آپ نے سن ہی لی۔اس سیٹ پر بیٹھنے کی وجہ سے ہی صرف اس طالبعلم پر دہریت کا اثر ہو رہا تھا۔لیکن یہ مثالیں کئی دفعہ پیش کرنے کے باوجود،کئی دفعہ سمجھانے کے باوجود،ابھی بھی والدین کی یہ شکایات ملتی رہتی ہیں کہ انہوں نے سختی کر کے یا پھر بالکل دوسری طرف جا کر غلط حمایت کر کے بچوں کو بگاڑ دیا۔ایک بچہ جو پندرہ سولہ سال کی عمر تک بڑا اچھا ہوتا ہے جماعت سے بھی تعلق ہوتا ہے،نظام سے بھی تعلق ہوتا ہے،اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں بھی حصّہ لے رہا ہوتا ہے۔جب وہ پندرہ سولہ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو پھر ایک دم پیچھے ہٹنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر ہٹتا چلا جاتا ہے،یہاں تک کہ ایسی بھی شکایتیں آئیں کہ ایسے بچے ماں باپ سے بھی علیحدہ ہو گئے۔اور پھر بعض بچیاں بھی اس طرح ضائع ہو جاتی ہیں۔جن کا بہر حال افسوس ہوتا ہے۔تو اگر والدین شروع سے ہی اس بات کا خیال رکھیں تو یہ مسائل پیدا نہ ہوں۔پھر بچوں کو بھی میں کہتا ہوں کہ اپنے دوست

سوچ سمجھ کر بناؤ۔ یہ نہ سمجھو کہ والدین تمہارے دشمن ہیں یا کسی سے روک رہے ہیں بلکہ سولہ سترہ سال کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ خود ہوش کرنی چاہئے، دیکھنا چاہئے کہ ہمارے جو دوست ہیں بگاڑنے والے تو نہیں، اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے تو نہیں ہیں۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہیں وہ تمہارے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ تمہارے ہمدرد نہیں ہو سکتے، تمہارے سچے دوست نہیں ہو سکتے۔ اور ایک احمدی بچے کو تو کیونکہ صادقوں کی صحبت سے فائدہ اٹھانا ہے اس لئے یاد رکھیں کہ یہ گروہ شیطان کا گروہ ہے صادقوں کا گروہ نہیں اس لئے ایسے لوگوں میں بیٹھ کے اپنی بدنامی کا باعث نہ بنیں، ایسے بچوں یا نوجوانوں سے دوستی لگا کے اپنے خاندان کی بدنامی کا باعث نہ بنیں اور ہمیشہ نظام سے تعلق رکھیں۔ نظام جو بھی آپ کو سمجھاتا ہے آپ کی بہتری اور بھلائی کیلئے سمجھاتا ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دیں اللہ تعالیٰ ہمارے ہر بچے کو ہر شیطانی حملے سے بچائے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا یا تُو اس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑوں کو جلا دے گا یا اس کا بدبودار دھواں تجھے تنگ کرے گا‘‘۔ (مسلم)

تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو کستوری کی خوشبو بانٹنے والا بنائے اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں جو نہ صرف ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہوں بلکہ لوگ بھی ہم سے فائدہ اٹھا رہے ہوں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 397 تا 395)

ہر زبان کے ماہرین کی ایک ٹیم تیار کی جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

خاص طور پر واقفین نو بچے جو تیار ہو رہے ہیں، توجہ ہونی چاہئے تا کہ خاص طور پر ہر زبان کے ماہرین کی ایک ٹیم تیار ہو جائے۔ بہت سے بچے ایسے ہیں جو اب یونیورسٹی لیول تک پہنچ چکے ہیں، وہ

خود بھی اس طرف توجہ کریں جیسا کہ میں نے کہا اور جو ملکی شعبہ واقفین نو کا ہے وہ بھی ایسے بچوں کی لسٹیں بنائیں اور پھر ہر سال یہ فہرستیں تازہ ہوتی رہیں کیونکہ ہر سال اس میں نئے بچے شامل ہوتے چلے جائیں گے......تو ماں باپ بھی صرف وقف کر کے بیٹھ نہ جائیں بلکہ بچوں کو مستقل سمجھاتے رہیں۔ میں یہی مختلف جگہوں پر ماں باپ کو کہتا رہا ہوں کہ اپنے بچوں کو سمجھاتے رہیں کہ تم وقف نو ہو ہم نے تم کو وقف کیا ہے تم نے جماعت کی خدمت کرنی ہے، اور جماعت کا ایک مفید حصہ بننا ہے اس لئے کوئی ایسا پیشہ اختیار کرو جس سے تم جماعت کا مفید وجود بن سکو۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 420-419)

واقفین نو بچوں کو نئے علوم سکھانے چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہم نے واقفین نو بچوں کو پڑھا کے نئے نئے علوم سکھا کے پھر دنیا کے منہ دلائل سے بند کرنے ہیں۔ اور اس تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اصل قرآن کا علم اور معرفت دی ہے، اللہ کرے کہ واقفین نو کی یہ جدید فوج اور علوم جدیدہ سے لیس فوج جلد تیار ہو جائے۔ عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی اکٹھے ہو کر کوشش کرنی ہوگی تا کہ ہم اپنی اگلی نسل کو بچا سکیں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 422)

آئندہ نسلوں کو بچانے کے لئے والدین مل کر کوشش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

واقفین نو بچوں کی تربیت کے لئے خصوصاً اور تمام احمدی بچوں کی تربیت کے لئے بھی عموماً ہماری خواتین کو بھی اپنے علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو بھی وقت دینے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اجلاسوں میں اجتماعوں میں، جلسوں میں آ کر جو سیکھا جاتا ہے وہیں چھوڑ کر چلے نہ جایا کریں، یہ تو بالکل جہالت کی بات ہوگی کہ جو کچھ سیکھا ہے وہ وہیں

چھوڑ دیا جائے۔ تو عورتیں اس طرف بہت توجہ دیں اور اپنے بچوں کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دیں۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جن واقفین نو یا عمومی طور پر بچوں کی مائیں بچوں کی طرف توجہ دیتی ہیں اور خود بھی کچھ دینی علم رکھتی ہیں ان کے بچوں کے جواب اور وقف نو کے بارے میں دلچسپی بھی بالکل مختلف انداز میں ہوتے ہیں اس لئے مائیں اپنے علم کو بھی بڑھائیں اور پھر اس علم سے اپنے بچوں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ باپوں کی ذمہ داریاں ختم ہوگئی ہیں یا اب باپ اس سے بالکل فارغ ہو گئے ہیں یہ خاوندوں کی اور مردوں کی ذمہ داری بھی ہے کہ ایک تو وہ اپنے عملی نمونے سے تقویٰ اور علم کا ماحول پیدا کریں پھر عورتوں اور بچوں کی دینی تعلیم کی طرف خود بھی توجہ دیں۔ کیونکہ اگر مردوں کا اپنا ماحول نہیں ہے، گھروں میں وہ پاکیزہ ماحول نہیں ہے، تقویٰ پر چلنے کا ماحول نہیں۔ تو اس کا اثر بہرحال عورتوں پر بھی ہوگا اور بچوں پر بھی ہوگا۔ اگر مرد چاہیں تو پھر عورتوں میں چاہے وہ بڑی عمر کی بھی ہو جائیں تعلیم کی طرف شوق پیدا کر سکتے ہیں کچھ نہ کچھ رغبت دلا سکتے ہیں۔ کم از کم اتنا ہو سکتا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں اس لئے جماعت کے ہر طبقے کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مرد بھی عورتیں بھی۔ کیونکہ مردوں کی دلچسپی سے ہی پھر عورتوں کی دلچسپی بھی بڑھے گی اور اگر عورتوں کی ہر قسم کی تعلیم کے بارے میں دلچسپی ہوگی تو پھر بچوں میں بھی دلچسپی بڑھے گی۔ ان کو بھی احساس پیدا ہوگا کہ ہم کچھ مختلف ہیں دوسرے لوگوں سے۔ ہمارے کچھ مقاصد ہیں جو اعلیٰ مقاصد ہیں۔ اور اگر یہ سب کچھ پیدا ہوگا تو تبھی ہم دنیا کی اصلاح کرنے کے دعوے میں سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔ ورنہ دنیا کی اصلاح کیا کرنی ہے۔ اگر ہم خود توجہ نہیں کریں گے تو ہماری اپنی اولادیں بھی ہماری دینی تعلیم سے عاری ہوتی چلی جائیں گی۔ کیونکہ تجربہ میں یہ بات آ چکی ہے کہ کئی ایسے احمدی خاندان جن کی آگے نسلیں احمدیت سے ہٹ گئیں صرف اسی وجہ سے کہ ان کی عورتیں دینی تعلیم سے بالکل لاعلم تھیں۔ اور جب مرد فوت ہو گئے تو آہستہ آہستہ وہ خاندان یا ان کی اولادیں پرے ہٹتے چلے گئے کیونکہ عورتوں کو دین کا کچھ علم ہی نہیں تھا، تو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی اکٹھے ہو کر کوشش کرنی ہوگی تا کہ ہم اپنی اگلی نسل کو بچا سکیں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 423-422)

سفر میں اپنا امیر مقرر کرو اور پھر اس کی اطاعت کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حدیث میں آتا ہے، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی سفر پر جائیں تو اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر مقرر کرلیں۔ (سنن ابی داؤد)

بعض لوگ گروپوں کی شکل میں نکلتے ہیں تو اپنا امیر مقرر کرلیں۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ امیر ضرور مقرر کیا جائے اور پھر جب آپ نے امیر مقرر کرلیا تو اس کو مشورہ تو ضرور دیں، مشورہ دینے کا آپ حق رکھتے ہیں لیکن اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی بات نہیں کررہا تو اس کی ہر بات بھی ماننی پڑے گی۔ اور بچوں میں یہ روح پیدا کرنے کے لئے کہ یہ اللہ کے رسول کا حکم ہے کہ سفروں میں امیر مقرر کرو، بچوں کے ساتھ جب سفر کریں تو باپ یا جو بھی اس خاندان کا بڑا ہو جس کو بھی آپ امیر بنائیں، بتائے کہ یہ امیر ہے اور اس کی بات ماننی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول نے بتایا ہے کہ سفروں میں امیر ہونا چاہئے۔ تو جب آپ بچوں کو اس طرح ٹریننگ دیں گے تو بچوں کو بچپن سے ہی نظام جماعت سے اطاعت کی بھی عادت پیدا ہو جائے گی اور ایک سفر سفر میں ہی بچوں کو سبق مل جائے گا۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 433)

تربیت اولاد میں بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

عموماً اب یہ رواج ہو گیا ہے کہ مرد کہتے ہیں کیونکہ ہم پر باہر کی ذمہ داریاں ہیں، ہم کیونکہ اپنے کاروبار میں اپنی ملازمتوں میں مصروف ہیں اس لئے گھر کی طرف توجہ نہیں دے سکتے اور بچوں کی نگرانی کی ساری ذمہ داری عورت کا کام ہے۔ تو یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں، ویک اینڈ ز پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں (بیت الذکر) سے جوڑے، انہیں جماعتی

پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے تاکہ وہ اپنے مسائل ایک دوست کی طرح آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔ بیوی سے اس کے مسائل اور بچوں کے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کے سربراہ کو اگر اپنے دائرہ اختیار میں اپنے رہنے والوں کے مسائل کا علم نہیں تو وہ تو کامیاب سربراہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے بہترین نگران وہی ہے جو اپنے ماحول کے مسائل کو بھی جانتا ہو۔ یہ قابل فکر بات ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی نگرانی کے دائرے سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں یا آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور اپنی دنیا میں مست رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو مومن کو، ایک احمدی کو ان باتوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ مومن کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیاداری کی باتیں تو الگ رہیں، دین کی خاطر بھی اگر تمہاری مصروفیات ایسی ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تم نے مستقلاً اپنا یہ معمول بنا لیا ہے، یہ روٹین بنالی ہے کہ اپنے گردوپیش کی خبر ہی نہیں رکھتے، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے ملنے والوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے معاشرے کی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ معیار حاصل کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو...... پھر مرد کے فرائض میں سے بچوں کے حقوق بھی ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے۔ (**الادب المفرد للبخاری**)

حضرت ابوہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس پر رحم کرتا ہے؟ اس پر اس نے کہا جی حضور! تو حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے بہت زیادہ رحم کرے گا جتنا تو اس پر کرتا ہے اور وہ خدا ارحم الراحمین ہے۔ (**الادب المفرد للبخاری**) پھر حضرت ایوب اپنے والد اور اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا

ہو۔(ترمذی) تو اس زمانے میں اور خاص طور پر اس ماحول میں باپوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ صرف اپنی باہر کی ذمہ داریاں نہ نبھائیں، گھروں کی بھی ذمہ داری ہے۔ اور اس کو سمجھیں کیونکہ ہر طرف سے معاشرہ اور بگاڑنے والا ماحول منہ کھولے کھڑا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے''۔(بعض دفعہ بعض باپوں کو سزائیں دینے کا بہت شوق ہوتا ہے) ''گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے''۔(اپنے آپ کو حصہ دار بنانا چاہتا ہے)۔''ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد میں سزا سے کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا ہو اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے''(کہ اگر مغلوب الغضب نہ ہو، غصے میں نہ ہو بلکہ اگر اصلاح کی خاطر سزا دینی ہو تو اس کو حق ہے)''کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے''(یا اس کو معاف کر دے) مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ پھر فرمایا کہ:''جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرا لیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے''۔(ملفوظات جلد اول صفحہ 308)

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 460-445)

اپنے بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک روایت ہے، حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔(ابن ماجہ)

تو اپنے بچوں میں عزت نفس پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عزت کی جائے اس کو آداب سکھائے جائیں اس کی ایسے رنگ میں تربیت ہو کہ وہ دوسروں کی بھی عزت اور احترام کرنے

والا ہو۔ اس طرح نہ اس کی تربیت کریں کہ اس عزت کی وجہ سے جو آپ اس کی کر رہے ہیں وہ خودسر ہو جائے، بگڑنا شروع ہو جائے، اپنے آپ کو دوسروں سے بالا سمجھنے، دوسروں سے زیادہ سمجھنے لگ جائے اور دوسرے بچوں کو بھی اپنے سے کمتر سمجھے اور بڑوں کا احترام بھی اس کے دل میں نہ ہو۔ تو تربیت ایسے رنگ میں کی جانی چاہئے کہ اعلیٰ اخلاق بھی بچے کو ساتھ ساتھ آئیں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 461)

دعا کے ساتھ قیام نماز کی کوشش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تو مردوں کی ایک سربراہ کی حیثیت سے یہ بھی ذمہ داری ہے کہ متقی بننے اور متقی خاندان کا سربراہ بننے کے لئے خود بھی نمازوں کی پابندی کریں۔ رات کو اٹھیں یا کم از کم فجر کی نماز کے لئے تو ضرور اٹھیں، اپنی بیوی بچوں کو بھی اٹھائیں۔ جو گھر اس طرح عبادت گزار افراد سے بھرے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی برکات کو سمیٹنے والے ہوں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ کوشش بھی اس وقت بارآور ہوگی، اس وقت کامیابیاں ملیں گی کہ جب دعا کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہوں گے۔

(خطبات مسرور جلد2 صفحہ 462)

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی اولاد کی اصلاح کے لئے دعاؤں کا نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ کہ میری بیوی بچوں کی اصلاح فرما اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 457-456) پھر آپؑ (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ

السلام) نے فرمایا کہ میرا طریق کیا ہے کہ میں کس طرح دعائیں مانگا کرتا ہوں۔ فرمایا کہ مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ پہلی یہ کہ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت وجلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوسرے پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں (یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والے ہوں)۔ پھر تیسرے فرمایا کہ پھر مَیں اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر چوتھے فرمایا کہ میں اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام دعا کرتا ہوں۔ پھر پانچویں فرمایا پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلے سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 309)

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 463)

ٹوپی پہننے کی عادت ہونی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

چھوٹے بچوں میں بھی ان دنوں میں خاص طور پر جماعتی روایات کا خیال رکھتے ہوئے ٹوپی پہننے کی عادت ڈالیں۔ ایسے بچے جو نمازیں پڑھنے کی عمر کے ہیں۔ اور اس طرح ایسی بچیاں جو اس عمر کی ہیں ان کو سر پر چھوٹا سا دوپٹہ بھی لے دینا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 544)

بچوں میں سلام کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اپنے بچوں کو سلام کہنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ یہ تو ٹریننگ کا ایک مستقل حصہ ہے، بچے کو سمجھاتے رہیں کہ وہ سلام کرنے کی عادت ڈالے، گھر سے جب بھی باہر جائے سلام کر کے جائے اور گھر میں جب داخل ہو تو سلام کر کے داخل ہو۔ پھر بچوں کو اس کا مطلب بھی سمجھائیں کہ کیوں سلام کیا جاتا ہے تو بہر حال بچوں، بڑوں سب کو سلام کہنے

کی عادت ہونی چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد2 صفحہ 628)

بچوں کو قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 688)

بچوں کو نمازوں پر لاتے رہنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس طرح ہر احمدی کو اپنے بیوی بچوں کو نماز کی تلقین کرتے رہنا چاہئے، اس کے لئے اٹھاتے رہنا چاہئے، نمازوں پہ لاتے رہنا چاہئے ......اللہ تعالیٰ انعامات اس وقت تک نازل فرماتا رہے گا جب تک کہ خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی عبادت کی طرف مائل رکھیں گے۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 712)

نیکیوں پر چلنے والی اولاد ہی باعث فخر ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک روایت ہے حضرت معقلؓ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنا جانتی ہوں اور جن سے زیادہ اولاد پیدا ہو تا کہ میں کثرت افراد کی وجہ سے سابقہ امتوں پر فخر کرسکوں۔(ابوداؤد) تو زیادہ بچوں والی عورت کو آپ نے یہ بھی مقام دیا کہ ان کا بچوں کی کثرت کی وجہ سے ایک مقام ہے۔ کیونکہ یہ میری امت میں اضافے کا سبب بن سکتی ہیں۔ یہاں آپ کی مراد صرف یہ نہیں ہے کہ گنتی بڑھالو، افراد زیادہ ہو جائیں۔ بلکہ ایسی اولاد ہو جو نیکیوں میں بڑھنے والی بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی بھی ہو تبھی وہ

آپ کے لئے باعث فخر ہے۔ پس اس میں عورتوں پر یہ ذمہ داری بھی ڈالی ہے کہ صرف اولاد پر فخر نہ کریں بلکہ نیکیوں پر چلنے والی اولاد بنانے کی کوشش کریں۔ جو آپ ؐ کی امت کہلانے میں فخر محسوس کرے اور آپ ؐ جس طرح فرما رہے ہیں کہ مجھے بھی ان عورتوں پر فخر ہوگا جن کی اولادیں زیادہ ہوں گی اور نیکیوں پر قائم بھی ہوں گی۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 935)

بچوں کو وقف جدید میں شامل کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

وقف جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے۔ اور سوائے استثناء کے اِلّا ماشاء اللہ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اس لیے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لیے وقف جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا۔ اور اُس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔ اگر باقی دنیا کے ممالک بھی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کریں تو شامل ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ چندے میں بھی اضافہ ہوگا۔ اور سب سے بڑا مقصد جو قربانی کا جذبہ دل میں پیدا کرنا ہے وہ حاصل ہوگا۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 9)

واقفین نو کے والدین کا فرض ہے کہ دعائیں جاری رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

واقفین نو بچوں کے جو والدین ہیں انہیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے جس انعام سے نوازا تھا اس نے تو قربانی کا بھی اعلیٰ

معیار قائم کر دیا۔ پس جو والدین اپنے بچوں کو وقف نو میں شامل کرتے ہیں انہیں خصوصاً اور دوسروں کو بھی، عام طور پر ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں ایسی اولاد سے نوازے جو حقیقت میں دین کی خادم بننے والی ہو، جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے والی ہو اور صالحین میں شمار ہو۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 517)

معاشرتی برائیوں سے بچانے کے لئے بچوں کو نماز کا عادی بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہماری نمازوں میں باقاعدگی یقیناً ہمارے بچوں میں بھی یہ روح پیدا کرے گی کہ ہم نے بھی نمازوں میں باقاعدہ ہونا ہے۔ اس کی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح ہمارے والدین کرتے ہیں۔ اور جب یہ بات ان بچوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے گی، بیٹھ جائے گی کہ ہم نے نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنی ہے تو پھر والدین کو یہ چیز اس فکر سے بھی آزاد کر دے گی کہ اس مغربی معاشرے میں جہاں ہزار قسم کے کھلے گند اور برائیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، ہر وقت والدین کو یہ فکر رہتی ہے کہ ان کے بچے اس گند میں کہیں گر نہ جائیں۔ دعا کے لئے لکھتے ہیں، کہتے بھی ہیں اور خود کوشش بھی کرتے ہوں گے، دعا بھی کرتے ہوں گے۔ اگر اپنے بچوں کو ان گندگیوں اور غلاظتوں میں گرنے سے بچانا ہے تو سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ نمازوں میں باقاعدہ کریں۔ کیونکہ اب ان غلاظتوں اور اس گند سے بچانے کی ضمانت ان بچوں کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق دے رہی ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ (العنکبوت:46) یعنی یقیناً نماز بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 373-372)

تربیت اولاد کے لئے اپنی حالت پر بھی غور کرنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اولاد کی خواہش ہمیشہ اس دعا کے ساتھ کرنی چاہئے کہ نیک صالح اولاد ہو جو دین کی خدمت کرنے والی ہو اور اعمال صالحہ بجالانے والی ہو۔ اس کے لئے سب سے ضروری بات والدین کے لئے یہ ہے کہ وہ خود بھی اولاد کے لئے دعا کریں اور اپنی حالت پر بھی غور کریں۔ بعض ایسے ہیں جب دعا کے لئے کہیں اور ان سے سوال کرو کہ کیا نمازوں کی طرف تمہاری توجہ ہوئی ہے، دعائیں کرتے ہو؟ تو پتہ چلتا ہے کہ جس طرح توجہ ہونی چاہئے اس طرح نہیں ہے۔ مَیں اس طرف بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ اولاد کی خواہش سے پہلے اور اگر اولاد ہے تو اس کی تربیت کے لئے اپنی حالت پر بھی غور کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ جب اولاد سے نوازے یا جو اولاد موجود ہے وہ نیکیوں پر قدم مارنے والی ہو اور قرۃ العین ہو۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 517-516)

تربیت اولاد کے لئے اپنے نمونے قائم کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جو والدین اولاد کے خواہش مند ہوں انہیں نیک اولاد کی خواہش کرنی چاہئے اور پھر اولاد کی تربیت بھی اس کے مطابق ہو اور جیسا کہ میں نے کہا اولاد کی تربیت کے لئے سب سے پہلے اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں۔ واقفین نو بچوں کے جو والدین ہیں انہیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 517)

اصلاح اولاد کے لئے توجہ اور دعا کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اولاد کی اصلاح کے ضمن میں ایک اور قرآنی دعا اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ (الاحقاف:16) کہ میرے بچوں کی بھی اصلاح فرما، کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے

بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے......ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں‘ بڑی سخت مصیبتیں آ جایا کرتی ہیں تو اولاد کے لئے بہت دعا کرنی چاہئے۔ فرمایا ”تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد4 صفحہ 518-517)

تربیت اولاد کا ایک گر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض لوگ خود تو ماں باپ کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں جو بڑی اچھی بات ہے، کرنی چاہئے۔ لیکن اپنے بچوں کو اس طرح ان کی ماں کی خدمت کی طرف توجہ نہیں دلا رہے ہوتے جس کی وجہ سے پھر آئندہ نسل بگڑنے کا احتمال ہوتا ہے۔ تو آپ بھی ماں باپ کی خدمت کریں اور بچوں کی بھی اس طرح تربیت کریں کہ وہ اپنی ماؤں کی خدمت کرنے والے ہوں۔ اور بعض دفعہ جب ایک انسان بچوں کے سامنے اپنی بیوی سے بدسلوکی کر رہا ہوگا، اس کی بے عزتی کر رہا ہوگا تو عزت قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ماؤں کی عزت قائم کروانے کے لئے اور بچوں کی تربیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی بیویوں کی، اپنے بچوں کی ماؤں کی عزت کریں۔

(خطبات مسرور جلد4 صفحہ 519)

ایک غلط رویہ کی اصلاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھروں میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اگر قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ فرماتے ہیں دیکھو (یہ جو کھانا کھانے والی آیت ہے) اس میں ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں، ماں کا گھر الگ اور شادی شدہ لڑکے کا گھر الگ، تبھی تو ایک دوسرے کے گھروں میں جاؤ گے اور کھانا کھاؤ گے۔ تو

دیکھیں یہ جو لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ہم ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے تو پتہ نہیں کتنے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو جائیں گے اور بعض ماں باپ بھی اپنے بچوں کو اس طرح خوف دلاتے رہتے ہیں بلکہ بلیک میل کر رہے ہوتے ہیں کہ جیسے گھر علیحدہ کرتے ہی ان پر جہنم واجب ہو جائے گی۔ تو یہ انتہائی غلط رویہ ہے۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 571)

بچوں کو ماؤں سے چھین لے جانا انتہائی ظلم ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض تو ظلموں میں اس حد تک چلے گئے ہیں کہ بچوں کو لے کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے اور پھر بھی احمدی کہلاتے ہیں۔ ماں بیچاری چیخ رہی ہے چلاّ رہی ہے۔ ماں پر غلط الزام لگا کر اس کو بچوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ فائدہ اٹھانے کے لئے غلط الزام نہ لگاؤ...... تو یہ الزام تراشیاں اور بچوں کے بیان اور بچوں کے سامنے ماں کے متعلق باتیں، جو انتہائی نامناسب ہوتی ہیں، بچوں کے اخلاق بھی تباہ کر رہی ہوتی ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 572-571)

ماں باپ کو بچہ کی وجہ سے دکھ نہ دیا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض ماں باپ بچوں کو دوسرے ملک میں لے گئے یا انہیں چھپا لیا یا کورٹ سے غلط بیان دے کر یا دلوا کر بچے چھین لئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والدہ کو اس کے بچے کی وجہ سے دکھ نہ دیا جائے، اور نہ والد کو اس کے بچے کی وجہ سے دکھ دیا جائے...... ہر وقت یہ پیش نظر رہے کہ جس طرح آپ پر آپ کی ماں کا حق ہے اسی طرح آپ کے بچوں پر ان کی ماں کا بھی حق ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا اور جائزہ میں بھی سامنے آیا عموماً باپوں کی طرف سے یہ ظلم زیادہ ہوتے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 573)

تربیت اولاد جذبہ رحم کے تحت ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بچوں کو پیار کرنا، ان کی تربیت کرنا یہ بھی ایک رحم کے جذبے کے تحت ہونا چاہئے۔ اور یہی چیز اللہ تعالیٰ کے رحم کو سمیٹنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے والی ہے۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 88)

خاندان کی عزت کے حوالہ سے بھی نیکی کرنے اور بدی چھوڑنے کی تلقین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جب ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیتے ہیں تو بعض اوقات بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کرتے ہیں اور ان کے اس احساس کو بیدار کرتے ہیں کہ تم ہماری عزت اور ہمارے خاندان کی عزت کی خاطر یہ یہ بُری باتیں چھوڑ دو اور نیک عمل کرو۔ ایسی باتیں نہ کرو جس سے دوسروں کے سامنے ہماری سُبکی ہو۔ نگران کا ان کے ان جذبات کو ابھارنا بھی ان کی اصلاح کا ایک حصہ ہے، ایک کام ہے۔ پس ہر فرد جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی طرف منسوب ہوتا ہے یہ بات یاد رکھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہو کر آپؑ کو بدنام نہیں کرنا۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 136)

اولاد کی تربیت اپنے نیک نمونہ سے کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

گھر کا سربراہ ہو یا بعض اوقات (جیسا کہ مَیں نے کہا) بعض خاندانوں نے بھی اپنے سربراہ بنائے ہوئے ہوتے ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے بچوں یا خاندان کی تربیت کی ذمہ داری ان کی ہے۔ ان کے اپنے عمل نیک ہونے چاہئیں۔ ان کی اپنی ترجیحات ایسی ہونی

چاہئیں جو دین سے مطابقت رکھتی ہوں، نظام جماعت اور نظام خلافت سے گہری وابستگی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کی طرف پوری توجہ اور کوشش ہو تبھی صحیح رنگ میں اپنے زیر اثر کی بھی تربیت کر سکیں گے۔ خود نمازوں کی طرف توجہ ہو گی تو بیوی بچوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلا سکیں گے۔ خود نظام جماعت کا احترام ہو گا تو اپنے بیوی بچوں کو اور خاندان کو نظام جماعت کا احترام سکھا سکیں گے۔ خود خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہنے والے اور اس کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں گے تو اپنے بیوی بچوں اور اپنے زیرنگیں کو اس طرف توجہ دلا سکیں گے۔ پس خاندان کے سربراہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے، ورنہ یاد رکھیں کہ جزا سزا کا دن سامنے کھڑا ہوا ہے۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 138)

بیوی، بچوں کی ایسی تربیت کرے کہ خاوند خوش ہو جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بیوی کو توجہ دلائی کہ خاوند کے گھر کی، اس کی عزت کی، اس کے مال کی اور اس کی اولاد کی صحیح نگرانی کرے۔ اس کا رہن سہن، رکھ رکھاؤ ایسا ہو کہ کسی کو اس کی طرف انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ خاوند کا مال صحیح خرچ ہو۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے بلاوجہ مال لوٹاتی رہتی ہیں یا اپنے فیشنوں یا غیر ضروری اشیاء پر خرچ کرتی ہیں ان سے پرہیز کریں۔ بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں ہو کہ انہیں جماعت سے وابستگی اور خلافت سے وابستگی کا احساس ہو۔ اپنی ذمہ داری کا احساس ہو۔ پڑھائی کا احساس ہو۔ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کا احساس ہو تا کہ خاوند کبھی یہ شکوہ نہ کرے کہ میری بیوی میری غیر حاضری میں (کیونکہ خاوند اکثر اوقات اپنے کاموں کے سلسلہ میں گھروں سے باہر رہتے ہیں) اپنی ذمہ داریاں صحیح ادا نہیں کر رہی۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 138)

سلامتی کا تحفہ بھیجنے سے محبت میں اضافہ ہوگا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ فرماتا ہے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِاللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ(النور: 62) پس جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں پر اللہ کی طرف سے ایک بابرکت پاکیزہ سلامتی کا تحفہ بھیجا کرو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیات کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم عقل کرو۔ ایسے گھروں میں رہنے والے جب ایک دوسرے پر سلامتی کا تحفہ بھیجتے ہیں تو یہ سوچ کر بھیج رہے ہوں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے۔ تو آپس کی محبتوں میں اضافہ ہوگا اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہوگی۔ گھر کے مرد سے، اس کی سخت گیری سے، اگر وہ سخت طبیعت کا ہے تو اس سلامتی کے تحفے کی وجہ سے، اس کے بیوی اور بچے محفوظ رہیں گے۔ اس معاشرے میں خاص طور پر اور عموماً دنیا میں باپوں کی ناجائز سختی اور کھردری (سخت) طبیعت کی وجہ سے، بعض دفعہ بچے باغی ہو جاتے ہیں، بیویاں ڈری سہمی رہتی ہیں۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ باوجود سالوں ایک ساتھ رہنے کے میاں بیوی کی علیحدگیوں تک نوبت آجاتی ہے، علیحدگیاں ہو رہی ہوتی ہیں، بچے بڑے ہو جاتے ہیں۔ خاندانوں کو ان کی پریشانی علیحدہ ہو رہی ہوتی ہے۔ تو اس طرح اگر سلامتی کا تحفہ بھیجتے رہیں تو یہ چیزیں کم ہوں گی۔ اسی طرح جب عورتیں سلامتی کا پیغام لے کر گھروں میں داخل ہوں گی تو اپنے گھروں کی نگرانی صحیح طور پر کر رہی ہوں گی اور اپنے خاوندوں کی عزت کی حفاظت کرنے والی ہوں گی۔ جب بچوں کی اس نہج پر تربیت ہو رہی ہوگی تو جوانی کی عمر کو پہنچنے کے باوجود اپنے گھر، ماں، باپ اور معاشرے کے لئے بدی کا باعث بننے کی بجائے سلامتی کا باعث بن رہے ہوں گے۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 215)

بچوں میں سلام کرنے کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

عام طور پر ٹین ایجز (teenagers) میں اس جوانی میں یہ بڑی بیماری ہوتی ہے، عام طور پر عادتیں کچھ بگڑ جاتی ہیں لیکن اگر شروع میں عادتیں اچھی ڈال دی جائیں تو یہ سلامتی کا پیغام بن کر گھروں میں جا رہے ہوں گے۔ پس یہ ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اندر اس سلامتی کے پیغام کو رائج کریں تا کہ ان کی اولادیں بھی نیکی اور تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے سلامتی کا پیغام پہنچانے والی ہوں۔ اور چھوٹی عمر میں یہ عادت ڈالنی چاہئے۔ دیکھا ہے کہ بعض دفعہ بچے سلام نہیں کر رہے ہوتے، ماں باپ کہہ دیتے ہیں کہ حیا کی وجہ سے، شرم کی وجہ سے یہ سلام نہیں کر رہا۔ اگر بچے کے ذہن میں چھوٹی عمر میں ڈالیں گے کہ سلام میں حیا نہیں ہے بلکہ بری باتوں میں حیا ہے اور اس میں حیا کرنی چاہئے تو باتوں باتوں میں ہی پھر بچے کی تربیت بھی ہو جاتی ہے۔ بعض بچے آپس میں لڑائی جھگڑے کر رہے ہوتے ہیں، مَیں نے دیکھا ہے کہ (بیت) فضل کے احاطہ میں بھی کھیل کھیل میں لڑائیاں ہو رہی ہوتی ہیں اور ظالمانہ طور پر ایک دوسرے کو مار بھی رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت کوئی حیا اور شرم نہیں ہوتی۔ حالانکہ وہ چیزیں ہیں جن میں حیا مانع ہونی چاہئے، جن میں شرم آنی چاہئے اور روک بنی چاہئے۔ پس اللہ کی سلامتی کا وارث بننے کے لئے بچوں میں بھی سلام کی عادت ڈالیں اور یہ عادت اسی صورت میں پڑے گی جب بڑے چھوٹوں کو سلام کرنے میں پہل کریں گے۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 216-215)

والدین کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پہلی بات یہ ہے کہ حکم دیا گیا کہ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرو۔ اس بات کی طرف توجہ دلا دی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد تمہیں والدین کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے کیونکہ انہوں نے بھی تمہیں بچپن میں ہر شر سے محفوظ

رکھنے کی کوشش کی۔ تمہارے والدین ہی ہیں جو تمہاری صحت و سلامتی کے لئے تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ پس آج بڑے ہو کر تمہارا فرض بنتا ہے کہ ان کے حقوق ادا کرو۔ ایک جگہ فرمایا اگر ان پہ بڑھاپا آ جائے تو انہیں اُف تک نہ کہو، ان کی باتیں مانو۔ ایک جگہ فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:25) پس یہ دعا بھی اس لئے ہے کہ تمہارے جذبات، تمہارے خیالات ان کے لئے رحم کے رہیں اور پھر یہ دو طرفہ دعائیں ایک دوسرے پر سلامتی برسانے والی ہوں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے والدین سے احسان کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور شکرگزار بندہ بننے کا ذکر فرمایا۔ فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا. حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ(الاحقاف: 16) اور ہم نے انسان کو تاکید کی، نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ 30 مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور 40 سال کا ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی اصلاح کر دے، یقیناً مَیں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یعنی حقیقی فرمانبردار مَیں تبھی بن سکتا ہوں، حقیقی اسلام میرے اندر تبھی داخل ہو سکتا ہے، سلامتی پھیلانے والا میں تبھی کہلا سکتا ہوں جب ان حکموں پر عمل کرتے ہوئے جس میں سے ایک حکم یہ ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ ان کے احسانوں کو یاد کر کے ان سے احسان کا سلوک کرو۔ ان نعمتوں کے شکرگزار بنو۔ جو انسان یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تُو مجھے ان نعمتوں کا شکرگزار بنا جو تُو نے مجھ پر کی ہیں، جو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کی ہیں میرے والدین پر کی ہیں کہ ان کی اولاد سلامتی

پھیلانے والی اور نیک اعمال کرنے والی ہو اور پھر آئندہ نسل کی سلامتی اور نیکیوں پر قائم رہنے کی بھی دعا اے خدا میں تجھ سے مانگتا ہوں۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 225-224)

تربیت سلامتی بکھیرنے والی ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

والدین کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ......جن کی اولاد نیکیوں میں بڑھنے والی اور نیک اعمال کرنے والی ہو۔ پس والدین کو اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس کے حضور جھکتے ہوئے اولاد کی ایسی تربیت کرنی چاہئے جو سلامتیاں بکھیرنے والی ہو۔ جو فرمانبردار ہو ورنہ وہ ماں بھی تو تھی جس کا کان یا زبان اس کے بیٹے نے اس لئے کاٹ لی تھی کہ اگر یہ مجھے صحیح راستے پر ڈالنے والی ہوتی، مجھے سلامتی اور فساد کا فرق بتانے والی ہوتی تو آج میں ان جرموں کی وجہ سے جو میرے سے سرزد ہوتے رہے پھانسی کے تختے پر چڑھنے کی بجائے تیرے لئے رحم اور فضل کی دعا مانگ رہا ہوتا، ہر شر سے محفوظ رہنے کی دعا مانگ رہا ہوتا۔ پس والدین کو بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے۔ اس آیت میں دونوں کو توجہ دلائی ہے۔ پہلے اولاد بن کر والدین کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے لئے دعا پھر ماں باپ بن کر اولاد کی اصلاح اور نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے دعا۔ تو یہ دعائیں ہیں جو ایک سچے عابد کو اپنے بڑوں کے بھی اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرتے ہوئے اسے سلامتی پھیلانے والا بنائیں گی۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 225)

تربیت اولاد کے لئے باپ کی اصلاح ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مَیں نے نسلوں کی تربیت کی بات کی ہے تو یہ بھی ذکر کر دوں کہ بعض بیویاں، بعض عورتیں اپنے خاوندوں کے بارہ میں دعا کے لئے لکھتی ہیں کہ دعا کریں کہ انہیں نمازوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ پیدا ہو جائے، انہیں جمعوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ پیدا ہو جائے۔ اس بات سے خوشی بھی ہوتی

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی عابدات عطا کی ہوئی ہیں جن کو اپنی نمازوں کے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کی بھی فکر ہے۔لیکن اس بات سے خوشی کے ساتھ ایک فکر بھی گھیر لیتی ہے کہ اگر ان خاوندوں کی، ان باپوں کی اصلاح نہ ہوئی جو دین کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے تو ان کے بچے بھی ان کی دیکھا دیکھی وہی عمل نہ شروع کر دیں۔

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 418)

نیک اور صحت منداولاد کی دعا مانگو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر اولاد مانگنی ہے، لڑکے مانگنے ہیں تو آپس میں لڑ کر گھروں میں بے چینیاں پیدا کرنے کی بجائے تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے اور نیک اولاد کی دعا مانگنی چاہئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں انبیاء کے ذکر میں دعا سکھائی ہے۔

ایک جگہ فرمایا کہ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (الصّٰفّٰت: 101) کہ اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے عطا کر۔یعنی صالح اولاد عطا کر۔

ایک جگہ یہ دعا سکھائی کہ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً (آل عمران: 39) اے میرے رب! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔

پس ہمیشہ ایسی اولاد کی دعا کرنی چاہئے یا خواہش کرنی چاہئے جو پاک ہو اور صالحین میں سے ہو اور ہمیشہ اس کے قرۃ العین ہونے کی دعا مانگنی چاہئے۔ میرے پاس جو بعض لوگ لڑکے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں تو مَیں ان کو ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ نیک اور صحت منداولاد مانگو۔

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 478)

اولاد کی دینی، دنیوی ترقی کے ساتھ دعا بھی ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آئندہ نسلوں کی بقا کے لئے یہ نہایت اہم نسخہ ہے کہ جہاں ظاہری تدبیریں اور کوششیں ہو رہی

ہیں جو اپنی اولاد کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ایک انسان کرتا ہے وہاں دعا بھی ہو کیونکہ اصل ذات تو خدا تعالیٰ کی ہے جو اچھے نتائج پیدا فرماتا ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ وہ لوگ اپنی ذاتی صلاحیت سے اپنی اولاد کی تربیت کر رہے ہوتے ہیں تو یہ بھی خیال غلط ہے۔ ایسے لوگ جو دنیا دار لوگ ہیں اگر اپنی اولاد کی ترقی دیکھتے ہیں تو یہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے صدقے تو بے شک انہیں فائدہ دے رہی ہے یا اس سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور یہ صرف دنیاوی ترقی ہے، دنیاوی معاملات کی ترقی ہے۔ لیکن وہ رحمان کے بندے کہلانے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں متقیوں کا امام ہونے کا اعزاز نہیں بخشا اور متقیوں کا امام ہونے کی وجہ سے اپنے تقویٰ میں بڑھنے کی طرف ان کی توجہ نہیں پھیری۔ لیکن جو اپنی اولاد کے لئے تقویٰ میں بڑھنے کی دعا بھی مانگے گا وہ صرف ان کی دنیاوی ترقی نہیں مانگے گا بلکہ دینی اور روحانی ترقی بھی مانگے گا اور پھر خود بھی تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو حاصل کرنے والا ہوگا۔ آجکل دنیا میں ہر جگہ معاشرے میں بچوں کی تعلیم اور دنیاوی ترقی کے لئے والدین بڑے پریشان رہتے ہیں لیکن روحانیت کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ یہاں مغربی ممالک میں تو آزادی کے نام پر اب بچوں کو اتنا بیباک کر دیا گیا ہے کہ وہ والدین کی نصیحت ماننے سے بھی انکاری ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اب ان لوگوں کو احساس ہو رہا ہے، پروگرام بھی ٹی وی پر آنے شروع ہو گئے ہیں کہ یہ ضرورت سے زیادہ آزادی ہے جو بچوں کو دی جا رہی ہے۔ والدین نے بچوں کا امام کیا بننا ہے اب تو بچے والدین کے آگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہت سے کیس ایسے ہونے لگ گئے ہیں کہ بچے والدین پر ہاتھ اٹھانے لگ گئے ہیں۔ ذرا سی روک ٹوک بھی برداشت نہیں کرتے ہیں۔ کوئی نیک نصیحت کی جائے برداشت نہیں کرتے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اب یہ آوازیں اٹھنے لگ گئی ہیں کہ اگلی نسل کو اگر سنبھالنا ہے تو اس کی کوئی حد مقرر کی جائے کہ کس حد تک والدین نے برداشت کرنا ہے اور کہاں اپنے بچوں کو سزا دینی ہے۔ کیونکہ والدین جب کسی غلط حرکت پر سزا دیتے ہیں تو یہاں مغربی ممالک میں بچوں کی حفاظت کے جو ادارے بنے ہوئے ہیں وہ بچوں کو اپنے پاس لے جاتے ہیں یا بچے والدین کو یہ دھمکی دیتے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ کہا تو ہم وہاں چلے جائیں گے اور اس بات نے بچوں کو حد سے زیادہ بے باک کر دیا ہے۔ وہ کسی لینے دینے میں نہیں رہے۔ بعض خاندان تو ایسے ہیں کہ ان کے بچوں کی حالت بہت ہی

بُری ہو چکی ہے تو اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ دُعا کا خانہ خالی ہے۔ پس فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو کہ بچوں کی صحیح تربیت ہو اور پھر اس کے ساتھ ہی اپنے نیک نمونے بھی قائم کرو۔

(خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 460-459)

بچوں کو بنیادی باتیں سکھانی چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کسی نے مجھے بتایا، کسی دوسرے مسلمان نے کسی بچے یا بچی کو کہہ دیا کہ تم لوگ تو شیطان کی عبادت کرنے والے ہو۔ خدا کو نہیں مانتے۔ اچھا بھلا ہوش مند بچہ تھا یا بچی تھی لیکن اس کو پتہ ہی نہیں تھا کہ جواب کیا دینا ہے اور خاموش ہو گئی۔ اس خاموشی سے دوسرے بچوں نے یقیناً یہ تاثر لیا ہو گا کہ جو احمدی ہیں یہ خدا کو نہیں ماننے والے۔ تو بنیادی چیزیں بھی بعض والدین اپنے بچوں کو نہیں بتاتے۔

(خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 460)

اخلاقی حالت کو بچپن سے درست کیا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اخلاقی حالت کو اگر بچپن سے درست کیا جائے تو بچہ کبھی والدین کے سامنے کھڑا ہی نہیں ہو سکتا کہ آگے سے تُو تکار کرے......بچوں کے لباس ہیں، لڑکیوں کے لباس ہیں، بچپن میں ہی 5-4 سال کی عمر میں لباس کی طرف توجہ دلائیں گے تو بڑے ہو کر ان میں احساس پیدا ہو گا۔ 14-13 سال کی عمر میں احساس کروائیں کہ ایک دم جینز بلاؤز سے اب تم کوٹ پہن لو تو وہ بچی آگے سے ردعمل دکھائے گی۔ اس لئے فرمایا کہ اخلاقی حالت کو درست نہیں کیا جاتا۔ اس کی طرف بچپن سے توجہ دینی چاہئے۔ فرمایا کہ: ''یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے''۔ (جو قریب قریب کے تعلقات ہیں ان کا بھی اگر خیال نہیں ہے تو باقی نیکیاں کس طرح آ سکتی ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا

لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق وفجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں۔ بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر یہ کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۔اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔

(خطبات مسرور جلد7 صفحہ 460-461)

بچپن ہی سے بچوں میں اسلامی تعلیمات کا اظہار ہوتا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مردوں اور عورتوں کی یہ مشترکہ ذمہ داری ہے کہ جہاں وہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دیں وہاں اپنے بچوں کی بھی ایسے رنگ میں تربیت کریں کہ وہ بڑے ہو کر اسلامی تعلیم کے صحیح نمونے بنیں بلکہ بچپن سے ہی ان سے اسلامی تعلیمات کا اظہار ہوتا ہو۔ ایک احمدی بچے اور ایک غیر مسلم یا غیر احمدی بچے میں فرق ظاہر ہوتا ہو۔ اور پھر یہ بچے نئی نسل احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے میں بھرپور کوشش کرنے والے بنیں تا کہ......احمدیت کا پیغام ہمیشہ پھیلتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(خطبات مسرور جلد8 صفحہ 187)

جماعتی تنظیمیں ٹی وی اور انٹرنیٹ کے برے استعمال سے بچائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ماں باپ شروع میں احتیاط نہیں کرتے اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر افسوس کرتے اور روتے ہیں کہ ہماری نسل بگڑ گئی، ہماری اولادیں برباد ہو گئی ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ پہلے نظر رکھیں۔ بیہودہ پروگراموں کے دوران بچوں کو ٹی وی کے سامنے نہ بیٹھنے دیں اور انٹرنیٹ پر بھی نظر

رکھیں۔ بعض ماں باپ زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ جماعتی نظام کا کام ہے کہ ان کو اس بارے میں آگاہ کریں۔ اسی طرح انصاراللہ ہے، لجنہ ہے، خدام الاحمدیہ ہے یہ تنظیمیں اپنی اپنی تنظیموں کے ماتحت بھی ان برائیوں سے بچنے کے پروگرام بنائیں۔ نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں، اپنی تنظیموں کے ساتھ اس طرح جوڑیں کہ دین ان کو ہمیشہ مقدم رہے اور اس بارے میں ماں باپ کو بھی جماعتی نظام سے یا ذیلی تنظیموں سے بھر پور تعاون کرنا چاہئے۔ اگر ماں باپ کسی قسم کی کمزوری دکھائیں گے تو اپنے بچوں کی ہلاکت کا سامان کر رہے ہوں گے۔ خاص طور پر گھر کے جو نگران ہیں یعنی مرد ان کا سب سے زیادہ یہ فرض ہے اور ذمہ داری ہے کہ اپنی اولادوں کو اس آگ میں گرنے سے بچائیں جس آگ کے عذاب سے خدا تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے بڑوں کو بچایا ہے اور اپنے فضل سے زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 193)

اپنے اہل وعیال کی اس طرح تربیت کریں کہ دنیا اور آخرت سنور جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بہت سے لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں آپ کی بیعت کی......لیکن اپنی بیویوں کی اور اپنی اولادوں کی اس نہج پر تربیت نہیں کر سکے اور ان کو جماعت سے جوڑ نہیں سکے جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ اگلی نسلیں علیحدہ ہو گئیں، ان کا پتہ ہی نہیں لگا۔ تو جہاں یہ دعا انسان کرتا ہے کہ مَیں بھی کامل فرمانبردار رہوں، مَیں بھی خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والا رہوں اور جس کا ہاتھ پکڑا ہے اس کا ہاتھ پکڑے رکھوں، وہاں اپنی نسل کے لئے بھی دعا کرتا ہے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے، تو تبھی کامیابیاں ملتی ہیں۔ پس یہ ایک ایسا سلسلہ دعا ہے جس کو ہمیشہ جاری رہنا چاہئے، اور اس دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے مقصد کے حصول کی کوشش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے، اور جو اگر حاصل ہو جائے تو انسان کی دنیا و آخرت سنور جاتی ہے۔

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 491)

اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی ترقی ہمارے اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔ جماعت اور اسلام کا غلبہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اس خدا کی تقدیر ہے جو تمام طاقتوں کا مالک خدا ہے اور وہ ناقابلِ شکست اور غالب ہے۔ اگر کوئی ہم میں سے راستے کی مشکلات دیکھ کر کمزوری دکھاتا ہے، اگر ہماری اولادیں ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث بن جاتی ہیں، اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دور لے جاتی ہے، اگر کوئی ابتلا ہمیں یا ہماری اولادوں کو ڈانواں ڈول کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ دوسروں کو سامنے لے آتا ہے، اور لوگوں کو سامنے لے آتا ہے، نئی قومیں کھڑی کر دیتا ہے۔ پس اس اہم بات کو، اور یہ بہت ہی اہم بات ہے ہمیں ہمیشہ ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم بات اس سلسلے میں ہمارے اپنے پاک نمونے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 507)

اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی بھی ماں باپ کا فرض ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی وَ قُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ (البقرۃ: 239) کہ نمازوں اور خصوصاً درمیانی نماز کا خیال رکھو۔ پس نمازوں کا خیال رکھنا اور اس کی نگرانی کرنا ایک مومن پر فرض ہے۔ اور خاص طور پر وہ نماز جو ہمارے کاموں کے دوران، ہماری مصروفیات کے دوران، ہماری تھکاوٹ اور نیند کے اوقات میں آتی ہے۔ اس کا خیال رکھنا

خاص طور پر ضروری ہے۔ اب اس ایک حکم میں ہی تمام نمازوں کی حفاظت کا حکم آ گیا ہے۔ ہر شخص کے لئے اس کی صلٰوۃِ الْوُسْطٰی کی حفاظت اسے عمومی طور پر نمازوں کی طرف متوجہ رکھے گی۔ اور پھر نمازوں کی یہ حفاظت نہ صرف ایک مومن کے لئے اس کے ایمان میں اضافے کا باعث بنے گی بلکہ نمازوں کا حق ادا کرتے ہوئے نمازوں کی ادائیگی اس کی نسل کے لئے پاک نمونہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اولاد کو بھی دعاوں کا وارث بناتے ہوئے ان کے نیک مستقبل کی حفاظت کا سامان بھی کرتی چلی جائے گی۔ نمازوں کا حق ادا کرنا کیا ہے؟ بہت سے لوگ جو خاص طور پر انصار اللہ کی تنظیم میں پہنچے ہوئے ہیں نمازیں تو پڑھنے والے ہیں لیکن ان کی اولادیں ان سے نالاں ہیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی بھی ماں باپ کا فرض ہے۔ لیکن اس فرض کے ادا کرنے کے لئے بچوں کی بچپن سے تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ بچپن میں جب اہمیت کا نہ بتایا جائے تو بچہ جب جوانی کی عمر میں قدم رکھتا ہے خاص طور پر لڑکے تو پھر ان پر بعض والدین ضرورت سے زیادہ سختی کرتے ہیں۔ کئی بچے مزید بگڑ جاتے ہیں۔ پھر ماں باپ کو شکوہ ہوتا ہے کہ بچے بگڑ رہے ہیں۔ پھر بعض دفعہ ایسی صورت ہوتی ہے کہ نمازوں کی ادائیگی میں تو بظاہر باپ بڑا اچھا ہوتا ہے لیکن بیوی اور بچوں کے ساتھ اس کے سلوک کی وجہ سے بچے نہ صرف باپ سے دور ہٹ جاتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے باپ کو اس کی نمازوں نے اتنا خشک مزاج اور سخت طبیعت کا کر دیا ہے اور وہ نمازیں پڑھنے سے انکاری ہو جاتے ہیں۔ یا اگر انکاری نہیں ہوتے تو نہ پڑھنے کے سو بہانے تلاش کرتے ہیں...... پس میں پھر انصار اللہ سے کہتا ہوں کہ اگر وہ انصار اللہ کا حق ادا کرنے والے بننا چاہتے ہیں تو اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کی نہ صرف خود حفاظت کریں بلکہ اس کا حق اپنی نسلوں میں عبادت کرنے والے پیدا کر کے ادا کریں۔

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 512-511)

قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ اور نگرانی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

خود ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور یہ تبھی ہوگا جب قرآن کریم کی ہر گھر میں

باقاعدہ تلاوت بھی ہو، اس کو سمجھنے کی کوشش بھی ہو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی ہو۔ بچوں کی بھی نگرانی ہو کہ وہ نمازوں کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں، قرآن کریم کو پڑھنے کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 492)

ٹی وی اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے بچیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جرمنی میں فرینکفرٹ کے قیام کے دوران (جیسا کہ آپ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ بھی دیکھ لیا کہ) خدام اور اطفال اور لجنہ کے اجتماعات بھی ہوئے، ان میں شمولیت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے وہاں جانے اور اجتماع میں شامل ہونے کے فیصلے میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت ڈالی۔ پہلی مرتبہ میں نے اجتماع میں اطفال کو ان کے مطابق کچھ باتیں کہیں اور وہیں مجھے خط آنے لگ گئے کہ ہم اب ان نصائح پر عمل کریں گے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ موبائل فون رکھنے کی اور اس قسم کی باتیں جو بچوں میں پیدا ہو رہی ہیں ان کی میں نے بعض مثالیں بھی پیش کیں تھیں۔ ٹی وی یا انٹرنیٹ پر مستقل جو بیٹھے رہتے تھے بلکہ مستقل چمٹے رہتے ہیں انہوں نے اس سے پرہیز کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اصل چیز اعتدال ہے۔ ہمارے بچوں اور بڑوں کو پتہ ہونا چاہئے کہ ہر جائز کام بھی اعتدال کے اندر رہتے ہوئے کرنا ہے۔ اور غلط اور ناجائز کے تو قریب بھی نہیں جانا۔ پس یہ روح اگر ہمارے بچوں اور نوجوانوں میں پیدا ہو جائے تو ان بچوں اور نوجوانوں کا مستقبل بھی محفوظ ہو جائے گا اور جماعت کی مجموعی تربیت میں بھی اس سے ترقی ہوتی ہے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ نے بھی میری باتیں سن کر جس طرح مثبت ردعمل دکھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس پر مستقلاً عمل کرنے کی بھی توفیق دے اور ان کو جزا دے کہ فوری طور پر بات سن کر پھر لبیک بھی کہتے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 525-524)

روحانی یا جسمانی اعتبار سے بھی قتل اولاد نہ کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

والدین کو حکم ہے کہ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرو۔ کوئی امر اس تربیت میں مانع نہ ہو۔ غربت بھی اس میں حائل نہ ہو۔ پس یہ والدین پر فرض کیا گیا ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایسا خیال رکھو کہ وہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے مردہ نہ ہو جائیں۔ ان کی صحت کی طرف توجہ نہ دے کر انہیں قتل نہ کرو۔ بعض ناجائز بچتیں کر کے ان کی صحت برباد نہ کرو۔ پس ماں باپ کو جب ربوبیت کا مقام دیا گیا ہے تو بچوں کی ضروریات کا خیال رکھنا ان پر فرض کیا گیا ہے۔ بچوں کو معاشرے کا بہترین حصہ بنانا ماں باپ پر فرض کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہ کیا جائے تو یہ اولاد کے قتل کے مترادف ہے...... قتل کے مختلف معنے ہیں ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اپنی اولاد کی اگر صحیح تربیت نہیں کر رہے، ان کی تعلیم پر توجہ نہیں ہے تو یہ بھی ان کا قتل کرنا ہے۔ بعض لوگ اپنے کاروبار کی مصروفیت کی وجہ سے اپنے بچوں پر توجہ نہیں دیتے، انہیں بھول جاتے ہیں جس کی وجہ سے بچے بگڑ رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ شکایات اب جماعت میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مائیں شکایت کرتی ہیں کہ باپ باہر رہنے کی وجہ سے، کاموں میں مشغول رہنے کی وجہ سے، گھر پر نہ ہونے کی وجہ سے بچوں پر توجہ نہیں دیتے اور بچے بگڑتے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر جب بچے teenage میں آتے ہیں، جوانی میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں تو انہیں باپ کی توجہ اور دوستی کی ضرورت ہے۔ میں پہلے بھی کئی دفعہ اس طرف توجہ دلا چکا ہوں، ورنہ باہر کے ماحول میں وہ غلط قسم کی باتیں سیکھ کر آتے ہیں اور یہ بچوں کا اخلاقی قتل ہے۔ باپ بیشک سو تاویلیں پیش کرے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں بچوں کے لئے ہی کر رہے ہیں لیکن اس کمائی کا کیا فائدہ، اس دولت کا کیا فائدہ جو بچوں کی تربیت خراب کر رہی ہے۔ اور پھر اگر یہ دولت چھوڑ بھی جائیں تو پھر کیا پتہ یہ بچے اسے سنبھال بھی سکیں گے یا نہیں۔ دولت بھی ختم ہو جائے گی اور بچے بھی۔ پھر اس کی ایک صورت یہ بھی ہے اور یہ مغربی ممالک میں بھی پھیل رہی ہے، ہماری جماعت میں بھی کہ مائیں بھی کاموں پر چلی جاتی ہیں یا گھروں پر پوری توجہ نہیں دیتیں۔ کسی نہ کسی بہانے سے ادھر اُدھر پھر رہی ہوتی ہیں۔ عموماً کام ہی ہو رہے ہوتے ہیں کہ نوکریاں کر رہی ہوتی ہیں۔ بچے سکولوں سے گھر آتے

ہیں تو انہیں سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ماؤں کا بہانہ یہ ہوتا ہے کہ گھر کے اخراجات کے لئے کمائی کرتی ہیں لیکن بہت ساری تعداد میں ایسی بھی ہیں جو اپنے اخراجات کے لئے یہ کمائی کر رہی ہوتی ہیں۔ اور جب تھکی ہوئی کام سے آتی ہیں تو بچوں پر توجہ نہیں دیتیں۔ یوں بچے بعض دفعہ عدم توجہ کی وجہ سے، احساس کمتری کی وجہ سے ختم ہو رہے ہوتے ہیں...... پس ہمیں اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ ان کو وقت دیں۔ ان کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔ ان کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنے گھروں میں ایسے ماحول پیدا کریں کہ بچوں کی نیک تربیت ہو رہی ہو۔ بچے معاشرے کا ایک اچھا حصہ بن کر ملک وقوم کی ترقی میں حصہ لینے والے بن سکیں۔ ان کی بہترین پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری بہر حال والدین پر ہے۔ پس والدین کو اپنی ترجیحات کے بجائے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ باپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچوں کی تربیت کا کام صرف عورتوں کا ہے اور نہ مائیں صرف باپوں پر یہ ذمہ داری ڈال سکتی ہیں۔ یہ دونوں کا کام ہے اور بچے ان لوگوں کے ہی صحیح پرورش پاتے ہیں جن کی پرورش میں ماں اور باپ دونوں کا حصہ ہو، دونوں اہم کردار ادا کر رہے ہوں۔

(خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 424 تا 426)

والدین سنت انبیاء کی پیروی میں وقف نو میں بچے پیش کرتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج اس مسیح موعود کو ماننے والی ماؤں اور باپوں نے خلیفۂ وقت کی تحریک پر انبیاء اور ابرار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسیح موعود کی فوج میں داخل کرنے کے لئے اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے پیش کیا اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ: جیسے حضرت مریمؑ کی والدہ نے یہ التجا کی خدا سے رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ. اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ کہ اے میرے رب! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے میں تیرے لئے پیش کر رہی ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کیا چیز ہے۔ لڑکی ہے کہ لڑکا ہے۔ اچھا ہے یا برا ہے۔ مگر جو کچھ ہے میں تمہیں دے رہی ہوں۔ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ مجھ سے قبول فرما اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تو بہت

ہی سننے والا اور جاننے والا ہے...... یہ دعا خدا تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کرلیا۔اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاء کی دعائیں اپنی اولاد کے متعلق، یہ ساری قرآن کریم میں محفوظ ہیں۔بعض جگہ آپ کو ظاہر طور پر وقف کا مضمون نظر آئے گا اور بعض جگہ نہیں آئے گا جیسا کہ یہاں آیا مُحَرَّرًا اے خدا! میں تیری پناہ میں اس بچے کو وقف کرتی ہوں۔لیکن بسا اوقات آپ کو یہ دعا نظر آئے گی کہ اے خدا! جو نعمت تو نے مجھے دی ہے، وہ میری اولاد کو بھی دے اور ان میں بھی انعام جاری فرما...... پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چلہ کشی کی تھی وہ بھی اسی مضمون کے تحت آتی ہے۔آپ چالیس دن یہ گریہ وزاری کرتے رہے دن رات کہ اے خدا! مجھے اولاد دے اور وہ دے جو تیری غلام ہو جائے، میری طرف سے ایک تحفہ ہو تیرے حضور۔تو یہ ہے سنت انبیاء، سنت ابرار۔اور اس زمانہ میں اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ ہے احمدی ماؤں اور باپوں کا عمل، خوبصورت عمل، جو اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں، جہاد میں حصہ لے رہے ہیں لیکن علمی اور قلمی جہاد میں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل ہو کر۔اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 19-18)

سلام کو رواج دو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت صاحبؒ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے سارے بچوں کو اور بڑوں کو یہ کہا تھا کہ جب آپس میں ملیں تو سلام کہیں، خوش اخلاقی سے ملیں، لیکن ربوہ کے بچوں کو خاص طور پر کہا تھا کہ وہاں کا ماحول ایسا ہے کہ سلام کی عادت ڈالیں۔تو ربوہ کے بچوں کے لئے یہی میرا پیغام ہے کہ ربوہ کے ماحول کو ایسا بنا دیں کہ ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آ رہی ہوں، بڑے بھی چھوٹے بھی بچے بھی۔بعض دفعہ بڑوں سے سستیاں ہو جاتی ہیں تو بچے اس کی پابندی کریں کہ انہوں نے بہر حال ہر ایک کو سلام کہنا ہے اور سلام کرنے میں پہل کرنی ہے تو اس طرح ربوہ کے

ماحول پر بڑا خوشگوار اثر پڑے گا۔ انشاء اللہ۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 64)

بیوت الذکر کو آباد کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ربوہ کے ماحول میں جو خالصۃً احمدیت کا ماحول ہے بچوں کو چاہئے کہ اپنے بڑوں کو بھی توجہ دلائیں اور خود بھی خاص توجہ کریں اور (بیوت الذکر) میں زیادہ سے زیادہ جائیں اور (بیوت الذکر) کو آباد کریں تا کہ احمدیت کی فتح کے نظارے جو دعاؤں کے طفیل ہمیں انشاء اللہ ملنے ہیں، وہ ہم جلدی دیکھیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 64)

بچے ربوہ کو سرسبز اور شاداب بنادیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

میری بچوں سے یہی ...... نصیحت ہے کہ جو پودے آپ نے لگائے ہیں ان کی حفاظت کریں اور مزید پودے لگائیں۔ درخت لگائیں، پھولوں کی کیاریاں بنائیں اور ربوہ کو اس طرح سرسبز اور Lush Green (شاداب) کردیں جس طرح حضرت مصلح موعود کی خواہش تھی۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ان پر عمل کریں ایک تو یہ کہ ربوہ کے ماحول کو سرسبز کریں گے تو ماحول پر ایک خوشگوار اثر ہوگا۔ عمومی طور پر لوگوں کی توجہ ہوگی اور ایک نمونہ نظر آئے گا کہ یہاں کے بچے اور بڑے محنت سے اس شہر کو آباد کر رہے ہیں جبکہ پاکستان میں باقی جگہوں پہ جب تک حکومت نہ مدد کرے کوئی اتنا سبزہ نہیں کرسکتا بلکہ باوجود مدد کے بھی نہیں کرسکتا۔ تو ربوہ کے بچوں کے لئے میری یہی نصیحت ہے کہ تین باتیں میں نے کہی ہیں۔ ایک سلام کو رواج دیں، ایک (بیوت الذکر) میں زیادہ جائیں اور اپنے بڑوں کو بھی لے کر جائیں۔ تیسری بات ربوہ میں مزید پودے لگائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بھی خواہش تھی کہ ربوہ میں ہر گھر تین پھلدار پودے لگائے تو حضورؒ کی اس خواہش پہ بھی عمل ہونا چاہئے اور اس کے علاوہ گھروں سے باہر بھی حضرت مصلح موعود کی خواہش پر بھی عمل کرتے ہوئے

زیادہ سے زیادہ ربوہ کو سرسبز بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 65)

بچوں کو خلافت اور نظام کا احترام سکھائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

(اے ماں تم کسی عہدیدار) کی بات نہ مان کر تم اسکی فرمانبرداری سے باہر نہیں جارہی بلکہ نظام جماعت کے ایک کارکن کی بات نہیں مان رہی اور صرف نظام جماعت کو لاپرواہی کی نظر سے نہیں دیکھ رہی بلکہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک واضح حکم کی خلاف ورزی کر رہی ہو۔...... جب تمہارے بچے تمہارا یہ عمل دیکھیں گے وہ بھی یہی سمجھیں گے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آہستہ آہستہ انکے دلوں میں سے نہ صرف کسی بھی اچھی بات کہنے والے کا احترام اٹھ جائے گا بلکہ نظام کے کارکنوں کی اور عہدہ داروں کی عزت بھی ختم ہو جائے گی۔ اور نہ صرف یہ کہ یہیں یہ سلسلہ رک جائے گا بلکہ اور آگے بڑھے گا اور (دین حق) کی خوبصورت تعلیم سے بھی پرے ہٹنے والی ہو جائیں گی اولادیں، نام کے تو احمدی رہیں گے ایک احمدی گھرانہ میں پیدا ہوئے اس لئے احمدی ہیں۔ لیکن خلافت اور نظام جماعت کا احترام کچھ نہیں رہے گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بھی سرسری نظر سے دیکھنے والے ہوں گے۔ اور جب بھی کوئی ایسی بات ہوگی کوئی حکم دیا جائے گا انکو شریعت کے بارے میں یا مذہب کے بارے میں یا جماعت کے بارے میں بتایا جائے گا، تو ایسے بچے پھر منہ پرے کر کے گزر جانے والے ہوتے ہیں کوئی توجہ نہیں دے رہے ہوتے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 75-74)

بچوں کو پیار سے سمجھاؤ تو وہ سمجھ جاتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ماؤں کو فکر ہوتی ہے کہ ہمارے بچے بگڑ گئے تو ان کے بگڑنے کے ذمہ دار تو تم خود ہو۔ اگر تم چاہتی ہو تو اپنے عمل سے اپنی اولاد کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکتی ہو۔ کل مجھے امیر صاحب کہنے

لگے کہ...... بچوں کی تربیت کے بڑے مسائل ہیں...... تو میں نے انہیں یہی کہا تھا کہ یہ بچوں کی تربیت کے مسائل نہیں ہیں...... یہ ماں اور باپ کی تربیت کے مسائل ہیں بچے سوال کرتے ہیں تو ماں باپ انکے سوالوں کے جوابات دیں...... بچوں سے دوستی کا ماحول پیدا کریں۔ان کو احساس ہو کہ ہمارے ماں باپ ہمارے ہمدرد بھی ہیں ہمارے دوست بھی ہیں۔اور جب آپ اپنے آپ میں اپنے خود میں دین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوگا تو آپ ایک مضبوط ایمان والے ہوں گے اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں گے، نظام کا احترام سکھانے والے ہوں گے۔

تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ بچے آپکا کہا ماننے والے نہ ہوں جو سوال و جواب ہوگا اس سے بہرحال ان کی تسلی ہوگی انکی Satisfaction ہوگی ...... یہ کئی دفعہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ ماں بچوں کے سامنے کہہ دیتی ہے کہ اب زمانہ بدل گیا ہے اب نہیں کوئی بچہ اس طرح بڑوں کا احترام کرتا، بڑا مشکل کام ہے۔ یہ غلط ہے بچوں پہ الزام ہے۔ جب بچے کو پیار سے سمجھایا جاتا ہے تو بچے وہیں ماں کے سامنے اعتراف کرتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ یہ بات مجھے یوں نہیں اس طرح کرنی چاہئے تھی جس طرح آپ نے سمجھایا...... جب ان کو سمجھایا گیا بلکہ جس نے بھی کسی عہدہ دار نے یا کسی بھی شخص نے جب بچوں کو سمجھایا اس کا فائدہ ہی ہوا ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 76-75)

سچ سے برائیاں ختم کرنے اور نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

سچ ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ اگر یہ پیدا ہو جائے تو تقریباً تمام بڑی بڑی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور نیکیاں ادا کرنے کی توفیق ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب ایک شخص حاضر ہوا تھا اور اس نے عرض کی کہ میرے اندر اتنی برائیاں ہیں کہ میں تمام کو تو چھوڑ نہیں سکتا مجھے صرف ایک ایسی بیماری یا کمزوری یا برائی کے بارے میں بتائیں جسکو میں آسانی سے چھوڑ سکوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے زیادہ انسان کی نفسیات اور فطرت کو سمجھنے والے تھے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔تم یوں کرو کہ صرف جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔وہ شخص بڑا خوش ہوا کہ چلو یہ تو بڑا آسان کام ہے اٹھ کر چلا گیا اور اس وعدے کے ساتھ اٹھا کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔رات کو جب اس کو چوری کا خیال آیا کیونکہ وہ بڑا چور تھا اسکو خیال آیا کہ اگر چوری کرتے پکڑا گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوں گا اور اقرار کرتا ہوں تو سزا ملے گی، شرمندگی ہوگی اگر انکار کیا تو یہ جھوٹ ہے۔تو جھوٹ میں نے بولنا نہیں کیونکہ وعدہ کیا ہوا ہے تو آخر اسی شش و پنج میں ساری رات گزر گئی اور وہ چوری پر نہ جاسکا۔پھر زنا کا خیال آیا تو پھر یہی بات سامنے آ گئی شراب نوشی اور دوسری برائیوں کا خیال آیا تو پھر یہی پکڑے جانے کا خوف اور جھوٹ نہ بولنے کا عہد یاد آتا رہا۔آخر کار ایک دن وہ بالکل پاک صاف ہوکر حاضر ہوا اور کہا کہ اس جھوٹ نہ بولنے کے عہد نے میری تمام برائیاں دور کر دی ہیں تو یہ ہے سچ کی برکت کہ صرف عہد کرنے سے ہی کہ میں سچ بولوں گا برائیاں دور ہوگئیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 77-76)

سکول کی طرح گھر میں بھی بچوں کو سچ سکھایا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بچوں کو سکولوں میں سچ بولنے کی اہمیت بہت زیادہ ہے اس معاشرہ میں اور اس کی تعلیم بھی دی جاتی ہے سکولوں میں بتایا جاتا ہے کہ سچ بولنا ہے۔تو جب بچہ گھر آتا ہے تو ایسی مائیں یا باپ جن کو نہ صرف سچ بولنے کی آپ عادت نہیں ہوتی بلکہ بچوں کو بھی بعض دفعہ ارادۃً یا غیر ارادی طور پر جھوٹ سکھا دیتے ہیں۔ مثلاً اسی طرح کہ گھر میں آرام کر رہے ہیں۔کوئی عہدہ دار سیکرٹری مال یا صدر یا کوئی مرد آیا یا کوئی عورت لجنہ کی آ گئی تو کسی کام کے لئے۔تو بچہ کو کہہ دیا چلو کہہ دو جاکے کہ گھر میں نہیں ہے۔یہ تو ایک مثال ہے۔ اس طرح کی اور بہت ساری چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں۔چاہے یہ بہت تھوڑی ہی تعداد میں ہوں مگر ہمیں یہ بہت تھوڑی تعداد بھی برداشت نہیں جو سچ پر قائم نہ ہو۔کیونکہ اس تھوڑی تعداد کے بچے اپنے گھر سے غلط بات سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ایک تو وہ خود مذہب سے دور جا رہے ہوتے ہیں کہ سکول میں تو ہم کو سچ بولنا سکھایا جا رہا ہے اور گھر میں جہاں ہمارے ماں باپ ہمیں کہتے ہیں کہ مذہب اصل چیز ہے نمازیں

پڑھنی چاہئیں نیک کام کرنے چاہئیں۔اور اپنا عمل یہ ہے کہ ایک چھوٹی سے بات پر، کسی کو نہ ملنے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں۔سیدھی طرح صاف الفاظ میں یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ میں اس وقت نہیں مل سکتی۔پھر ایسا بچہ اپنے ماحول میں بچوں کو بھی خراب کررہا ہوتا ہے۔کہ دیکھو یہ کیسی تعلیم ہے کہ ایک ذرا سی بات پر میری ماں نے جھوٹ بولا؟ یا میرے باپ نے جھوٹ بولا۔تو جب یہ عمل اپنے ماں باپ کے بچہ دیکھتا ہے تو دور ہٹتا چلا جاتا ہے۔تو اس لئے اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے ان باتوں کو چھوٹی نہ سمجھیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 78-77)

مائیں اپنے بچوں کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتی رہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہر کام کرتے وقت اللہ کے نام سے شروع کیا جائے۔اللہ کے ذکر سے زبانیں تر رکھی جائیں درود شریف پڑھا جائے تو خدا تک پہنچنے کا راستہ اب رسول اللہ ؐ کے ذریعہ سے ہی ہے بچوں کو اس ماحول میں رکھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، ایک دفعہ عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہ۔سکول بھجوانے کے لئے ویسے بھی جب مائیں اپنے بچوں کو تیار کررہی ہوتی ہیں اس وقت بھی ساتھ ساتھ بچوں کے لئے دعائیں کرتی جائیں۔تو اس سے ایک تو بچوں میں بھی دعائیں کرنے کی عادت پیدا ہو جائے گی دوسرے ان بچوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا رہی ہوں گی آپ ان دعاؤں کے ذریعے سے اور یہ بچے جب بھی آپ سے جدا ہوں گے وقت گزاریں گے سکول کا یا جہاں بھی کھیلنے گئے ہیں تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے ان دعاؤں کے حصار میں ہوں گے جو آپ ان کے لئے ہر وقت کرتی رہتی ہیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 87)

ہر احمدی بچے کو F.A ضرور کرنا چاہئے یا ہنر سیکھنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب تو معیار کچھ بلند ہو گئے ہیں اور میں کہوں گا کہ ہر احمدی بچے کو ایف۔اے ضرور کرنا چاہئے۔

افریقہ میں جو کم از کم معیار ہے پڑھائی کا۔ سیکنڈری سکول کا یا جی سی ایس سی، یہاں بھی ہے وہاں بھی۔ اسی طرح ہندوستان اور بنگلہ دیش اور دوسرے ملکوں میں، یہاں بھی میں نے دیکھا ہے یورپ کے امریکہ کے بعض لڑکے ملتے ہیں وہ پڑھائی چھوڑ بیٹھے ہیں تو یہ کم از کم معیار ضرور حاصل کرنا چاہئے۔ بلکہ یہاں تو تعلیمی سہولتیں ہیں بچوں کو اور بھی آگے پڑھنا چاہئے اور سیکرٹریان تعلیم کو اپنی جماعت کے بچوں کو اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ اگر تو یہ بچے جس طرح میں نے پہلے کہا کسی مالی مشکل کی وجہ سے انہوں نے پڑھائی چھوڑی ہوئی ہے تو جماعت کو بتائیں......بعض بچوں کو عام روایتی پڑھائی میں دلچسپی نہیں ہوتی اگر اس میں دلچسپی نہیں ہے تو پھر کسی ہنر کے سیکھنے کی طرف بچوں کو توجہ دلائیں وقت بہر حال کسی احمدی بچے کا ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 99-98)

اولاد میں دعا کی روح پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپ کو اسی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ دعائیں کریں اور دعاؤں پر زور دیں۔ دعا بڑی دولت ہے اور طاقت ہے۔ اس سے دنیا میں روحانی انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ دعا ہی ہے۔ یہی دعا انسان کیلئے پناہ ہے۔ پس دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولادوں میں پیدا کریں۔ اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ ابھی سے دعاؤں کے عادی بن جائیں اور ان کے دلوں میں (دین حق) احمدیت اور خلافت کی محبت پیدا ہو جائے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 122)

تعلیم ہر احمدی بچہ کا حق ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مرد (بیوت الذکر) میں آکر باجماعت نماز ادا کریں۔ جو بچے دس سال سے زائد عمر کے ہیں وہ

بھی (بیت الذکر) میں آکر باجماعت نماز ادا کریں۔اور والدین نے اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ کی اور نمازوں کا عادی نہ بنایا تو آخرت میں وہ جوابدہ ہوں گے۔حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی بچے کا یہ حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے اور کوئی بچہ اس وجہ سے تعلیم نہ چھوڑے کہ اس کے پاس مالی وسائل نہیں ہیں۔اگر تعلیم کے حصول میں مالی روک ہو تو مجھے بتائیں۔انشاء اللہ آپ کو مالی وسائل مہیا کئے جائیں گے۔علم حاصل کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے'' فرمایا: مراد یہ ہے کہ چاہے مشکلات ہوں، پھر بھی تعلیم حاصل کرنی لازمی ہے۔تعلیم حاصل کر کے آپ مُلک کی خدمت کر سکتے ہیں۔اور (دعوت الی اللہ کا) کام کر سکتے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 142)

بچوں کو ہر حال میں تعلیم دلوائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تعلیم حاصل کرنا ہمارے بچوں کا حق ہے۔اس کے لئے جتنی کوشش کی جائے کم ہے۔اس کے لئے میں والدین سے ماؤں سے، باپوں سے کہتا ہوں خواہ وہ پڑھے ہوئے ہوں یا ان پڑھ ہوں۔بچوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیں۔آئندہ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔بچے صرف اس لئے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ بڑے ہو کر ہاتھ بٹائیں گے، Farming میں ہماری مدد کریں گے۔بلکہ بچوں کا جو حق ہے وہ ادا کریں کہ ان کی تربیت کریں اور تعلیم دلوائیں۔فرمایا: اپنی مالی مجبوری کی وجہ سے والدین بچوں کو پڑھائی سے نہ روکیں۔اگر مالی مجبوری کی وجہ سے بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو مجھے بتائیں۔کوئی بچہ اس وجہ سے پڑھائی سے محروم نہیں رہے گا۔اس علاقہ میں جہاں نہ پانی، نہ بجلی کی سہولت ہے اور نہ تعلیم کی، میں چاہتا ہوں کہ اس علاقہ کے بچے اتنا پڑھ لکھ جائیں کہ ملک کے لیڈر بن سکیں۔اس علاقہ کے لوگوں میں یقیناً ایک فراست ہے اور دلوں میں ایک روشنی ہے جس کی وجہ سے ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ اس فراست کو مزید چمکائیں

اوراس کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم حاصل کریں۔اس لئے میری آپ لوگوں سے یہی درخواست ہے کہ اپنے بچوں کوضائع نہ کریں، برباد نہ کریں۔اگلی نسلوں کی اگرحفاظت نہیں کریں گے تو خدا تعالیٰ کے حضور پوچھے جائیں گے کہ کیوں اپنی نسلوں کی حفاظت نہیں کی۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 157)

نماز دس سال کی عمر میں فرض ہو جاتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض بنیادی چیزیں ہیں۔سب سے پہلی بات ہے نمازوں کی پابندی۔اورآپ لوگ جو دس سال سے اوپر کی عمر کے ہوگئے ہیں۔ان کو خاص طور پراس چیز کا خیال رکھنا ہے کہ اب نمازیں آپ پر فرض ہوگئی ہیں۔ٹھیک ہے؟ پانچوں نمازیں باقاعدہ پڑھیں۔سکول میں اگر سردی کے موسم میں وقت تھوڑا ہوتا ہے، لیٹ ہوجاتے ہیں تو جو بریک (Break) ہوتی ہے اس میں کوئی وقت تلاش کریں کہ نمازیں پڑھ سکیں۔ظہر، عصر کی۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 1)

کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کوئی بھی بچہ کوئی احمدی بچہ، وقف نو کا تو بہت اونچا معیار ہے ان سے تو یہ Expect (امید) نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کبھی جھوٹ بولیں گے، کسی بھی احمدی بچے کو کبھی بھی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا۔تو اس لیے آپ لوگ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ اپنے ساتھیوں سے کھیل رہے ہوں یا کوئی غلطی کرتے ہیں اور امی ابا آپ کے پوچھیں کہ فلاں کام تم نے تو نہیں کیا تو کبھی سزا کے ڈر سے بھی جھوٹ نہیں بولنا اور کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 1-2)

کبھی بھی لڑائی نہیں کرنی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک بات میں نے کہی تھی گذشتہ سال بھی دوبارہ یاد کرا دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے لڑائی نہیں کرنی۔ کبھی بھی۔ کھیل کھیل میں بعض دفعہ لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔ آپ لوگ جو اب سات سال سے بڑی عمر کے بچے ہیں ان کو کافی ہوش آ گئی ہے یاد رکھیں کہ لڑنا نہیں ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھیل میں اور اگر کوئی آپ کو کچھ مار دیتا ہے یا شرارت کر دیتا ہے تو معاف کرنے کی عادت ڈالیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 2)

ماں باپ کا کہنا مانیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ماں باپ کا، امی ابّا کا آپ نے کہنا ماننا ہے۔ جو وہ کہیں اس کے مطابق کرنا ہے۔ ضد نہیں کبھی کرنی۔ نہ کھانے پینے کے معاملے میں۔ نہ کپڑے پہننے کے بارے میں۔ جس طرح وہ کہیں اسی طرح ان کی بات ماننی ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 2)

نماز میں اپنے لئے دعا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب مستقل یہ عادت ڈال لیں کہ نماز میں اپنے لیے خاص طور پر دعا کرنی ہے۔ ہر نماز میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وقفِ نو بنائے۔ آپ کے ماں باپ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کہ جو بھی بچہ اللہ میاں مجھے دے گا لڑکی ہو یا لڑکا۔ میں اسے تیری راہ میں وقف کروں گا یا کروں گی۔ انہوں نے وقف کیا آپ کو۔ اب آپ کا کام ہے جو نیک سوچ ان کی تھی۔ جو وعدہ اللہ تعالیٰ سے انہوں نے کیا، اس کو آپ نے پورا کرنا ہے۔ ٹھیک۔ اور اس کے لیے دعا کرنی ہے خاص طور پہ۔

کیونکہ دعا کی عادت اب دس سال کی عمر میں آپ کو پڑ جانی چاہیئے، نمازیں پڑھنے کی اور خاص طور پر دُعا مانگنے کی۔ اور اللہ میاں کا بھی یہ حکم ہے۔ قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ بچوں کو ماں باپ کے لیے دعا مانگنی چاہیئے۔ خاص طور پر یہ شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ انعام دیا۔ اچھی صحت دی۔ اچھی زندگی دی۔ اچھے ماں باپ دیئے اور ہمیں اس جماعت میں شامل کیا جس نے انشاء اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانا ہے۔ اور ہمیں ان بچوں میں شامل کیا جنہوں نے بڑے ہو کر اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کی ہوئی ہے، گذارنی ہے۔ اور وقف کی روح سے گذارنی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 3-2)

بنیادی اخلاق سیکھنے ضروری ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حدیث میں آیا ہے کہ جب آپ کو نیند آئے اور منہ کھول کر جمائی (Yawning) کرتے ہیں تو آپ ہاتھ سامنے منہ پر رکھیں۔ یہ چیز بھی بڑی ضروری ہے......تو یہ چیزیں بنیادی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔ یہ ہر واقف نو بچے کو یاد رکھنی چاہئیں۔ بڑی باتیں تو آپ سیکھ جائیں گے لیکن بنیادی اخلاق آپ کو سیکھنے بہت ضروری ہیں۔ اور اُن میں سے یہی ہے۔ نمازوں کی باقاعدگی، قرآن شریف پڑھنے کی توجہ، ماں باپ کا کہنا ماننا اور ضد نہیں کرنی۔ اپنے ہم عمر بچوں سے لڑائی نہیں کرنی۔ کھانا کھانا ہے تو آداب سے کھانا ہے۔ مجلس میں بیٹھنا ہے تو مجلس میں بیٹھنا آنا چاہیئے۔ ادھر اُدھر ہلنے کی بجائے تھوڑا سا صبر کریں۔ پھر اگر تھکاوٹ ہے اور اباسی (جمائی) آتی ہے تو ہاتھ رکھ کر منہ کھولنا ہے۔ منہ اس طرح ہی نہیں کھول دینا۔ بھیڑیئے کی طرح۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 3)

کن شعبوں میں واقفین نو بچوں کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔ ٹیچرز کی ضرورت ہے۔ تو اپنی Preference (ترجیحات) میں یہ شامل

کریں کہ ہمیں ڈاکٹر چاہئیں اور ہمیں ٹیچر چاہئیں۔ کل کو ہو سکتا ہے ہم......کوئی میڈیکل کالج بھی کھولیں تو جب آپ لوگ بڑے ہوں گے تو......اس لیول کے ڈاکٹر بھی چاہئیں جو پڑھا سکیں۔ سکولوں کے لیول کے۔ یونیورسٹی کے لیول کے بھی ٹیچر چاہئیں۔ پھر لڑکیوں میں وکیل بن سکتی ہیں۔ I.T (آئی۔ٹی) میں کام لڑکے لڑکیاں دونوں کر سکتے ہیں۔ میڈیسن میں بھی لڑکے لڑکیاں دونوں آ سکتے ہیں۔ ٹیچنگ (Teaching) میں بھی دونوں آ سکتے ہیں۔ تو ہر میدان میں ایک طرح ہمیں ضرورت ہے دونوں طرف کے لوگ۔ اکثر فیلڈ (Field) ایسے ہیں جس میں دونوں طرح کے بچے شامل ہو چکے ہیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 4-3)

ہر احمدی خادم اور طفل کی یہ نشانی ہو کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا ہے۔ اور اس جھوٹ کی بیماری اتنی عام ہو گئی ہے کہ نوجوانوں اور بچوں کو اب ایک خاص مہم کے تحت اس سے بچانا ضروری ہو گیا ہے۔ جب مذاق میں بھی آپ ایک دوسرے کے ساتھ غلط بیانی کرتے ہیں تو وہ جھوٹ ہی ہے۔ کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں اس بارہ میں۔ لیکن سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا ہے۔ مذاق میں بعض دفعہ بعض دوسرے لوگوں کو غلط قسم کے فون کر دیتے ہیں، بعض ای میل بھیج دیتے ہیں اور بعض دفعہ ایسی حرکتوں سے لوگوں کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ جانی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض ایسے عادی ہو جاتے ہیں ان چیزوں میں اور اتنا اس کو انجوائے کر رہے ہوتے ہیں کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ کیسے خطرناک کام کر رہے ہیں، کیسے کیسے خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔ پھر بعض لوگ اپنی جان بچانے کے لیے یا یہ کہنا چاہئے اس کا مطلب، محاورۃً میں نے کہا ہے۔ چھوٹی سی ناراضگی سے بچنے کے لیے جھوٹ بول جاتے ہیں، غلط بیانی کر جاتے ہیں......تو ہر احمدی کو، چھوٹے بڑے کو اس سے بچنا چاہئے۔ اور خاص طور پر نوجوانوں کو بچوں کو بھی اس طرف خاص توجہ دے کر ایک مہم چلانی چاہئے کہ اپنے اندر سے ہلکا سا، جو جھوٹ کا شائبہ کہتے ہیں، وہ بھی نہ رکھیں باقی۔ اس کو بھی نکال کر باہر

پھینک دیں اپنے اندر سے۔ایک احمدی خادم کو،ایک احمدی طفل کو ہمیشہ یہ یادرکھنا چاہئے کہ اس کی یہ نشانی ہو کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، وہ کوئی غلط بات نہیں کہتا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منافق کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ کبھی سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ کوئی احمدی بچہ، نوجوان، مرد، عورت منافق بھی ہوسکتا ہے۔اس لیے کوشش سے اس بیماری کے اثر کو دور کریں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 108-107)

اے احمدی نوجوانو اور بچو! اپنی عبادات اور اخلاق کے معیار بلند کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح معنوں میں خدام احمدیت بنائے۔صرف نعرے اور ترانے اور وعدے ہی نہ ہوں صرف، بلکہ حقیقت میں آپ میں وہ کچھ نظر آئے جو ایک احمدی خادم میں نظر آنا چاہئے...... پس اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں۔اپنے مقام کو سمجھیں اور اگر آپ نے اپنے مقام کو سمجھ لیا، اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیا تو پھر دشمن ہزار حربے استعمال کرے احمدیت کو ختم کرنے کے، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔دشمن جتنا مرضی زور لگالے وہ جماعت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔پس احمدی نوجوانو اور بچو! اٹھو اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرو اور اپنے اخلاق کے معیار بھی بلند کرو۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 113)

ہر احمدی خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں۔ یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہر حال ایک کام ہوا ہوا

ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے، ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 119-118)

بچوں کو سمجھائیں کہ وہ اپنے جیب خرچ سے اپنا چندہ دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر بچوں کو سمجھایا جاوے اور کہا جائے کہ تمہیں بھی مالی قربانی کرنی چاہئے اور اس لیے کہ جماعت میں بچوں کے لیے بھی، جو نہیں کماتے ان کے لیے بھی ایک نظام ہے۔ تحریک جدید ہے، وقف جدید ہے۔ تو اس لحاظ سے بچوں کو بھی مالی قربانی کی عادت ڈالنے کے لیے ان تحریکوں میں حصہ لینا چاہئے۔ اس کے لیے کہنا چاہئے، اس کی تلقین کرنی چاہئے۔ جب بھی بچوں کو کھانے پینے کے لیے یا کھیلنے کے لیے رقم دیں تو ساتھ یہ بھی کہیں کہ تم احمدی بچے ہو اور احمدی بچے کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بھی اپنے جیب خرچ میں سے کچھ بچا کر اللہ کی خاطر، اللہ کی راہ میں دینا چاہئے۔

اب عید آ رہی ہے۔ بچوں کو عیدی بھی ملتی ہے تحفے بھی ملتے ہیں۔ نقدی کی صورت میں بھی۔ اس میں سے بھی بچوں کو کہیں کہ اپنا چندہ دیں۔ اس سے پھر چندہ ادا کرنے کی اہمیت کا بھی احساس ہوتا ہے اور ذمہ داری کا بھی احساس ہوتا ہے۔ بچہ پھر یہ سوچتا ہے اور بڑے ہو کر یہ سوچ پکّی ہو جاتی ہے کہ میرا فرض بنتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر خرچ کروں، قربانیاں دوں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 127-126)

دس سال کی عمر میں نیکی اور برائی کی تمیز ہو جاتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مصلح موعود (نوّر اللہ مرقدہ) نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کو...... جاری فرمایا اور اس کی

عمر 7 سال سے 15 سال تک رکھی۔اس میں چھوٹی عمر رکھنے کی ایک وجہ تو یہ تھی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب بچہ 7 سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کی طرف توجہ دلاؤ اور جب دس سال کا ہو جائے تو اس پر سختی کرو کہ وہ ضرور نماز پڑھے اس لیے آپ میں سے وہ بچے جو دس سال یا اس سے اوپر کے ہیں ان کو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے کہ نمازوں کی طرف پوری توجہ دیں کیونکہ جب اللہ کے رسول نے ہمیں یہ حکم دیا کہ بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو اس پر سختی کرو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسی عمر ہے جس میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ نیکی اور برائی کیا چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا کیا چیز ہے۔اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا کیوں ہمارے لیے ضروری ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 160)

نمازیں سوچ سمجھ کر پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

نمازیں جلدی جلدی نہ پڑھ لیں بلکہ سوچ سمجھ کے پڑھیں۔ابھی سے یہ عادت ڈالیں کہ نمازمیں آپ نے غور کرنا ہے کیونکہ دس سال کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں بڑی اچھی طرح پتہ لگ جاتا ہے ہر بچے کو کہ وہ کیا نماز میں پڑھ رہا ہے۔آپ نے مثلاً سورۃ فاتحہ پڑھی ہے۔یہ اکثر بچوں کو یاد ہے اور اکثر بچوں کو سورہ فاتحہ کا ترجمہ بھی یاد ہے،تو اس میں دیکھیں کتنی دعائیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کی تعریف سے وہ شروع ہوتی ہے۔اس کا شکرادا کریں۔اس کی تعریف کریں۔کتنے احسان اس نے کئے ہیں کہ آپ کو صحت دی،آپ کو ماں باپ دیئے جو آپ کی نگہداشت کرتے ہیں۔آپ کو ایسا ماحول دیا جہاں دینی تربیت ہو سکتی ہے۔آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں پیدا کیا جہاں آپ صحیح طور پہ اللہ تعالیٰ کی پہچان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں۔اپنی زندگیوں کو پاک بنا سکتے ہیں۔صاف بنا سکتے ہیں۔تو اسی بات پر اگر آدمی شکر ادا کرنے لگے اللہ تعالیٰ کا،تو شکر ادا نہیں ہو سکتا۔پھر دیکھیں بہت ساری چیزیں اسی دعا میں ہیں۔اب اللہ نے بتایا کہ میں رحمان بھی ہوں رحیم بھی ہوں۔بہت ساری باتیں آپ کے لیے اس نے پیدا کر دیں۔رب ہونے کی وجہ سے اور بہت ساری چیزیں آپ کو دیتا ہے۔بغیر مانگے آپ کو

دیتا ہے، تو جب بغیر مانگے دے دیتا ہے تو جب آپ اچھے کام کریں اور اس سے مانگیں تو اور زیادہ آپ پر فضل کرے گا۔

برائیوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر یا چودہ پندرہ سال کی عمر کے بچے ایسی عمر کے بچے ہیں جن کو برائی اور نیکی کا بڑی اچھی طرح پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر برائیوں سے بچنے کی اس میں دعا سکھائی ہے نماز میں سورہ فاتحہ میں آپ پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے آپ دعا مانگتے ہیں کہ اللہ میاں ہمیں برائیوں سے بچا اور صحیح رستے پر چلا اور برائیوں سے بچنے کے لیے اور صحیح رستے پر چلنے کے لیے ہم تجھ سے تیرا فضل مانگتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں، تیرے آگے جھکتے ہیں۔ پھر نیک لوگوں کے رستے پر چلا ہمیں اور وہ نیک لوگوں کا رستہ کیا ہے وہ راستہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھایا اور اسی رستے پر چل کے ہمیں کامیابیاں مل سکتی ہیں۔ تو اس لیے جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو غور سے پڑھیں سوچ سمجھ کر پڑھیں۔ یہ آپ کی بچپن کی عمر نہیں ہے۔ بہت سارے مضمون آپ کے ایسے ہیں جو آپ اپنے دوستوں میں بیٹھے ہوں۔ Discussion ہو رہی ہوتی ہے کسی Subject پہ یا کسی کھیل پہ جس میں دلچسپی ہے، Golf پہ یا Cricket پہ یا T.V کے کسی ڈرامے سے دلچسپی ہے تو ایسے بڑے بڑے تبصرے آپ کر رہے ہوتے ہیں کہ جس طرح پوری مہارت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا دماغ ہے۔ اور اگر دماغ اس طرف چلانا چاہیں، دین کی طرف تو ادھر بھی چل سکتا ہے۔ عبادتوں کی طرف لانا چاہیں تو ادھر بھی چل سکتا ہے۔ اس لیے تمام وہ بچے جو دس گیارہ سال کی عمر سے بڑے ہیں ان کو اب اپنے آپ کو بچہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اب وہ بڑے ہو چکے ہیں اس لیے نمازوں کی طرف مکمل غور کر کے نمازیں پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 162-161)

والدین کا ادب اور ان کے لیے دعا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ میاں کا حکم ہے برائیاں جو بہت ساری ہیں ان سے رکنے کا اور اچھائیاں اختیار کرنے کا۔ ان میں سے ایک نیکی یہ ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کرو، ان کا احترام کرو، اللہ تعالیٰ نے اس کے

لیے ہمیں دعا سکھائی ہے کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کہ اے اللہ تو ان پر رحم کر، ان کا ہر دم محافظ ہو، ہر وقت ان کی نگہداشت کر، ان پر رحم فرما، ان پر فضل فرما کیونکہ انہوں نے بچپن میں میرے ساتھ بڑا نیک سلوک کیا اور میری پرورش کی۔ تو اس لحاظ سے آپ لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ اپنے ماں باپ کے لیے بہت دعا کیا کریں اور یہ بھی اللہ کا حکم ہے۔ دیکھیں کتنے بڑے احسان ہیں ماں باپ کے بھی انہوں نے آپ کی تربیت کی جس طرح کہ میں نے پہلے بتایا۔ آپ بڑے ہوئے، آپ کی پڑھائی کا خیال رکھا، آپ کی دینی تعلیم کا خیال رکھا، آپ کو جماعت کے ساتھ وابستہ رکھا۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 162)

ایک احمدی بچے کو بہت زیادہ سچ پر قائم ہونا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

سچ بولنا ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے اور اس وجہ سے آدمی میں اور نیکیاں کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کسی بڑے کو آپ نے جھوٹ بولتے یا غلط بات کرتے دیکھ لیا تو آپ کہیں کہ غلط بات کرنا یا جھوٹ بولنا جائز ہے میں بھی کرلوں۔ ایک واقعہ کا ذکر آتا ہے شیخ عبدالقادر جیلانی کا شاید واقعہ ہے کہ وہ پڑھنے کے لیے نکلے، یہی عمر تھی چھوٹی ہی ان کی، بارہ، تیرہ، چودہ سال کی عمر تھی۔ گھر سے نکلے تو ان کی ماں نے ان کو نصیحت کی تھی کہ تم نے جھوٹ نہیں بولنا، جو مرضی حالات ہو جائیں۔ اب راستے میں چور اور ڈاکو تھے انہوں نے قافلے کو روک لیا، ان سے بھی پوچھا، انہوں نے کہا میرے پاس 80 درہم ہیں۔ وہ ان کی اس زمانہ کی کرنسی تھی۔ ڈاکوؤں نے کہا کہ یہ چھوٹا سا بچہ ہے اس کے پاس یہ اتنی رقم کہاں سے آ گئی۔ خیر وہ سردار کے پاس لے کر گئے۔ انہوں نے کہا! ہاں میری ماں نے کہا تھا جھوٹ نہیں بولنا اس لیے میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ میرے پاس ہیں اور میری قمیض کے اندر سیے ہوئے ہیں۔ ڈاکوؤں کا سردار جو تھا اس بچہ کے سچ بولنے کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوا کہ اس نے چوری اور ڈاکے اور سب برے کام، گندے کام چھوڑ دیئے۔ تو بچے بڑوں کے لیے نصیحت کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس لیے آپ نے اپنا نمونہ دکھانا ہے۔ کبھی بری بات میں کسی کی نقل نہیں کرنی۔

اور جھوٹ جو ہے اس کے بارہ میں تو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ یہ شرک کے برابر ہے اور شرک بہت بڑا جرم ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنا۔ بچے بعض دفعہ چھوٹی سی غلطی کرتے ہیں، گھروں میں ہی مثلاً غلطی کرتے ہیں۔ کوئی چیز توڑ دی یا کوئی اور نقصان کر دیا یا کسی سے لڑ پڑے یا کسی دوسرے بھائی بہن کو مارا تو ماں باپ جب پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم نے نہیں کیا۔ تو یہ جھوٹ جو ہے یہ آہستہ آہستہ پھر بڑے جھوٹ بولنے کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ یاد رکھیں کہ سچ بولنا ہے کیونکہ اگر آپ اس طرح جھوٹ بولتے رہے تو آہستہ آہستہ پھر اللہ تعالیٰ کی جو قدر ہے آپ کے نزدیک کچھ نہیں رہے گی، اللہ تعالیٰ کو آپ کچھ نہیں سمجھیں گے، کوئی value اس کی نہیں ہوگی بلکہ آپ سمجھیں گے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور جھوٹ بول کے اپنی جان بچا سکتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے آپ یہ کہتے ہیں کہ اللہ میاں میرا رب ہے، مجھے پالنے والا ہے، میری پرورش کرنے والا ہے۔ مجھے ہر چیز دینے والا ہے لیکن یہاں جھوٹ بول کے آپ اللہ میاں کی بجائے سمجھ رہے ہیں کہ میرا جھوٹ جو ہے وہ مجھے بچائے گا وہی میرے کام آئے گا اور اسی سے میں بچ سکتا ہوں۔ تو اس طرح پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ پر بھی یقین نہیں رہتا اور ایک احمدی بچے کو تو بہت زیادہ سچ پر قائم ہونا چاہئے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مضمون لکھا اور پریس میں بھیجا اور جو اس کا پیکٹ تھا جس میں وہ لفافہ انہوں نے ڈال کے بھیجا تھا اس میں ایک خط علیحدہ بھی رکھ دیا۔ تو وہاں پریس والے شرارتی تھے، قانون یہ تھا کہ دوسرا لفافہ اس کے اندر نہیں رکھا جا سکتا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیس کر دیا اور اس کا جرمانہ بھی ہو سکتا تھا، سزا بھی ہو سکتی تھی۔ وکیلوں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہ آپ کہہ دیں کہ میں نے یہ لفافہ اس پیکٹ میں نہیں رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مرضی ہو جائے۔ چاہے مجھے سزا ہو جائے۔ میں نے جھوٹ نہیں بولنا۔ تو آپ نے کورٹ میں جا کے، عدالت میں جا کے یہ کہا کہ لفافہ میں نے رکھا ہے لیکن اس کو میں اس مضمون کا حصہ سمجھتا ہوں اس لیے رکھا ہے۔ تو عدالت نے آپ کو کہا ٹھیک ہے اور کوئی سزا نہیں دی بری کر دیا۔ تو ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ سچ جو ہے اس کی جیت ہوتی ہے اس لیے کبھی چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی آپ نے غلط بیانی سے کام نہیں لینا۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 164-163)

غلطی کو چھپانا نہیں چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج کل کے معاشرے میں یہاں لڑکوں میں چودہ پندرہ سال کی عمر میں سکول کے بچے ہیں، دوستوں میں مل جل کے بعضوں کو سگریٹ پینے کی عادت ہو جاتی ہے یا سگریٹ پینے کے ساتھ بعض دفعہ دوسری نشہ آور چیزیں جو ہیں وہ بھی بعض دفعہ پلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہت سارے اس قسم کے گروہ ہیں جو سکولوں میں جاتے ہیں اور بچوں کو عادت ڈالتے ہیں۔ تو اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ کسی کے کہنے پر آپ سے غلطی ہو جائے اور ماں باپ کو پتہ لگ جائے تو کبھی چھپانا نہیں ہے۔ بتا دیں کہ ہمارے سے یہ غلطی ہو گئی تھی اور تبھی آپ کی اصلاح ہو سکتی ہے اور اگر آپ چھپاتے رہے تو پھر آہستہ آہستہ عادتیں پڑ جائیں گی اور پھر بہت بڑے بڑے جرم بھی کرنے لگ جائیں گے۔ اتنی گندی عادتیں پڑ جائیں گی کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہو گی۔ پھر آپ نہ جماعت کے کسی کام آسکیں گے نہ اپنی زندگی آپ کی سنور سکے گی اور بگڑتے چلے جائیں گے۔ آنحضرتؐ سے جب ایک آدمی نے پوچھا کہ میں نے اپنی برائیاں چھوڑنی ہیں تو کس طرح چھوڑوں تو آپ نے فرمایا تھا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ چنانچہ اس نے جھوٹ بولنا چھوڑا اور بہت ساری برائیاں ختم ہو گئیں۔ اس لیے یاد رکھیں جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے۔ بہت بڑی برائی ہے۔ اگر کسی میں یہ ہے تو وہ اپنی زندگی برباد کر لے گا۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 164)

محنت کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

محنت کی عادت ڈالیں کیونکہ آپ نے بڑے ہونا ہے جماعت کی ساری ذمہ داریاں آپ پر پڑنے والی ہیں۔ اس لیے آپ کو چاہئے کہ محنت کریں، تعلیم کے معاملے میں، دینی تعلیم میں بھی، دنیاوی تعلیم میں بھی۔ محنت کریں اور سیکھیں اور جب آپ کو محنت کی عادت پڑ جائے گی اور علم بھی اس وجہ سے حاصل ہو جائے گا۔ پھر آئندہ بڑے ہو کے آپ جماعت کے بھی اچھے کام کر سکتے ہیں۔ دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے تو ہر ایک کی اپنی اپنی دلچسپی ہوتی ہے۔ کوئی ڈاکٹر بننا چاہے گا، کوئی انجنیئر بننا

چاہے گا۔کوئی وکیل بننا چاہے گا،کوئی ریسرچ میں جائے گا تو وہ بے شک تعلیم حاصل کریں لیکن ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی اسی محنت سے آپ کو حاصل کرنی چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 165)

روزانہ قرآن کریم پڑھیں اور تنظیمی کلاسوں میں شامل ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم پڑھیں۔قرآن کریم پڑھیں گے تو آپ کو پتہ لگے گا کہ ہم نے کیا کیا کچھ کرنا ہے، کیا کیا کچھ اللہ میاں نے ہمیں حکم دیئے ہیں، کیا تعلیم دی ہے۔تو اس طرح آپ کو بہت سارے فائدے ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ اکثر بچے ہمارے جو دس سال سے اوپر کے ہیں باقاعدہ قرآن کریم پڑھتے ہوں گے۔ اگر نہیں پڑھتے تو پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ روز کم از کم ایک رکوع پڑھا کریں اور کلاسوں میں بھی شامل ہوا کریں۔ خدام الاحمدیہ اگر کلاسیں لگاتی ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ نہیں لگاتی تو کلاسیں لگانی چاہئیں۔ تا کہ بچوں کو بتائیں تو جب آپ لوگ اس طرح تعلیم حاصل کریں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ جماعت کے لیے بہت مفید وجود بن جائیں گے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 165)

لڑائی جھگڑوں سے بچیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض بچوں میں عادت ہوتی ہے لڑائی جھگڑے کی۔ایک احمدی بچے کو ان لڑائی جھگڑوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے، ہمیشہ پیار سے، محبت سے رہیں، اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں، برداشت پیدا کریں کسی سے لڑنا نہیں اور ہمیشہ ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے۔تو اگر آپ یہ تین چار باتیں پیدا کر لیں تو انشاءاللہ تعالیٰ آپ کی زندگی میں ہمیشہ کام آئیں گی۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 165)

وقف نو بچے دین کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جو وقف نو کے بچے ہیں......آپ نے اپنے آپ کو وقف کے لیے تیار کرنا ہے اور اس میں بنیادی چیز یہ ہے کہ آپ پہلے دن سے ہی جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ پہلے دن سے ہی اپنی تربیت کریں۔ یہ سمجھیں۔ جب آپ کو ہوش کی عمر آ جائے مثلاً سات سال کی عمر میں بچے کو نماز کے لیے کہنے کا حکم ہے۔ دس سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے۔تو اس عمر سے اب بچے کو خود بھی احساس ہونا چاہئے اور والدین بھی ان کو یہ احساس دلوائیں کہ تم وقف ہو تم نے اپنی زندگی جماعت کے لیے پیش کی ہے۔تمہاری جو خواہشات ہیں وہ اب تمہاری نہیں رہیں بلکہ جماعت جس طرح کہے گی وہ تم نے کرنا ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 169-168)

وقف کا دوسرا نام قربانی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک بہت بڑا جو احساس ہے وہ بچوں کو ماں باپ کی طرف سے یہ ڈالا جانا چاہئے کہ آپ نے وقف کیا ہے اور وقف نام ہے قربانی کا تو پہلے دن سے جب تک آپ اپنے دوسرے بہن بھائیوں کے لیے قربانی نہیں دیں گے بڑے ہو کر آپ انسانیت کے لیے قربانی نہیں دے سکیں گے۔تو یہ بڑی ضروری چیز ہے اس بارے میں مَیں والدین کے سامنے زیادہ یہ عرض کر رہا ہوں کہ بعض واقفین نو بچوں کو دوسرے بچوں سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں یا اس لیے کہ یہ جماعت کی پراپرٹی ہے ان کا زیادہ خیال رکھا جائے۔لیکن بعض دفعہ اسی سے عادتیں خراب ہو جاتی ہیں۔اس لیے والدین پہلے دن سے ہی بچوں کو سخت جانی کی، Hardship کی عادت ڈالیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 169)

بچپن میں ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جس طرح حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ بچپن سے ہی سچ سے محبت ہو اور جھوٹ سے نفرت ہو۔ ہلکا سا مذاق بھی، جو جھوٹ کی طرف لے جانے والا ہو بچوں سے نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً حضور نے اپنے خطبہ میں اس کی مثال بھی دی تھی کہ کبھی بچے سے یہ مذاق بھی نہ کریں کہ بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے یا میرے ہاتھ میں فلاں چیز ہے، اس ہاتھ میں ہے کہ اُس ہاتھ میں ہے۔ جبکہ دونوں ہاتھوں میں کچھ بھی نہ ہو تو بچے کو اس سے بھی جھوٹ بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ ہلکا سا ادنیٰ سا مذاق ہے۔ اس کو ادنیٰ مذاق نہ سمجھیں۔ اس سے بھی تربیت پر برا اثر پڑتا ہے تو واقفین نو بچوں کی اٹھان، والدین کا بھی فرض ہے کہ انہوں نے پہلے دن سے تو کرنی ہے، سات سال اور دس سال کی عمر کے بعد، بہت سارے بچے دس سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں، اب آپ کا بھی فرض ہے کہ آپ کو جھوٹ سے بالکل نفرت ہو، ہلکا سا جھوٹ بھی برداشت نہ ہو سکے اور سچ سے ایسی محبت ہو جائے جیسی کسی بھی اچھی چیز سے آپ کو ہو سکتی ہے، (جیسے) ماں باپ سے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 169)

والدین بچوں کو ضدی نہ بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک بہت بڑی بات بچوں کے لیے خوش مزاجی ہے۔ یعنی ہر وقت آپ کی جو طبیعت ہے اس میں خوشی رہے بعض بچے چڑچڑے ہو جاتے ہیں تو ماں باپ بھی خیال رکھیں کہ کس طرح ان کی تربیت کرنی ہے۔ بلاوجہ بچوں کو ضدی نہ بنائیں اور ضدی بنایا جاتا ہے اس طرح کہ پہلے ایک بچہ کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے کوئی چیز مانگتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں اور پھر جب وہ زیادہ ضد کرتا ہے تو تھوڑی سی سزا دے کر اس کی وہ ضد بھی پوری کر دیتے ہیں یا اس کے رونے دھونے کو دیکھ کر بغیر سزا کے ہی ضد پوری کر دیتے ہیں تو بچہ یہ سمجھ جاتا ہے کہ اب ہر بات میں، مَیں نے جو چیز لینی ہے وہ ضد کر کے اور رو کر

ہی لینی ہے اور اس سے پھر بدمزاجی پیدا ہو جاتی ہے تو اس طرف بھی ہمیں بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس وقت والدین کی تعداد بھی ماشاء اللہ بچوں کی تعداد کے برابر ہی مجھے نظر آ رہی ہے اس لیے میں بڑوں کے لیے بھی ساتھ ساتھ باتیں کر رہا ہوں۔ تو ہمیشہ بچے جو دس سال کی عمر کو پہنچ گئے ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ انہوں نے اپنے ساتھی بچوں سے کبھی نہیں لڑنا۔ اگر بری بات ان میں دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جائیں، علیحدہ ہو جائیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 170)

بچوں کے اخلاق اچھے ہونے چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپ کے اخلاق بہت اچھے اخلاق ہونے چاہئیں اس لیے اس کو ذہن میں رکھیں کہ اگر آپ کے اخلاق اچھے ہوں گے تو پھر بڑے ہو کر آپ کا مزاج بھی ایسا اچھا بنے گا کہ لوگ خود بخود آپ کی طرف آئیں گے۔ آپ میں دلچسپی لیں گے اور پھر اس طریقے سے آپ احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکیں گے۔ لیکن اگر پہلے ہی رونے دھونے کی، ایک دوسرے کو ماردھاڑ کی عادت پڑ گئی تو یہ عادت آہستہ آہستہ پکی ہوتی جائے گی اور بڑے ہو کر بھی یہی سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا حق لینا ہے، چاہے سختی سے یا کسی سے لڑ جھگڑ کے۔ تو یہی میں آپ سے کہتا ہوں کہ اسی سے تو پھر آپ لوگوں کو اپنے سے دور ہٹا لیں گے۔ کوئی آپ کے قریب بھی نہیں آئے گا اور جب آپ کے قریب کوئی نہیں آئے گا تو پھر آپ احمدیت کا پیغام کس کو پہنچائیں گے؟ تو اس لیے ہمیشہ یہ عہد کر لیں آج وہ بچے جو میری بات سمجھ سکتے ہیں سات سال، دس سال یا اوپر کے کہ ہم نے کسی سے نہیں لڑنا اپنے دوستوں سے بھی، کھیل کود میں بھی نہیں لڑنا۔ کھیل کے میدان میں بھی اگر کوئی، کوئی بات کہہ دیتا ہے تو جسے کہتے ہیں Sportsman Spirit وہ ہونی چاہئے اور کبھی زیادتی بھی ہو جائے تو اس کو برداشت کر لینا چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 171-170)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ تربیتی کلاسیں جو منعقد کی جاتی ہیں جماعت احمدیہ میں ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ دین کا علم سیکھیں......پہلی چیز جو ہے، دین سکھانے کے لیے ایک احمدی بچے کے لیے، وہ ہے قرآن شریف کا پڑھنا......اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی خاص تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے۔ وہ تو ہے ہی کہ دین سیکھو اور دین کے معاملے میں سنجیدگی اختیار کرو۔ یہ نہیں ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنی ہے صرف اس لیے کہ امی ابو نے کہہ دیا ہے کہ ضرور صبح پڑھنا ہے یا میں نے کہہ دیا ہے کہ تلاوت کیا کریں پوچھا جائے گا۔ یا آپ کی جو تنظیم ہے جماعت والے پوچھتے ہیں خدام الاحمدیہ والے یا ناظم اطفال پوچھیں گے۔ تو بلکہ غور سے پڑھیں شوق سے پڑھیں اس لیے کہ ہم نے دین سیکھنا ہے اور اس میں سنجیدگی اختیار کریں، پھر یہاں جو آپ لوگوں نے تین چار دنوں میں سیکھا ہے (چار دن کا ہی کورس تھا نا؟) تو اس میں آپ کو قرآن شریف بھی پڑھایا گیا حدیث بھی پڑھائی گئی۔ اس کا امتحان بھی ہوا اور دینی معلومات کا بھی امتحان ہوا۔ تو اس ساری چیزوں کو جو آپ نے یہاں سیکھیں ہیں وہ اس لیے تھی کہ آپ کو تھوڑی سی عادت ڈالی جائے۔ تاکہ شوق پیدا ہو اور گھر جا کے بھی آپ دین سیکھیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 178-177)

سیکھے ہوئے دین پر عمل کرنے کی کوشش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جو دین آپ سیکھیں اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں۔ مثلاً اگر آپ یہ سیکھتے ہیں کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے، کھانا کھانے کے بعد دعا پڑھنی چاہئے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ جو ابھی یہاں پڑھ کر سنائی ہے آپ کو یا اور بہت ساری دعائیں ہیں۔ تو صرف یہ یاد کرنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ ان پر عمل بھی کرنا ہے۔ ہر ایک بچہ یہ چھوٹی چھوٹی دعائیں جو ہیں سیکھے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ نہیں تو وہ جس طرح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دی ہے، آپ کی مثال اسی طرح ہو جائے گی کہ جب بارش

ہوتی ہے اگر اچھی زمین ہوتو اس بارش کو جذب کرتی ہے، وہاں اچھے پودے وغیرہ اُگتے ہیں۔گریزی (Greenary) ہوتی ہے۔گھاس اُگتا ہے درخت اچھے ہوتے ہیں اور اگر زمین اچھی نہیں ہے چٹیل ہے یا ایسی (Rock) راک ہے وہاں تو بارش ہوتی ہےاور پانی بہہ جاتا ہےاس بارش کا اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔اسی طرح اگر آپ لوگ صرف سیکھیں اور اس کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہ کریں (Absorb) اَبزورب کرنے کی کوشش نہ کریں، اس پر عمل کرنے کی کوشش نہ کریں تو اس کے سیکھنے کا فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔وہ سیکھنا اسی طرح ہے کہ سیکھا اور بھول گئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 179)

قرآن پر عمل کرنے سے اللہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

قرآن شریف جب آپ پڑھیں پندرہ،سولہ سال کی عمر کے جو بچے ہیں بلکہ چودہ سال کی عمر کے بھی۔اب یہ بڑی عمر کے بچے ہیں،Mature ہو گئے ہیں، سوچیں اُن کی بڑی Mature ہونی چاہئیں۔اس عمر میں آ کے آپ لوگ اپنے مستقبل کے بارے میں، Future کے بارے میں بھی سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔تو اس میں خاص طور پر یاد رکھیں کہ قرآن شریف جب آپ پڑھ رہے ہیں تو اس کا ترجمہ بھی سیکھنے کی کوشش کریں۔کیونکہ یہ بھی ایک حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف جو ہےاس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہےاور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں۔یہی مطلب ہے کہ اگر تم لوگ اس کو پڑھو اور اس پہ عمل کرو، اس کو سمجھو تو تم نیکیاں کرنے کی کوشش کرو گے اور جب تم نیکیاں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تک تم پہنچ سکو گے۔دعائیں کرنے کا تمہیں موقع ملے گا۔نمازیں پڑھنے کا تمہیں مزہ آئے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں جو باتیں ہیں ان کو سمجھنے کی توفیق ملے گی......جو سیکھنا ہے اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرنی ہے......دوسری تعلیم جو سکول کی تعلیم ہے......اس کو دین کی تعلیم کے ساتھ ملا کے سیکھیں۔تاکہ جو ایسے لوگ ہیں جن کو مذہب کا پتہ نہیں ایسے بچے آپ کو سکول میں آپ سے بحث کرتے ہیں، بات کرتے ہیں بعض لوگ خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے تو ان کو سمجھانے کے لیے بھی دین سیکھیں اور دین کو اس تعلیم کے ساتھ ملائیں

تا کہ آپ ان کو سمجھا سکیں کہ اللہ تعالیٰ کی بھی ایک ذات ہے اسی نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اسی کی ہمیں خدمت کرنی چاہئے اور اسی سے سب کچھ مانگنا چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 180-179)

بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

ایک بہت بنیادی چیز ہے کہ سچ بولنا......اور بچپن سے ہی اگر آپ یہ عادت ڈال لیں کہ آپ نے سچ بولنا ہے کسی بات میں بھی۔ مذاق میں بھی۔ کسی سے غلط بات نہیں کرنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میری مُٹھی میں کوئی چیز ہے اور وہ ہاتھ کھولو تو کوئی چیز نہ ہو تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ اتنا بھی جھوٹ نہیں بولنا۔ تو بچپن میں ہی سچ بولنا سیکھیں پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر تم لوگ جھوٹ بولنے کی عادت چھوڑ دو تو پھر کوئی برائی تمہارے اندر پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہمیشہ سچ بولو تو ہمیشہ پھر تمہارے اندر نیکیاں ہی پیدا ہوں گی تو پھر کوئی بری بات پیدا نہیں ہوگی تمہارے دلوں میں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 180)

ہر بچہ خدمت خلق کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

ایک ہمارا احمدیوں کا کام ہے......اسے کہتے ہیں خدمتِ خلق۔ وہ آپ بچے کس طرح خدمتِ خلق کر سکتے ہیں اب چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ آپ سڑک پہ جا رہے ہیں وہاں کوئی بعض دفعہ (Footpath) فٹ پاتھ پر ہی کوئی گند پڑا ہوا، کوئی پتھر پڑا ہوا نظر آ جاتا ہے۔ یہاں بھی نظر آ جاتے ہیں میں نے دیکھے ہیں۔ تو اٹھا کر اس کو ایک طرف کر دیں تا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ پھر کوئی آدمی آپ کو راستہ پوچھتا ہے، بڑوں سے تو بچ کے رہیں کیونکہ بعض دفعہ غلط قسم کے لوگ بھی ہوتے ہیں لیکن وہیں کھڑے کھڑے اگر آرام سے رستہ سمجھا سکتے ہیں تو اس کو راستہ سمجھا دیں۔ یہ بھی خدمت خلق ہے۔ پھر اپنے سکولوں میں اگر کوئی بچہ آپ سے سوال پوچھتا ہے کہ مجھے سمجھا دو، سمجھ نہیں

آئی اور آپ کو وہ سوال آتا ہے تو اس کو سمجھا دیں۔ یہ بھی خدمت خلق ہے۔ اس طرح چھوٹی چھوٹی باتیں خدمت خلق کی یہ سیکھیں اور یہ احمدی بچے کا کام ہونا چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 181-180)

محنت کے ساتھ پڑھائی کرنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جو بچے پوری طرح محنت نہیں کرتے ان کو اپنے سکول کی پڑھائی میں بھی پوری محنت کرنی چاہئے اور دین سیکھنے کی طرف بھی پوری محنت کرنی چاہئے۔ پوری توجہ سے دونوں قسم کی پڑھائیاں جاری رہنی چاہئیں تاکہ آپ کو دنیا کا علم بھی حاصل ہو بڑے ہو کر آپ دنیا کو بتا سکیں کہ (دین حق) کی صحیح تعلیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے کیا اچھے طریق ہیں کیا صحیح طریق ہیں۔ اس لیے دونوں قسم کی تعلیم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 181)

ماں باپ کی فرمانبرداری کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپ لوگوں کے لیے پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ماں باپ کا کہنا ماننا۔ بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے بہت زیادہ ضد کرتے ہیں کسی چیز کی ضرورت ہوگی، نہیں بڑی عمر کے بچے بھی میں نے دیکھ لیے ہیں، تیرہ چودہ سال کی عمر میں بھی بعض دفعہ ضد کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے فلاں قسم کے کپڑے ہی لینے ہیں۔ اس وقت گنجائش نہیں ہوتی یا نہیں خرید کے دے سکتے اماں ابا۔ تو پھر ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ان کا ہمیشہ کہنا ماننا چاہئے۔ ان کی خدمت کرنی چاہئے کبھی ان کو تکلیف نہ پہنچے آپ لوگوں سے۔ کیونکہ یہی حکم ہے ہمیں کہ سب سے زیادہ خدمت جو ہے وہ دنیا میں اگر کسی کی کرنی ہے تو اپنے ماں باپ کی کرنی چاہئے اور ان کی ہر بات ماننی چاہئے جو نیکی کی بات ہو اور ہمیشہ نیک بات ہی ماننی ہے سوائے اس کے کہ (یہ بھی یہاں حکم ہے) کہ ماں باپ کی کون سی بات نہیں ماننی؟ جہاں وہ ایسی

بات کریں جو غیر شرعی ہو۔ جو شریعت کے خلاف ہو۔ اور کوئی احمدی ماں یا باپ غیر شرعی بات نہیں کر سکتا۔ یہ تو کوئی نہیں کہے گا آپ کے امی یا ابا آپ کو کہ نماز نہیں پڑھنی۔ تو سوائے اس قسم کے حکم ہوں جو کوئی احمدی ماں باپ نہیں کہہ سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات ان کی ماننی ہے کہ اچھے کام کرو۔ اگر بعض معاملات میں وہ کہیں کہ نہیں اس طرح کرنا ہے تو اسی طرح کرو۔ ضد نہ کرو۔ ان کا کہنا مانو۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ آج باہر کھیلنے نہیں جانا کسی وجہ سے تو نہ جاؤ۔ تو جو بھی باتیں آپ کے امی ابا آپ سے کریں ان کا کہنا ماننا ہے۔ اور ماں باپ کا کہنا ماننا بہت ضروری ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 182-181)

بچوں میں یہ احساس اجاگر کریں کہ والدین کے احسانات کا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

والدین کا وجود ہے، یہ ایسا وجود ہے کہ انسان تمام عمر بھی ان کے احسانوں کا بدلہ نہیں اتار سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ وہ جو کچھ بھی تمہارے ساتھ سلوک کریں، تمہارے سے سختی کریں، نرمی کریں، تم نے ہر حال میں ان سے نرمی اور محبت کا سلوک کرنا ہے۔ تم نے ان کی کسی بری لگنے والی بات پر بھی اُف تک نہیں کہنی۔ صبر سے ہر چیز کو برداشت کرنا ہے۔ ہمیشہ ان سے نرمی اور پیار کا معاملہ رکھنا ہے کیونکہ تمہارے بچپن میں ان کی جو تمہارے لئے قربانیاں ہیں تم ان کا احسان نہیں اتار سکتے۔ اور یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے لئے اس طرح دعا کیا کرو کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (سورۃ بنی اسرائیل: 25) کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی تھی۔ حدیث میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مٹی میں ملے اس کی ناک، مٹی میں ملے اس کی ناک۔ یہ الفاظ آپ نے تین دفعہ دہرائے۔ یعنی ایسا شخص قابل مذمت ہے، بڑا بد بخت اور بد قسمت ہے۔ لوگوں نے عرض کی کونسا شخص؟ تو آپ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (مسلم) ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ جس نے رمضان پایا

اور اپنے گناہ نہ بخشوائے اور والدین کو پایا اور اپنی بخشش کے سامان نہ کروائے۔(سنن ترمذی) آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر پوچھنے والے نے پوچھا، سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر تیسری دفعہ پوچھا آپ نے فرمایا تیری ماں اور چوتھی دفعہ پوچھنے پر فرمایا تیرا باپ۔(بخاری) تو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کے احسانوں کا ایک انسان بدلہ نہیں اتار سکتا لیکن دعا اور حسن سلوک ضروری ہے۔اس سے کچھ حد تک آدمی اپنے فرائض کو ادا کر سکتا ہے اور اسی سے بخشش ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ چہارم صفحہ 96-95)

بچوں کے وقف میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی قربانی کی جھلک نظر آنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو کے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی قربانی کا ذکر کر کے فرمایا:

حضرت اسماعیلؑ کا جواب ماں باپ کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ پس ان بچوں کے والدین بھی یہی نمونہ دکھائیں اور اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ وہ کہیں وقتی جوش سے تو اپنے بچوں کو وقف نہیں کر رہے، بلکہ اس کے پیچھے ایک پاک اور مستقل جذبہ ہونا چاہئے جس میں حضرت ہاجرہ اور حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی جھلک نظر آئے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر یہ تقویٰ سے گری ہوئی قربانیاں ہیں، جن میں پھر بعض اوقات بچے کہہ دیتے ہیں کہ مَیں نے وقف نہیں کرنا یا بچہ کا معیار اتنا گرا ہوتا ہے کہ جماعت اسے نہیں لیتی، بعض بچے بازاری لڑکوں کے سے حلیے بنا لیتے ہیں اور پوچھنے پر بعض یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سنگر بننا ہے۔ اب ان باتوں کا وقف سے کیا تعلق۔ لیکن اگر تقویٰ کے نمونے قائم کریں گے اور اس کے مطابق تربیت کریں گے تو پھر اسماعیلی جواب ملے گا۔ پہلے دن سے ہی بچوں کو قربانیوں کی اہمیت بتائیں اور اپنے پاک نمونے ان کے سامنے رکھیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ چہارم صفحہ 130)

بچوں کو بزرگوں کے ادب واحترام کی تلقین کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، زربی کہتے ہیں کہ مَیں نے انس بن مالکؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بوڑھا آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے آیا۔ لوگوں نے اسے جگہ دینے میں سستی سے کام لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی) تو جہاں بڑی مجلس ہو، جمعوں پہ، جلسوں پہ، گھروں میں بھی بعض دفعہ یہ ہوتا ہے۔ انصاراللہ کے اجتماع پہ بھی مَیں نے ایک دفعہ خدام اطفال کو کہا تھا جبکہ بڑی عمر کے لوگ کھڑے اور چھوٹی عمر کے بیٹھے ہوئے تھے تو ان کو جگہ دینی چاہئے۔ تو یہ خُلق بھی ایسا ہے جو ہر احمدی میں، بچے میں، جوان میں، مرد میں، عورت میں نظر آنا چاہئے جس سے پھر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے بھی حصہ لے رہے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تو جو ہم میں سے نہیں ہوگا وہ دعاؤں سے حصہ کیسے لے گا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے جو آپؐ نے امت کے لئے کیں، ہر ایک کو ہر عمل کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کے علاوہ پھر معاشرے میں بھی محبت اور پیار کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ چہارم صفحہ 135)

یہ احمدی بچے ہیں دنیا کو ان میں ایک فرق نظر آنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

دنیا کو ایک فرق نظر آنا چاہئے کہ یہ احمدی بچے ہیں۔ ان کی زندگی ان کا رہن سہن، ان کا کردار دوسروں سے مختلف ہے۔ ان کو آداب اور اخلاق آتے ہیں۔ جب ملتے ہیں تو سلام کرتے ہیں۔ ملتے ہیں تو عاجزی سے بڑوں کے سامنے اپنا اظہار کرتے ہیں۔ بڑوں کا کہنا مانتے ہیں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں نے یہاں مختلف سکولوں کے ایک دو ہیڈ ٹیچر سے اور دوسرے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹس

کے بعض افسران سے بھی بات کی ہے، جنہوں نے مجھے بتایا کہ احمدی بچے دوسرے بچوں سے سکولوں میں مختلف ہیں۔ پڑھائی کی طرف بھی زیادہ توجہ دیتے ہیں اور ویسے بھی اخلاقی لحاظ سے بہتر ہیں پس یہ جو آپ کی پہچان ہے اس پہچان کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ اگر قائم نہیں رکھیں گے تو پھر آپ کے احمدی ہونے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا دنیا آپ کو دیکھتی ہے۔ آپ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ آپ کو کوئی نہیں جانتا لیکن سکول کی ایڈمنسٹریشن جو ہے وہ اس بات پر نظر رکھ رہی ہوتی ہے کہ دیکھیں ان کے بچے کیسے ہیں؟ جب کسی اچھے بچے کو دیکھتے ہیں۔ ایسے بچے کو دیکھتے ہیں جس کے اخلاق اچھے ہیں ایسے بچے کو دیکھتے ہیں جو پڑھائی میں بہت اچھا ہے، ہوشیار ہے، توجہ دے رہا ہے۔ اس کی طرف پھر ٹیچر بھی اور سکول کی انتظامیہ بھی توجہ دیتی ہے اور یہ توجہ پھر آپ کے فائدے کے لئے، آپ کی پڑھائی میں آپ کے لئے بہتر ثابت ہوتی ہے، مد اور معاون ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی مدد کرتی ہے۔ پس اس بات کو جو اکثر احمدی بچوں میں ہے، اس کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے کبھی نہیں چھوڑنا کہ آپ کا ایک کردار ہے جو سکول میں بھی آپ کو، آپ کے اساتذہ کو اور آپ کی انتظامیہ کو نظر آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر میں نے دیکھا ہے کہ لڑکے بھی پڑھائی کی طرف توجہ دیتے ہیں لیکن لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ ششم صفحہ 214)

تمام معاملات میں اعتدال رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپ جب چودہ سال کے ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہو گئے۔ اب آزاد ہو گئے۔ اب ہم ادھر ادھر کھیلیں گے۔ کھیلیں گے تو فٹ بال کھیلتے چلے جائیں گے۔ ٹی وی دیکھیں گے تو دیکھتے چلے جائیں گے۔ ہر کام کو وقت دیں۔ کھیلنا ضروری ہے۔ صحت کے لئے ضروری ہے۔ فٹ بال ضرور کھیلیں، جو بھی گیم پسند ہے آپ کو وہ کھیلیں۔ یہاں جو فٹ بال کا رواج ہے۔ اس لئے میں کہہ رہا ہوں۔ ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ جو شام کا وقت ہے وہ ضرور کھیلنا چاہئے۔ اسکول میں جو وقت ہے اس میں کھیلنا چاہئے۔ ٹی وی بھی دیکھنا چاہئے۔ اس سے معلومات بڑھتی ہیں لیکن ایسا پروگرام دیکھیں جو

معلومات والا ہو۔ لیکن انٹرنیٹ پر بیٹھے رہنا ٹھیک نہیں کہ اس میں صرف فضول باتیں ہی ہوتی ہیں۔ یا پھر بیٹھنا ہے تو اپنے بڑوں کو بتا کر بیٹھیں کہ یہ پروگرام دیکھ رہے ہیں، دیکھو کتنا اچھا پروگرام اس پر آرہا ہے اس طرح جیسا کہ میں کہا ٹیلی فون وغیرہ کے مطالبے جو بچے دس سال کی عمر میں کر دیتے ہیں وہ بالکل غلط چیزیں ہیں اور ماں باپ کو بچوں کی ایسی باتیں ماننی بھی نہیں چاہئیں۔ پس آپ لوگ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جن باتوں کی طرف میں توجہ دلا رہا ہوں ان میں اعتدال ہو۔ یا اس طرف بہت زیادہ چلے گئے، یا اس طرف چلے گئے یہ دونوں چیزیں غلط ہیں اگر اعتدال ہوگا تو آپ لوگوں کی زندگی بھی ہمیشہ اچھی طرح گزرے گی اور بڑے ہو کر آپ ایک اچھے انسان بن سکیں گے۔ وہ انسان بن سکیں گے جن کی جماعت کو ضرورت ہے۔ پس اس چیز کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں رکھیں کہ آپ احمدی بچے ہیں اور آپ نے دوسروں سے مختلف ہونا ہے۔ آپ نے اپنے ہر کام میں دوسروں سے اچھا ہونا اور اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنا ہے۔ ہر کام میں آپ نے آگے بڑھنا ہے۔ ہر احمدی بچہ جو ہے وہ اسکول میں پوزیشن لینے والا ہونا چاہئے۔ پڑھائی کی طرف توجہ دینے والا ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ بعض گھر کے مسائل ہیں یا کسی وجہ سے پریشانی ہے تو آپ پڑھائی کی طرف توجہ چھوڑ دیں۔ آپ اپنے کام سے کام رکھیں اور پڑھائی کی طرف توجہ دیتے چلے جائیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ ششم صفحہ 216-215)

مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک بیماری جس کا بچپن میں احساس نہیں ہوتا اور مذاق میں انسان بچپن میں بھی کر رہا ہوتا ہے بعض بڑے لوگ بھی احتیاط نہیں کرتے تو ان کی دیکھا دیکھی کر جاتا ہے، وہ جھوٹ کی بیماری ہے۔ غلط بات کرنے کی بیماری ہے۔ اپنی طرف سے مذاق کر رہے ہوتے ہیں کہ جی میں نے یہ بات کہہ دی حالانکہ وہ بات اس طرح نہیں ہوتی۔ اسی طرح پھر جھوٹ کی عادت پڑتی ہے۔ پس ہلکا سا بھی جھوٹ ایک احمدی بچے میں نہیں ہونا چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ ششم صفحہ 216)

والدین کی عزت کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

والدین کی عزت بہت اہم ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے کہ والدین کی عزت کرو۔ان سے احسان کا سلوک کرو۔ان کے لئے دعا کا حکم ہے کہ جس طرح وہ بچپن میں پرورش کرتے رہے، میری خاطر تکلیفیں برداشت کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔آپ کے ماں باپ جو کما رہے ہیں اس کو آپ پر خرچ بھی کر رہے ہیں آپ کی تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں۔آپ کے کپڑوں پر خرچ کر رہے ہیں۔اس کا ایک بچہ کو شکر گزار ہونا چاہئے۔دس گیارہ سال کی عمر ہوش وحواس کی عمر ہوتی ہے۔اور پندرہ سال کا جو طفل ہوتا ہے، چودہ سال کا جو طفل ہوتا ہے اس کو تو بہت اچھی طرح علم ہونا چاہئے کہ ماں باپ کا یہ میرے پہ احسان ہے کہ وہ میرے اخراجات بھی پورے کر رہے ہیں۔میرے خرچ پورے کر رہے ہیں۔میری پڑھائی پہ توجہ دے رہے ہیں۔سکولوں کی فیسیں ادا کر رہے ہیں بسوں میں جانے کے لئے کرایہ ادا کر رہے ہیں۔اس کی وجہ سے آپ ان کے شکر گزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ والدین کا احسان ہے۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کا بدلہ کبھی نہیں اتار سکتے۔لیکن اس کے بدلے میں تمہارا بھی ان سے ایک اچھا اور احسان کا تعلق ہونا چاہئے اور ہمیشہ ان کے لئے دعا مانگو کہ اے اللہ تعالیٰ جس طرح وہ مجھ پر رحم کرتے ہیں تو بھی ان پر ہمیشہ رحم کرتا رہ۔یہ عادت پڑے گی تو آپ لوگوں کے دلوں میں والدین کی عزت بھی قائم ہوگی اور پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس بات پر خوش ہوگا اور آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشی کی وجہ سے انشاء اللہ اور بہتر انسان بن سکیں گے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ ششم صفحہ 217-216)

بچپن میں نمازوں کی عادت ڈالی جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک اہم بات یہ ہے کہ اطفال الاحمدیہ کی عمر سات سال سے لے کے پندرہ سال کی عمر ہے سات

سال کی عمر سے لے کے دس سال کی عمر تک بچے کو نماز پڑھنے کا حکم ہے۔اس کی عادت ڈالنی چاہئے اور بچوں کو خود عادت ہونی چاہئے کہ ہم نے نمازیں پڑھنی ہیں اور پھر یہاں تک حکم ہے کہ دس سال کے بعد تھوڑی سی سختی بھی کرو تو دس سال، بارہ سال کی عمر میں اگر ماں باپ آپ کو کہتے ہیں کہ بچے نماز پڑھو اور سختی بھی کرتے ہیں تو آپ لوگوں کو برا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔اسی عمر میں اگر نمازوں کی عادت پڑ گئی تو آئندہ ہمیشہ نمازوں کی عادت پکی رہے گی۔آپ دیکھ لیں کہ جتنے نمازیں پڑھنے والے لوگ ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت ہے ان میں سے اکثریت وہی ہیں جن کو بچپن میں نمازیں پڑھنے کا شوق تھا۔جو بچپن میں اچھے ماحول میں رہے اور جب جوانی میں قدم رکھا تب بھی اچھے ماحول میں قدم رکھا۔بعض لوگ بچپن میں جیسا کہ میں نے کہا اچھے ماحول میں ہوتے ہیں۔جماعت کی خدمت بھی کرتے ہیں۔اطفال الاحمدیہ کے اجلاسوں میں بھی آتے ہیں (بیت الذکر) میں بھی آتے ہیں لیکن جہاں چودہ پندرہ سال کے ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم آزاد ہو گئے۔لیکن اکثریت ایسی ہے جن کو نمازیں پڑھنے کی عادت ہوتی ہے وہ پھر ہمیشہ چلتی ہے اور جو بچپن میں توجہ نہیں دیتے وہ بڑے ہو کے بھی توجہ نہیں دیتے اور نماز جو ہے ایک (مؤمن) پر فرض ہے اور مردوں پر تو (بیت الذکر) میں جا کر پڑھنا بہت زیادہ فرض ہے پس اطفال الاحمدیہ کو جو دس سال کی عمر کے ہیں یا اس سے اوپر، انکو تو جہاں تک ہو سکے، اپنے والدین کے ساتھ نماز سنٹر میں جا کے نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ ششم صفحہ 217)

قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک بہت اہم چیز یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنا۔بہت سارے بچے خواہش کرتے ہیں اور میرے سے آمین بھی کروا لیتے ہیں۔چھ سات آٹھ سال نو سال کی عمر تک آمین ہو جاتی ہے بلکہ بعض پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف پڑھ لیتے ہیں لیکن یہاں کچھ والدین بھی بیٹھے ہیں میں ان سے بھی کہوں گا کہ وہ اس کے بعد بچوں کو قرآن شریف پڑھانے پہ توجہ نہیں دیتے تو والدین بھی توجہ دیں اور جو بچے دس گیارہ سال کی عمر میں

ہیں بلکہ نو سال کی عمر کے بھی، جب قرآن شریف ختم کر لیا ہے تو خود بھی روزانہ چاہے آدھا رکوع ہی پڑھیں، قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی عادت ہوگی تو پھر آہستہ آہستہ اس کو سمجھنے کی بھی آپ کو عادت پڑے گی اور جب وہ قرآن شریف سمجھیں گے تو پھر آپ کو پتا لگے گا کہ ایک احمدی (مؤمن) بچے کی کیا ذمہ داریاں ہیں جن کو اس نے ادا کرنا ہے تاکہ پھر وہ دین کی بھی صحیح طرح خدمت کر سکے اور معاشرے کے حق بھی ادا کر سکے اور اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کر سکے، اپنی حکومت کے حق بھی ادا کر سکے، اپنے بڑوں کے حق بھی ادا کر سکے، اپنے ساتھیوں کے حق بھی ادا کر سکے۔ پس یہ قرآن کریم پڑھنا بہت ضروری ہے اور جو تیرہ چودہ سال کے بچے ہیں ان کو کوشش کرنی چاہئے کہ ترجمے سے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیں۔ ابھی سے ہی یہ بات آپ میں پیدا ہو جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ بڑے ہو کر وہ انسان بن سکیں گے جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ان میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ یہ اب انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرنے والے ہیں اور اس ترقی کا حصہ بنیں گے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کی ہے۔ پس آپ لوگ ہمیشہ ان باتوں کو یاد رکھیں۔ نمازوں کی طرف توجہ دیں اپنے اخلاق کی طرف توجہ دیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دیں اپنی اسکول کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔ بڑوں کے ادب کی طرف توجہ دیں اور آپس میں بچے بھی ایک دوسرے سے پیار اور محبت سے رہنا سیکھیں۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ ششم صفحہ 218-217)

آپ کا کردار ہر پہلو سے دوسروں سے نمایاں ہونا چاہئے

حضور انور نے واقفین نو کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

آپ نے جماعت کے لئے خدا کی خاطر زندگی وقف کی ہے۔ اب آپ نے جماعت کی خدمت کرنی ہے اور اپنے اندر انقلابی تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ پانچوں نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔ قرآن کریم کی تلاوت روزانہ کرنی ہے، اس کی عادت ڈالیں۔ اپنے والدین، رشتہ داروں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ اچھا سلوک کرنا ہے۔ آپ کے عمل سے لوگوں کو پتہ چلے کہ آپ لوگ دوسروں سے مختلف ہیں۔ آپ کا عمل، آپ کا کردار ہر پہلو سے مثالی اور اعلیٰ ہونا چاہئے۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ ششم صفحہ 252)

جماعتی نظام بچوں کو ماحول کے بداثرات سے بچانے کی منصوبہ بندی کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بچے جس ماحول میں رہتے ہیں اس ماحول کا ہمسایوں کا اثر ان بچوں پر بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ ماں باپ چاہے بچوں کو سکھاتے رہیں لیکن جہاں بھی کمزوری ہوتی ہے اس سکھانے کے باوجود بھی اثر ہو جاتا ہے ماحول کا۔ پھر یہ بھی ہے کہ بچوں نے زیادہ وقت سکول میں اور اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں گزارنا ہے یا گھروں میں خود ہی اس زمانے میں ایسے دوست مل جاتے ہیں جو ٹی وی کے ذریعے سے داخل ہو گئے ہیں جو بچوں اور بڑوں سب پر یکساں اثر انداز ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بچے ماں باپ کی بات سننا نہیں چاہتے اور ماں باپ خود بھی بچوں سے فاصلے پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں اپنی مصروفیات کی وجہ سے یا اور وجوہات کی وجہ سے اور پھر ایسے بھی ہیں جو گھروں میں خود ہی ان ذریعوں سے ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ سے اپنے ماحول کو خراب کر رہے ہیں اور بہرحال نتیجہ پھر اس کا یہ نکلتا ہے اور نکل رہا ہے کہ ماں باپ بچوں پر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں اور بچے ماں باپ کی عزت و احترام نہیں کرتے۔ کہہ دیتے ہیں کہ اس ماحول میں ایسے ہی رہنا ہے اگر یہاں آئے ہو تو اس طرح گزارا کرنا پڑے گا۔ اور یہ پھر فردی برائیاں نہیں رہتیں۔ یہ قومی برائیاں بنتی چلی جا رہی ہیں۔ گھر برباد ہو رہے ہیں۔ ماں باپ بچوں کا روحانی قتل بھی کر رہے ہیں اور جسمانی قتل بھی کر رہے ہیں۔ مغربی معاشرہ تو آزادی کے نام پر ایک تباہی کی طرف جا ہی رہا ہے اور یہ قومی بدی ہے لیکن اس کی لپیٹ میں بعض احمدی بھی آ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ قومی برائی بنے اور وسیع طور پر پھیل جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے کے بعد ہم پھر جہالت میں واپس چلے جائیں ہمیں قوم کی حیثیت سے ان باتوں سے بچنے کے لئے کوشش کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔ پس جماعت احمدیہ کے نظام کے تمام حصے اس بات پر غور کرنے کے لئے سر جوڑیں منصوبہ بندی کریں اس کا ابھی سے خاتمہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی بھی برائی ہے۔ اس سے پہلے کہ خدا نہ کرے ہم میں سے ہم میں بحیثیت قوم مغربی ملکوں کی بیماریاں داخل ہو جائیں۔ ہم نے دنیا کے علاج کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم نے یہ

وعدہ کیا ہے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم دنیا کا علاج کریں گے۔ اگر علاج کرنے والے ہی مریض بن گئے تو دنیا سے فردی اور قومی برائیاں اور بدیاں کون دور کرے گا؟

(خطبہ جمعہ 13 فروری 2015)

نمازیں جمع کرنے کا رجحان بچوں پر منفی اثر ڈال رہا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد تو حقیقی مؤمنوں نے کرنا ہے اور حقیقی مؤمن وہی ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو ماننا ہے نہ کہ عبادت کے نام پر فتنہ وفساد کرنے والوں نے۔ من حیث القوم مسجد میں جا کر نماز نہ پڑھنے یا نمازیں جمع کرنے کا نقص مزید بڑھنے کا خطرہ اور امکان اس وقت بڑھ جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بچوں کے ذہنوں میں اس کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے اور بعض بچے اپنے ماں باپ کی حالت دیکھ کر یہ کہنے بھی لگ گئے ہیں کہ دن میں تین نمازیں ہوتی ہیں۔ جب کہو کہ پانچ ہوتی ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے ماں باپ کو تین نمازیں ہی پڑھتے دیکھا ہے۔ پس اس بارے میں ہر جگہ غور اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 13 فروری 2015)

اشاریہ

تربیت اولاد

انڈیکس (کلید)

نوٹ:۔آیات قرآنیہ اوراحادیث سے متعلقہ ذیلی عناوین بھی اس کلید کا حصہ ہیں۔

ت

د

دعا

دوزخ

دوست

دین

ذ

ذمہ داری

ذہانت

ر

ربوہ

رحم

رحمت

گ

ل

م

ہ

ہدایت

ہنر

ی

یورپ

(اسماء/مقامات)

☆☆☆